عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

وہ غیب دان ہے اور اپنی غیب کی بات کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس
پیغمبر کو پسند فرمائے۔ الجن ۲۷

مصباح الہدیٰ فی عظمۃ المصطفیٰ

عالم الغیب

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف: جناب مولانا طالب حسین کرپالوی

الناشر: جعفریہ دارالتبلیغ ۰ افضال روڈ ۰ سانده کلاں ◎ لاہور

جناب مولانا طالب حسین کرپالوی (مصنّف کتاب ھٰذا)

فہرست (مختصر)

فہرست (مفصّل)

ہدیہ پچاس روپے

معراج دین پرنٹرز لاہور

علم غیب اور احادیث

ازالۂ شبہات

حضرت علی بھی عالم الغیب ہیں

● بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح جلد ۲ ص ۱۱۲۸ سطر ۲۱ رشیدیہ دہلی

حضرت شریک ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے ایک موقع پر فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک جماعت نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ لوگ دائرۂ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔ ان کی خاص علامت سر منڈوانا ہوگی۔ وہ اسی طرح گروہ در گروہ نکلتے رہیں گے یہاں تک ان کا آخری دستہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔

عن شریک ابن شہاب (مرفوعاً الی ان قال) ثم قال یخرج فی آخر الزمان قوم کان ہذا منہم یقرؤن القران لیجاوز تراقیہم یمرقون من الاسلام کما یمرق السہم من الرمیۃ سیماہم التحلیق لایزالون یخرجون حتی یخرج اخرہم مع المسیح الدجال

توثیق علامت

● زینی، دحلان الفتوحات الاسلامیہ جلد ۲ ص ۲۶۸ مصر

آخری زمانے میں نکلنے والے شیطانی گروہ کی پہچان کے بارے میں نبی اکرم کا یہ فرمانا کہ ان کی مخصوص علامت سر منڈانا ہوگی۔ نجدی گروہ کے بارے میں بالکل صراحت ہے۔ کیونکہ سر منڈانا انہی لوگوں کا جماعتی شعار ہے۔ اس سے قبل خوارج اور بے دین فرقوں میں سے کسی فرقے کے اندر یہ علامت موجود نہیں تھی۔

سیماہم التحلیق تصریح بہذہ الطائفۃ النجدیہ لانہم کانوا یامرون کل من اتبعہم ان یحلق راسہ ولم یکن ہذا الوصف لاحد من طوائف الخوارج والمبتدعۃ الذین کانوا قبل زمن ہؤلاء

● بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح جلد ۲ ص ۱۱۲۸ سطر ۱۲ رشیدیہ دہلی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور انور صلعم نے دعا فرمائی کہ خداوندا ہمارے لئے ملک شام اور یمن میں برکت نازل فرما۔ وہیں نجد کے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ اور ہمارے نجد میں بھی اس پر حضور نے دوبارہ

عن ابن عمر قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہم بارک لنا فی شامنا اللہم بارک لنا فی یمننا قالوا: یارسول اللہ فی نجد قال اللہم بارک لنا فی شامنا، اللہم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ہناک الزلازل والفتن وبہا

ارشاد فرمایا۔ خداوندا ہمارے لئے ملک شام   یطلع قرن الشیطن
اور یمن میں برکت نازل فرما۔ پھر دوبارہ نجد کے لوگوں نے درخواست کی کہ ہمارے نجد میں بھی یا رسول اللہ
راوی کا بیان ہے کہ غالباً تیسری بار حضور نے فرمایا کہ وہ زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے اور وہاں سے شیطان
سینگ نکلے گی۔

اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علاقہ
نجد کے لئے دعا نہ فرمائی بلکہ وہاں [illegible] اور شیطانی گروہ کے نکلنے کی پیشین گوئی فرمائی۔

غالباً اسی لئے نجدی حضور اکرم صلعم کے عالم الغیب ہونے کا انکار کرتے ہیں کہ حضور نے علم
غیب سے نجد سے نکلنے والے شیطانی سینگ کو دیکھ لیا تھا۔ اگر حضور اکرم نجد کے لئے دعا مانگتے
اور نجدیوں کی تعریف فرماتے تو یہ کبھی بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا انکار
نہ کرتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جانتے تھے کہ نجد سے ایسا گروہ نکلے گا جو کہ آپ کا اور
اولیاء اللہ کا گستاخ ہوگا اسی لئے حضور اکرم نے بھی ان کے لئے دعا نہ فرمائی بلکہ اس ظالم گروہ کو
شیطانی ٹولہ قرار دیا۔

پیش لفظ

حضرت علی علیہ السلام پر ہم نے جو انسائیکلو پیڈیا بعنوان براہین الطالب فی مناقب علی بن ابیطالب کا آغاز کیا تو اس کی تین جلدیں شائع ہوتے ہی مقبول ہوئیں یہ مقبولیت فضل الٰہی کا مظہر اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی نظر نوازش کا اثر ہے ہمارا ارادہ ہے کہ پروگرام کے مطابق انشاء اللہ یہ سلسلہ چالیس جلدوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچے

چوتھی جلد کی ابھی کتابت ہی جاری تھی کہ اس اثناء میں ہمیں اپنے بریلوی سنی بھائیوں کے ملک بھر سے بہت سے مراسلے اور پیغامات موصول ہوئے جن میں تقاضا کیا گیا ہے کہ برادر رسول حضرت علی علیہ السلام کی طرح کا علمی و تحقیقی کام محبوب خدا خاتم الانبیاء حضرت نبی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی شروع کیا جائے تاکہ نجدی وہابیوں نے پوری دنیا میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص حبیب رب جلیل کے مقام عظیم کو نہایت کم کر کے دکھانے کی جو سازشیں شروع کر رکھی ہیں ان کا دفاع کیا جا سکے اور بطریق احسن ان کور دل نجدیوں کے باطل عقائد کا جواب دیا جا سکے۔ بعض احباب نے تو یہ تک کہا ہے کہ اگر ایسا کیا گیا تو یہ عاشقان مصطفیٰ پر احسان عظیم ہوگا حالانکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سعادت و توفیق جس کے حصے میں بھی آئی اس پر پروردگار مصطفیٰ کا لطف عظیم ہوگا۔

نیز اس میں بھی شک نہیں کہ بقول پیغمبر اعظم انا و علی من نور واحد۔ کہ میں اور علی ایک ہی نور سے ہیں۔ اس لحاظ سے عرش الٰہی سے فرش زمین تک پہنچنے والے نور کے یہ دو حصے ہیں جن کے وجود ذی جود نے انسانیت کو مقام فخر عطا کیا ہے۔

ظاہراً ہمارے لئے یہ مشکل تھا کہ چالیس جلدوں کے پہلے کے منصوبے پر کام کرنے کے دوران کسی اضافی موضوع کا رخ کرتے لیکن ایک تو اپنے برادران اہل سنت کی دعوت پرخلوص کا احترام پیش نظر تھا اور دوسرا دعوت کی نوعیت ـــــ لہٰذا ہم نے بنام خدا کمر ہمت باندھی اور ارادہ کیا کہ "براھین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب" ہی کی طرح کا حضرت ختمی المرتبت باعث تخلیق کون و مکان فخر دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور زندگی پر مصباح الھدیٰ فی عظمۃ المصطفیٰ کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ اس سلسلے کی پہلی جلد "عالم الغیب" پیش خدمت ہے۔

اس میں قرآنی آیات، احادیث نبویؐ، روایات اصحابؓ رسولؐ اور اقوال علماء اسلام کے حوالے سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ رسول اکرمؐ عالم الغیب ہیں اس ضمن میں ابن عبدالوھاب نجدی کے مریدوں نے جو شبہات پیدا کرنے کی کوششیں کی ہیں انہی عقلی ونقلی دلائل سے باطل کر دیا گیا ہے
خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ انبیاء وآئمہ علیہم السلام کے صدقے میں ہمیں اس کوشش میں کامیاب فرمائے۔ اور اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

آمین ثم آمین

طالب حسین کرپالوی

خطیب مسجد حسینیہ

سانده کلاں، لاہور

۱۵ ر ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ

تحریک خریدار بنئے

خدائے ذوالجلال کے فضل، اور معصومین علیہم السلام کی نوازش سے ہم نے اس وقت

- مصباح الهدیٰ فی عظمۃ المصطفیٰ اور
- براهین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب

کے دو تحقیقی وعلمی سلسلے شروع کر رکھے ہیں ہم آپ سے کوئی عطیہ وغیرہ نہیں مانگیں گے۔ البتہ اتنی درخواست ضرور کرتے ہیں کہ آپ ان دونوں سلسلوں کے مستقل خریدار بنیں۔ ہم آپ کو خصوصی رعایت بھی دیں گے۔ اگر پانچ سو حضرات ہمارے مستقل خریدار بن جائیں تو یہ سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ انشاء اللہ

منیجر، جعفریہ دار التبلیغ، امامبارگاہ سانده کلاں لاہور

آغاز سخن

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ مکوّن الاکوان، مدبّر الخلائق بلطف واحسان الذی لا یحیط بکنھہ الاذھان او یکویہ مکان او یمرّ علیہ زمان تعالیٰ عمّا یصفہ اھل البغی والطغیان من القول الزور والبھتان

والصلوٰۃ علی سیّد ولد عدنان محمد بن عبد اللہ حقیقۃ الانسان فانزل علیہ القرآن ھدیً للناس و بیّنات من الھدیٰ والفرقان

وآلہ شموس العرفان الذی استنارت بنور ھدایتھم الاکوان امّا بعد فقد قال اللہ الرحمان فی القران **عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ** - الجن ۲۶

غیب کا جاننے والا وہی ہے پس اپنے غیب پر وہ کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس شخص کے جس کو وہ رسول میں سے علم غیب کے لئے منتخب کرے۔

عِلم کسی چیز کو کماحقہٗ جاننا۔ پہچاننا۔ حقیقت کا ادراک کرنا۔ یقین حاصل کرنا۔ محسوس کرنا۔ محکم طور پر معلوم کرنا۔ اس طرح ادراک حقیقت کرنے والے کو عَالِم کہتے ہیں جس کی جمع عالمُون آتی ہے اور عَلِیمٌ کی جمع عُلَماءُ یعنی گہرا اور پختہ علم رکھنے والے۔ اس مادہ کے بنیادی معنی کسی چیز پر ایسے نشان کے ہیں جس سے وہ شے دیگر اشیاء سے متمیز ہو سکے۔

عربوں کے نزدیک عِلم کا درجہ معرفت اور شعور سے زیادہ بلند ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ کے لئے عِلم کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ معرفت یا شعور کا نہیں۔ چنانچہ خدا کو عَالِمٌ یا عَلِیمٌ کہہ سکتے ہیں عَارِفٌ یا شَاعِرٌ نہیں کہہ سکتے عِلمٌ اور مَعرِفَۃٌ میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ معرفت کسی چیز کے آثار و قرائن میں غور و فکر کر کے اس کا ادراک کرنے کو کہتے ہیں لیکن علم کے لئے یہ ضروری نہیں۔ ثانیاً معرفت کا لفظ بیشتر اس موقع پر استعمال ہوتا ہے جب کوئی چیز ادراک کے بعد دھیان سے نکل جائے اور پھر دوبارہ اس کا ادراک ہو، لیکن عِلم میں یہ صورت نہیں ہوتی۔

قرآن کریم[1] نے سمع، بصر اور قلب کو حصول علم کے ذرائع قرار دیا ہے دوسرے مقام پر قلبؔ کی جگہ **فُوادؔ** بھی کہا ہے۔ اس میں علم بذریعہ حواس اور بذریعہ تصورات دونوں آجاتے ہیں۔ اور **فُوادؔ** کی نسبت سے اس میں احساسات بھی آجاتے ہیں۔ لیکن چونکہ علم اس وقت عِلمؔ کہلا سکتا ہے جب وہ یقین کے درجے تک پہنچ جائے اس لئے قرآن کریم نے وحی کو علم کہا ہے اور اس کی ضد کو **اَھْوَاءٌ** یعنی انسان کے خود ساختہ تصورات یا جذباتی عقیدت مندیاں جن کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل و برھان نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم خارجی کائنات کے متعلق علم حاصل کرنے پر بڑا زور دیتا ہے۔ جذباتی عقیدت مندی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ وہ اپنے ہر دعوے کو دلیل و برھان کے زور پر پیش کرتا ہے اور ان دعاوی سے انکار کرنے والوں سے بھی دلائل و براہین طلب کرتا ہے۔ اسے اپنے دعاوی کی محکمیت پر اتنا یقین ہے کہ وہ ان دعاوی سے انکار کرنے والوں کے متعلق علانیہ کہہ دیتا ہے کہ وہ ان کی تردید میں کوئی برھان پیش نہیں کر سکتے اسی لئے قرآن کریم کی دعوت عَلٰی وَجْهِ الْبَصِیْرَت دعوت ہے۔

علماء نے علم کی مختلف قسمیں بیان فرمائی ہیں، ان میں سے چند کا ذکر امام راغب نے المفردات میں یوں کیا ہے۔

العِلمُ کسی چیز کی حقیقت کا ادراک کرنا اور یہ دو قسم پر ہے۔

اوّل: یہ کہ کسی چیز کی ذات کا ادراک کر لینا۔

دوم: ایک چیز پر کسی صفت کے ساتھ حکم لگانا جو (فی الواقع) اس کے لئے ثابت ہو یا ایک چیز کی دوسری چیز سے نفی کرنا جو (فی الواقع) اس سے منفی ہو۔ پہلی صورت میں یہ لفظ متعدی بیک مفعول ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اللهُ يَعْلَمُهُمْ (تم ان کو نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے۔

اور دوسری صورت میں دو مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ اگر تم کو معلوم ہو کہ مومن ہیں۔

ایک دوسری حیثیت سے علم کی دو قسمیں ہیں (۱) نظری اور (۲) عملی

علم نظری: وہ ہے جو حاصل ہونے کے ساتھ ہی مکمل ہو جائے جیسے وہ علم جس کا تعلق موجودات عالم سے ہے

علم عملی: اور علم عملی وہ ہے جو عمل کے بغیر تکمیل نہ پائے جیسے عبادات کا علم ایک اور حیثیت سے بھی

---

[1] لغات القرآن

علم کی دو قسمیں ہیں (۱) عقلی (۲) سمعی

علم عقلی: یعنی وہ علم جو صرف عقل سے حاصل ہو سکے۔

علم سمعی: یعنی وہ علم جو محض عقل سے حاصل نہ ہو بلکہ بذریعہ نقل و سماعت کے حاصل کیا جائے[1]

منطقی حضرات نے علم کی تعریف اور تقسیم یوں فرمائی ہے۔

عِلم: کسی شے کی صورت کا تمہارے ذہن میں آنا۔

اور علم کی دو قسمیں ہیں۔ تصور اور تصدیق

تصدیق: جس میں اس بات کا علم ہو کہ فلاں شے فلاں شے سے ہے

تصور: جس میں اس بات کا علم نہ ہو۔

تصور کی بھی دو قسمیں ہیں اور تصدیق کی بھی

تصور بدیہی: جو بغیر تعریف کے سمجھ میں آجائے۔

تصور نظری: جو بغیر تعریف کے سمجھ میں نہ آئے۔

تصدیق بدیہی: جو بغیر غور و فکر کے حاصل ہو۔

تصدیق نظری: جو غور و فکر کے بعد حاصل ہو۔

قرآن مجید میں علم کی ایک اور تقسیم بھی پیش کی گئی ہے۔ کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم غیب اور دوسری علم شہادۃ۔ غیب کے جاننے والے کو عالم الغیب اور شہادۃ کے جاننے والے کو عالم الشہادۃ کہتے ہیں (جس کا ذکر قرآن مجید کے سورہ انعام کی آیت ۷۳ میں یوں ہے

عالم الغیب والشهادة

اور اس کتاب میں عالم الغیب کے بارے میں بحث ہو گی کہ غیب کسے کہتے ہیں اور اس کا جاننے والا کون ہے۔

---

[1] المفردات ص۶۳۵ کالم ۲ سطر ۳ ۔ المکتبۃ القاسمیہ ۔ لاہور

معنیٔ غیب

کسی بھی لفظ کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کے لفظی اور اصطلاحی معانی سمجھے جائیں اور اس کے استعمالات سے آگاہی حاصل کی جائے۔ لہٰذا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ پہلے ہم لفظ غیب کے لفظی اور اصطلاحی معانی کتب لغات عرب سے معلوم کر لیں۔ اس کے بعد اس کے عالم پر بحث کریں گے کہ کوئی غیب کا جاننے والا ہے یا نہیں اور اگر کوئی جانتا ہے تو کیسے؟

(۱) اصفہانی راغب ص ۳۷۲ سطر آخر المطبعة المیمنة۔ مصطفیٰ البابی الحلبی واخویہ مصر

اَلْغَیْبُ۔ غَابَتِ الشمس وغیرہا کا مصدر ہے جس کے معنی کسی چیز کے نگاہوں سے اوجھل ہو جانے کے ہیں۔ چنانچہ محاورہ ہے غَابَ عَنِّی کَذَا۔ فلاں چیز میری نگاہ سے اوجھل ہو گئی۔ قرآن میں ہے اَمْ کَانَ مِنَ الْغَائِبِیْنَ کیا کہیں غائب ہو گیا ہے۔ اور ہر وہ چیز جو انسان کے علم اور حواس سے پوشیدہ ہو اس پر غیب کا لفظ بولا جاتا ہے۔ یعنی غیب بمعنی غائب ہے قرآن میں ہے۔ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِی السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ اِلَّا فِی کِتَابٍ مُّبِیْنٍ اور آسمانوں اور زمین میں کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہے مگر وہ کتاب روشن میں ہے۔ اور کسی چیز کو غَیْبٌ یا غَائِبٌ لوگوں کے لحاظ سے کہا جاتا ہے ورنہ باری تعالیٰ سے تو کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ جیسے فرمایا لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ

الغَیْبُ مصدر غابت الشمس وغیرها اذا استترت عن [illegible] یقول غاب عنی کذا۔ قال تعالیٰ: ام کان من الغائبین واستعمل فی کل غائب عن الحاسة وعما یغیب عن علم الانسان بمعنی الغائب قال: ومامن غائبة فی السماء والارض الا فی کتاب مبین و یقال للشئ غیب وغائب باعتبارہ بالناس لا بالله تعالیٰ فانه لا یغیب عنه شئ کما لا یعزب عنه مثقال ذرة فی السموات ولا فی الارض وقوله عالم الغیب والشهادة ای ما یغیب عنکم وما تشهدونه والغیب فی قوله یؤمنون بالغیب ما لا یقع تحت الحواس ولا تقتضیه بدایة العقول وانما

نہیں۔ نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ لہٰذا آیت کریمہ عَالِمُ الغیبِ وَالشَّھَادَۃِ۔ وہی پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے میں الغیبُ والشَّھَادَۃُ سے مراد وہ اشیاء ہیں جو انسان کے علم و حواس سے پوشیدہ ہیں اور حواس کے سامنے موجود ہیں۔ اور آیۃ کریمہ یُؤمِنُونَ بِالغَیبِ۔ غیب پر ایمان لاتے ہیں میں الغیب سے وہ تمام اشیاء اور حقائق مراد ہیں۔ جو انسانی حواس سے ماورا ہیں اور بداہت عقل سے ان کا علم نہیں ہوسکتا۔ بلکہ انبیاء علیہم السلام کے خبر دینے سے ہی انکا علم ہوتا ہے۔ اور انہیں نہ ماننے سے انسان ملحد ہوجاتا ہے اور جن لوگوں نے غیب سے مراد قرآن یا تقدیر لی ہے تو انہوں نے اس کے جزوی مفہوم کی طرف اشارہ کیا ہے اور

یعلم بخبر الانبیاء علیہم السلام وبدفعہ یقع علی الانسان اسم الحاد ومن قال الغیب ھو القرآن ومن قال ھو القدر فاشارۃ منھم الی بعض مایقتضیہ لفظہ وقال بعضھم معناہ یومنون اذا غابوا عنکم ولیسوا کالمنافقین الذین قیل فیھم واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزئون وعلی ھذا قولہ الذین یخشون ربھم بالغیب من خشی الرحمٰن بالغیب وللہ غیب السمٰوات والارض اطلع الغیب ولا یظھر علی غیبہ احدا الا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ

بعض نے یُؤمِنُونَ بِالغَیبِ کے معنی یہ کئے ہیں کہ تم سے غائب ہونے کی حالت میں بھی وہ ایمان لاتے ہیں۔ یعنی وہ ان منافقوں کی طرح نہیں ہیں جن کے متعلق ارشاد ہے کہ وَاِذَا خَلَوا اِلیٰ شَیٰطِینِھِم قَالُوا اِنَّا مَعَکُم اِنَّمَا نَحنُ مُستَھزِئُونَ چنانچہ مندرجہ ذیل آیات اَلَّذِینَ یَخشَونَ رَبَّھُم بِالغَیبِ اور مَن خَشِیَ الرَّحمٰنَ بِالغَیبِ وغیرہا میں بھی غیب کے معنی خلوت اور تنہائی کے ہیں وَلِلّٰہِ غَیبُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ اور اَطَّلَعَ الغَیبَ اور فَلَا یُظھِرُ عَلیٰ غَیبِہٖ اَحَدًا اور لَا یَعلَمُ مَن فِی السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ الغَیبَ اور تِلکَ مِن اَنبَاءِ الغَیبِ یہ آیات من جملہ غیب کی خبروں کے متعلق ہیں۔ اُردو صـ ۶۸۱ کالم ۱ سطر ۱۳

(۲) لوئیس معلوف المنجد صـ ۵۹۲ کالم ۲ سطر آخر المطبعۃ الکاثولیکیۃ بیروت

غَابَ یَغِیبُ غَیبًا وَغَیبَۃً وَغِیَابًا وَغُیُوبًا وَمَغِیبًا۔ عَنہُ۔ دور ہونا، جدا ہونا غَابَتِ الشَّمسُ غِیَابًا وَغُیُوبَۃً۔ سورج کا ڈوبنا چھپنا۔ الشیءُ عن فُلَانٍ پوشیدہ ہونا، غیر حاضر

(غاب یغیب غیبا وغیبۃ وغیابا وغیوبا ومغیبا) عنہ: بعد عنہ وباینہ (غابت الشمس غیابا وغیوبۃ) غربت و استترت عن العین۔ الشیء عن فلان: استتر

ہونا۔ عن بلادہٖ سفر کرنا۔ ضد حضر۔ عن بلادہ : سافر

(۳) الازہری، اعظمی، محمد حسین معجم الاعظمی ص۱۴۵۳ سطر آخر کالم ۲ مکتبۂ غزالی کراچی

غَابَ یَغِیبُ غیباً وغیبۃً وَغِیَاباً و غُیُوباً ومغیباً: عن : غائب ہونا۔ دور ہونا جدا ہونا۔ غیر حاضر ہونا۔ پوشیدہ ہونا کسی جگہ سے فاصلہ بعید پر ہونا۔

(۴) الدکتور خلیل الجر لاروس ص۸۸۵ کالم ۱ سطر ۱ مکتبہ لاروس فرانس ۱۹۷۳ء

الغیب: الشک ــ کلّ ما غاب عنک (سمعت صوتاً من وراء الغیب) ای من موضع لا اراہ ــ الستر ــ ما اطمأن من الارض۔ ج : غیاب وغیوب

(۵) جبران مسعود الرائد ص۱۰۹۲ کالم ۱ سطر ۲۵ دار العلم للملایین بیروت

الغیب ۔ ج: غیوب و [illegible] مص ۔ غاب ــ (۲) ــ کل ما غاب عن الانسان (ھو عالم بالغیب) ــ (۳) الستر ــ (۴) ــ الشک ــ (۵) ــ ما سھل وانخفض من الارض

(۶) ولیم ٹامسن ورٹے بات ص۷۱۷ کالم ۲ سطر ۳ پنجاب ایڈوائزری بورڈ ۔ لاہور

غَابَ یَغِیبُ غَیباً وَغِیَاباً وغُیُوباً و مَغِیباً ۔ غیر حاضر ہونا ۔ دور ہونا کسی جگہ سے فاصلہ بعیدہ پر ہونا۔ پوشیدہ ہونا۔

(۷) ابن خلف تبریزی برہان قاطع ص۸۱۵ کالم ۱ مؤسسۃ مطبوعاتی امیر کبیر ۔ ایران

عبارت ۔ فیروز اللغات

(۸) البستانی اللبنانی، الشیخ عبد اللہ ۔ البستان [illegible] کالم ۲ سطر ۶ المطبعۃ الامیر بیروت ۱۹۳۰ء

غاب عنہ ۔ یغیب غیباً وغیبۃً [illegible] ناً ومغیباً ۔ بعد عنہُ وبانیہُ الشمس وغیرھا من النجوم غیاباً وغیوبۃ غربت واستترت عن العین وفلان ضد حضر و فلان عن بلادہ سافر

(۹) ابن منظور لسان العرب جلد ۲ ص۱۴۶ سطر آخر المطبعۃ المیریہ بولاق مصر ۱۳۰۰ھ

الغیب الشک وجمعہ غیاب وغیوب ۔ قال

انت نبی تعلم الغیابا لا قائلا افکا ولا مرتابا

والغیب کل ما غاب عنک

(۱۰) طریحی، شیخ فخر الدین مجمع البحرین ص۱۱۰ طبع ایران

ہر وہ شئ غیب ہے جو آپ سے غائب

الغیب ما [illegible] عنک الغائب خلاف

ہو غائب کا لفظ حاضر کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔ الحاضر

(۱۱) ابن اثیر النہایہ ص۱۷۷ جلد۳ المکتبۃ المیزیہ مصر

غیب وہ ہے جو آنکھوں سے غائب ہو الغیب ما غاب عن العیون وان کان

اگرچہ دلوں میں حاصل ہو یا نہ محصلا فی القلوب او غیر محصل

(۱۲) پرویز، غلام محمد لغات القرآن جلد۳ ص۱۲۴۹ سطر۱۵ طلوع اسلام لاہور ۱۹۶۱ء

غ۔ی۔ب - ہر وہ چیز جو نگاہوں سے اوجھل ہو، غیب کہلاتی ہے۔ اگر وہ چیز تصوّر میں موجود ہے لیکن نگاہوں سے پوشیدہ ہے تو پھر بھی غیب ہی کہلائے گی۔ غَیبٌ نشیبی زمین کو بھی کہتے ہیں غَابَۃٌ ایسی نشیبی زمین جس سے پہلے اونچی زمین آجائے اور اس لیئے وہ نگاہوں سے اوجھل ہو جائے۔ غَابَۃٌ گھنے جنگل کو بھی کہتے ہیں۔ جس میں درختوں کی وجہ سے زمین نظر نہیں آتی۔ گڑھے اور کنویں کی ترائی اور گہرائی، نیز ہر چیز جو کسی کو چھپا لے، اسی لئے غَیَابَۃٌ کہلاتی ہے۔ غَیَابَاتُ الشَّجَرِ۔ درختوں کی ان جڑوں کو کہتے ہیں جو زمین کے اندر چھپی ہوئی ہوں اور نظر نہ آئیں۔

قرآن کریم نے غَیبَ کے مقابلے میں شَہَادَۃ کا لفظ لا کر اس کے معنی واضح کر دیئے ہیں۔ یعنی غَائِبٌ وہ ہے جو مشاہدہ میں نہ آیا ہو جو مشہود نہ ہو۔

فَرَسٌ غَائِبٌ اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو دوڑ میں اپنی کچھ قوت چھپا کر (RESERVE) رکھ لے اور فَرَسٌ شَاھِدٌ وہ جو ساری قوت کو نمایاں طور پر سامنے لے آئے۔

غَیبٌ کے لئے ضروری ہے کہ وہ کہیں موجود ضرور ہو لیکن آنکھوں سے اوجھل ہو جب غَیبٌ آنکھوں کے سامنے آجائے گا تو مَشْہُودٌ ہو جائے گا۔

(۱۳) عزیزی، ابوالفتح مفتاح اللغات ص۶۰۱ کالم ۱ سطر ۱۹ محمد سعید کراچی

غیب - گمان، پوشیدگی - پوشیدہ چیز

(۱۴) مجلس علماء المعجم ص۴۸۴ کالم ۱ دارالاشاعت کراچی عبارت فیروز اللغات

(۱۵) فیروز دین فیروز اللغات ص۵۰۹ کالم ۱ سطر ۱۰ فیروز سنز پاکستان ۱۹۷۹ء

غَابَ - غَیباً وَ غِیَاباً وَ غَیبَۃً وَ غُیُوباً وَ مَغِیباً (کسی شخص یا چیز سے) غائب ہونا۔ پوشیدہ ہونا

(۱۶) نسیم امروہوی و سید مرتضیٰ حسین صدر الافاضل نسیم اللغات ص۶۵۸ کالم ۲ سطر ۱۴ شیخ غلام علی لاہور ۱۹۵۵ء

غیب - غیر حاضری - پوشیدگی - پوشیدہ - عالم الغیب - غیب دان - پوشیدہ حال جاننے والا خدا تعالیٰ - غیب کی خبر - آئندہ واقعات کی خبر

(۱۷) بلیاوی، عبدالحفیظ مصباح اللغات ص۶۱۳ کالم ۱ سطر ۳۰ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
الغَیبُ ۔شک ۔ ہر وہ چیز جو تم سے غائب ہو ۔ بھید ۔ پست زمین

(۱۸) دہلوی، سید احمد فرہنگ آصفیہ ص۳۱۸ کالم ۱ سطر ۲۲ جلد ۳ مکتبہ حسن سہیل لاہور
غیب ۔ضد حضور ۔ غیر موجودگی ۔ غیر حاضری ۔ غائب ۔ پوشیدہ ۔ پوشیدگی ۔

(۱۹) نعمانی، محمد عبدالرشید ۔ لغات القرآن ص۲۴ کالم ۲ سطر ۱ جلد ۵ دینی کتب خانہ لاہور
پوشیدہ ہونا ۔ غیر حاضر ہونا ۔ انسان کے علم واحساس سے بالاتر ہونا ۔ وہ چیزیں جو آدمی کی حسی اور عقلی رسائی سے خارج ہیں اور جن کا علم انبیاء کی اطلاع کے بغیر نہیں ہو سکتا، انبیاء پر آنے والی وحی، اندرون اور باطن غیب کا استعمال قرآن مجید میں ان تمام معانی میں ہوا ہے ۔ لفظ غیب پورے قرآن مجید میں بصورت نکرہ کہیں نہیں آیا، مضموم بھی آیا ہے مفتوح بھی اور مکسور بھی مگر ہر جگہ معرفہ ہے ۔ کل ۴۹ مقامات پر لفظ غیب آیا ہے ۔ ایک جگہ ضمیر کی طرف اضافت کی گئی ہے ۔ یعنی غیبۃ فرمایا ہے باقی ۴۸ مقامات میں یا الف لام کے ساتھ آیا ہے یا اسم ظاہر کی طرف اضافت کی شکل میں ۔

(۲۰) رازی، فخر الدین ۶۰۶ ھ تفسیر کبیر جلد ۲ ص۲۷ سطر ۱۴ المطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر

(چوتھا مسئلہ) ایک قول یہ ہے کہ "الغیب" مصدر ہے اور اسم فاعل کا قائم مقام ہے جس طرح "صوم" بمعنی "صائم" اور "الزور" بمعنی "الزائر"۔
پھر فرمان خداوندی "یؤمنون بالغیب" میں دو قول ہیں؛
قول (اوّل) ابو مسلم اصفہانی کا مختار ہے کہ فرمان خداوندی "بالغیب"، مومنین کی صفت ہے بایں معنی کہ وہ حالت غیب میں بھی اللہ تعالیٰ پر اسی طرح ایمان رکھتے ہیں جسطرح حالت حضور میں ایمان رکھتے ہیں ــــ مومنین کا ایمان منافقین کی طرح نہیں ہے جو مومنین سے مل کر کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیاطین سے تنہائی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو مومنین سے استہزا کرتے ہیں ۔ اور اس کی مثال قرآن مجید میں یہ

(المسئلۃ الرابعۃ) ۔قیل (الغیب) مصدر اقیم مقام اسم الفاعل، کالصوم بمعنی الصائم، والزور بمعنی الزائر، ثم فی قولہ تعالیٰ (یؤمنون بالغیب) قولان (الاوّل) وھو اختیار ابی مسلم الاصفھانی ان قولہ (بالغیب) صفۃ المومنین معناہ انھم یومنون باللہ حال الغیب کما یؤمنون بہ حال الحضور، لا کالمنافقین الذین اذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلوا الی شیٰطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن ۔ ونظیرہ قولہ تعالیٰ (ذلک لیعلم انی لم اخنہ بالغیب) ویقول الرجل لغیرہ : نعم الصدیق

بھی ہے کہ اسے معلوم ہو جائے کہ میں نے غیب میں اس سے خیانت نہیں کی"۔ اور جیسے ایک آدمی دوسرے سے کہتا ہے "کتنا اچھا ہے تیرا وہ دوست جو غیب میں تیری پشت پناہی کرتا ہے"۔ یہ مومنین کی مدح ہے کہ ان کا ظاہر اور باطن ایک ہے، منافقوں کی طرح نہیں ہے جو منہ سے کچھ کہتے ہیں اور ان کے دلوں میں کچھ پنہاں ہوتا ہے۔

لك فلان بظهر الغيب، وكل ذلك مدح للمومنين يكون ظاهرهم موافقا لباطنهم ومباينتهم لحال المنافقين الذين يقولون بافواههم ماليس فى قلوبهم (والثانى) وهو قول جمهور المفسرين ان الغيب هو الذى يكون غائبا عن الحاسة ثم هذا الغيب ينقسم الى ما عليه دليل والى ماليس عليه دليل۔

(قول دوم) جمہور مفسرین کا قول ہے کہ "غیب" وہ ہے جو حواس سے غیب ہو — اور اس کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ کہ جس پر دلیل ہو اور دوسرا وہ جس پر دلیل نہ ہو۔

(۲۱) بیضاوی، عبداللہ بن عمر تفسیر انوار التنزیل جلد ا ص۵۵ سطر ۱۹ مصطفیٰ البابی مصر

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

غیب سے مراد وہ مخفی چیز ہے کہ جسے حواس نہ پاسکیں اور نہ بداهةً اسے عقل چاہے۔

المراد به الخفى الذى لا يدركه الحس ولا تقتضيه بداهة العقل

(۲۲) حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ا ص۳۲ سطر ۱۰ مطبعۂ عثمانیہ مصر ۱۳۳۰ھ

غیب وہ ہے جو حس اور عقل سے تمام تر چھپا ہوا ہو ایسے کہ کسی بھی ذریعے سے بھی ابتداءً کھلم کھلا معلوم نہ ہو سکے۔ غیب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ کہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو وہی اس آیت سے مراد ہے کہ خدا کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں دوسری وہ کہ جس پر کوئی دلیل قائم ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات۔ وہی اس جگہ مراد ہے۔

وهو ما غاب عن الحس والعقل غيبة كاملة بحيث لا يدرك بواحد منهما ابتداء بطريق البداهة وهو قسمان قسم لا دليل عليه وهو الذى اريد بقوله عنده مفاتح الغيب وقسم نصب عليه دليل كالصانع وصفاته وهو المراد

(۲۳) قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد۔ الجامع لاحکام القرآن جلد ا ص۱۶۳ سطر ۶ دار الکاتب العرب مصر ۱۹۶۷ء

قوله تعالىٰ: (بِالْغَيْبِ) الغيب فى كلام العرب: كل ما غاب عنك، وهو من ذوات الياء، يقال منه غابت الشمس تغيب، والغيبة وغيابة، اى هبطة من الارض،

والغیابۃ الاجمۃ۔ وھی جماع الشجر یغاب فیھا ویسمی المطمئن من الارض: الغیب لانہ غاب عن البصر۔ کلام عرب میں غیب ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو آپ سے غائب ہو۔ لفظ غیب یائی ہے واوی نہیں۔ کہا جاتا ہے "غابت الشمس تغیب" اور غیبہ مشہور ہے۔ عرب "اغابۃ المراۃ" اس عورت کے بارے میں کہتے ہیں جس کا شوہر اس سے غائب ہو اور وقعنا فی غیبۃ وغیابۃ سے مراد زمین کی پست جگہ ہے اور "غیابہ" سے مراد اجمہ ہے یعنی درختوں کا جھنڈ جس میں چھپا جائے زمین کی جائے اطمینان کو بھی غیب کہتے ہیں کیونکہ وہ جگہ آنکھوں سے غیب ہوتی ہے۔

(۲۴) سیوطی۔ محلی جلالین ص۲ سطر ۱۰ مصطفی البابی مصر

(بالغیب) بما غاب عنھم من البعث والجنۃ والنار

(۲۵) نسفی، عبداللہ بن احمد بن محمود تفسیر النسفی ص۱۳ سطر ۱۲ جلد ۱ عیسی البابی مصر

(بالغیب) بما غاب عنھم مما انباھم بہ النبی علیہ السلام من امر البعث والنشور والحساب وغیر ذلک فھو بمعنی الغائب تسمیۃ بالمصدر من قولک غاب الشیء غیبا ھذا ان جعلتہ صلۃ للایمان وان جعلتہ حالا کان بمعنی الغیبۃ والخفاء ای یؤمنون غائبین عن المؤمن بہ

یعنی وہ ان امور پر ایمان رکھتے ہیں جن سے حضرت محمد مصطفیٰ نے انہیں آگاہ کیا ہے اگرچہ وہ ان سے غائب ہیں مثلاً بعثت، یوم محشر و حساب وغیرہ لفظ "غائب" صیغہ اسم فاعل بمعنی مصدر ہے۔ "غاب الشیئ غیباً" اکثر مستعمل ہے۔ اگر "غیب" کو "ایمان" کا صلہ یا حال قرار دیا جائے تو معنی غیبت اور "خفاء" ہو گا یعنی مومنین ایمان رکھتے ہیں اگرچہ غائب ہیں اُن چیزوں سے جن پر ایمان رکھا جاتا ہے۔

(۲۶) طبری، ابوجعفر محمد بن جریر متوفی ۳۱۰ھ جامع البیان جلد ۱ ص۱۰۲ سطر ۱ مصطفی البابی الحلبی۔ مصر ۱۹۵۴ء

واصل الغیب: کل ما غاب عنک من شیئ، وھو من قولک: غاب فلان یغیب غیبا

(۲۷) تفسیر مظہری اُردو مطبع ندوۃ المصنفین دہلی ص۲۹ سطر ۱۲ جلد ۱

(بِالْغَیْبِ) اگرچہ بظاہر ترکیباً جار مجرور واقع ہوا ہے لیکن حقیقت میں یُؤْمِنُوْنَ کا مفعول بہ ہے اور با زائد ہے یا یوں کہو مصدر فاعل کے معنی میں ہے اور یُؤْمِنُوْنَ کے فاعل سے حال واقع ہوا ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے یُؤْمِنُوْنَ غائبین عَنْکُمْ اس بنا پر جملے کے معنی یہ ہوں گے کہ متقی وہ صاف باطن لوگ ہیں جو اے مسلمانوں تم سے غائب ہونے کی حالت میں بھی ویسے ہی ایمان کا دلی اعتراف

کرتے ہیں جیسے منہ در منہ اور سامنے وہ ان بدباطن اور دغا باز منافقوں جیسے نہیں ہیں جو مسلمانوں کے سامنے تو ان کی رضاجوئی کے لئے ایمان کا اقرار کرتے ہیں مگر پیٹھ پیچھے صاف انکار کر جاتے ہیں۔ یا یوں کہیئے کہ مومن بہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غائب ہونے کی حالت مراد ہے۔ اس وقت مفعول بہ سے حال ہوگا۔ (طبع دہلی ص۲۹ سطر ۱۲)

(۲۸) ص۲۹ سطر ۸

غیب مصدر ہے اور اس کا تعلق یُؤمِنُوْن کے ساتھ مبالغۃً ہوا ہے جیسے شہادت کے لفظ کا قال اللہ تعالیٰ عَالِمُ الغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو آدمیوں کی آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ مثلاً خدا کی ذات و صفات، فرشتے، آدمیوں کا مرنے پیچھے زندہ اٹھ کھڑا ہونا جنت و دوزخ، پل صراط۔ میزان۔ عذاب قبر وغیرہ

(۲۹) پانی پتی، قاضی ثناء اللہ۔ تفسیر مظہری جلد ۱ ص۱۳ سطر ۱۳ مطبع الغریب حصار (طبع قدیم)

والغیب مصدر وصف بہ للمبالغۃ کالشھادۃ قال اللہ تعالیٰ عَالِمُ الغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ والمراد بہ ما غاب عن ابصارھم من ذات اللہ وصفاتہ والملئکۃ والبعث والجنۃ والنار والصراط والمیزان وعذاب القبر وغیر ذلک فھو واقع موقع المفعول بہ للایمان والباء صلۃ او بمعنی الفاعل وقع حالا من فاعل یؤمنون یعنی یومنون غائبین عنکم لا کالمنافقین فی حضور المؤمنین خاصۃ دون الغیبۃ

(۳۰) الایجی، معین الدین محمد بن عبدالرحمٰن م ۸۹۴ھ جامع البیان جلد ۱ ص۷ سطر ۴ دار النشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ

(بِالغَیْبِ) ای ماھو غائب کا مو الاخرۃ والقدر ومحمد علیہ الصلوٰۃ والسلام من غیر رویتہ

(۳۱) القاسمی، محمد جمال الدین متوفی ۱۳۳۲ھ محاسن التاویل جلد ۱ ص۳۵ سطر ۳ عیسیٰ البابی مصر ۱۹۵۷ء

(بِالغَیْبِ) الغیب فی الاصل مصدر غاب بمعنی استتر واحتجب وخفی وھو بمعنی الفاعل۔ کالزور للزائر۔ اطلق علیہ مبالغۃ، والمراد بہ مالا یقع تحت الحواس، ولا تقتضیہ بدایۃ العقل، وانما یعلم بخبر الانبیاء علیھم السلام

"غیب"، دراصل "غاب"، کا مصدر ہے بمعنی استتر، احتجب اور خفی (چھپنا) اور بمعنی "فاعل"

ہے جیسے "زور" "زائر کے لئے ـــــ مطلقاً اس کا تذکرہ مبالغہ کے لئے کیا گیا ہے۔ اور اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو حس کے تحت واقع نہ ہو اور عقل بدیہی جس کو نہ پا سکے اور انبیاء علیہم السلام کی اطلاع سے معلوم ہو۔

(۳۲) نیشاپوری، نظام الدین متوفی ۷۲۸ھ غرایب القرآن جلد ۱ ص ۱۴۹ سطر ۱۱ مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۹۶۲ء

الرابعة: یجوز ان یکون بالغیب صلة للایمان: ای یعترفون او یثقون به۔ وعلی هذا یکون الغیب بمعنی الغائب، اما تسمیة بالمصدر کما سمی الشاهد بالشهادة قال الله تعالیٰ (عالم الغیب والشهادة) والعرب تسمی المطمئن من الارض غیبا، واما ان یکون مخفف فیعل ویجوز ان یکون بالغیب حالا والغیب بمعنی الغیبة والخفاء ای یؤمنون غائبین عن المؤمن به

جائز ہے کہ لفظ غیب ایمان کا صلہ ہو۔ یعنی وہ اس کا اعتراف کرتے ہیں یا اس پر اعتماد کرتے ہیں تو اس صورت میں لفظ غیب غائب کے معنی میں ہوگا۔ اور اس کا مصدر نام رکھنا ایسے ہی ہے جیسے شاہد کا نام شہادت رکھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "عالم الغیب والشهادة" اور عرب اطمینان والی زمین کو بھی غیب کہتے ہیں اور غیب کا مخفف فیعل ہے ـــــ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ جائز ہے کہ لفظ غیب کو حال تسلیم کیا جائے اور غیب غیبة اور خفاء کے معنی میں سمجھا جائے یعنی وہ ایمان رکھتے ہیں اس حال میں کہ وہ اس چیز سے غائب ہیں جس پر ایمان رکھا جاتا ہے۔

(۳۳) ابن عموزہ لہان تفسیر عرائس البیان جلد ۱ ص ۱۳ سطر ۵ منشی نولکشور لکھنؤ

ما غاب عن الابصار متکشفا بنعت الانوار لعیون الاسرار

جو آنکھوں سے غائب ہو لیکن اسرار سے آگاہ بصارت پر صفت انوار سے منکشف ہو۔

(۳۴) ابن کثیر تفسیر جلد ۱ ص ۴۱ سطر ۸ عیسیٰ البابی مصر

عن ابن مسعود وعن ناس من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم اما الغیب فما غاب عن العباد من امر الجنة وامر النار وما ذکر فی القرآن

ابن مسعود اور بعض دیگر اصحاب سے مروی ہے کہ مراد اس سے وہ پوشیدہ چیزیں ہیں جو نظروں سے اوجھل ہیں جیسے جنت دوزخ وغیرہ وہ امور جو قرآن میں مذکور ہیں۔

(۳۵) آلوسی، سید محمود۔ روح المعانی جلد ۱ ص ۹۸ سطر ۴ المطبعة الکبری المیریه بولاق مصر

قول ابو مسلم اصفہانی جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

سطر ۸ قول ابن مسعود حسب سابق عبارت تفسیر

(۳۶) آلوسی، سید محمود تفسیر روح المعانی جلد ا ص ۹۷ سطر ۲۰ المطبعۃ الکبری المیریہ بولاق مصر

والغیب مصدر اقیم مقام الوصف وھو غائب للمبالغۃ بجعلہ کانہ ھو وجعلہ بمعنی المفعول یردہ کما فی البحران الغیب مصدر غاب وھو لازم لایبنی منہ اسم مفعول وجعلہ تفسیرا بالمعنی لان الغائب یغیب بنفسہ تکلف من غیر داع او فیعل خفف کقیل ومیت و فی البحر لاینبغی ان یدعی ذلک الا فیما سمع مخففا و مثقلا وفسرہ جمع ھنا بما لا یقع تحت الحواس ولا تقتضیہ بداھۃ العقل فمنہ مالم ینصب علیہ دلیل وتفرد بعلمہ اللطیف الخبیر سبحانہ وتعالیٰ کعلم القدر مثلا ومنہ ما نصب علیہ دلیل کالحق تعالیٰ وصفاتہ العلا فانہ غیب یعلمہ من اعطاہ اللہ نورا علی حسب ذلک النور

(۳۷) شوکانی، محمد بن علی ۱۲۵۰ھ فتح القدیر جلد ا ص ۳۴ سطر ۱۲ مصطفی البابی مصر ۱۹۶۴ء

والغیب فی کلام العرب : کل ما غاب عنک ـ

کلام عرب میں "غیب" ہر اس چیز کے لئے مستعمل ہے جو آپ سے غائب ہو۔

(۳۸) جمل، شیخ سلیمان تفسیر جمل جلد ا ص ۱۴ سطر ۱۰ مطبع مرتضوی انڈیا

عبارت تفسیر مظہری بعینہٖ

(۳۹) ابن جوزی ۶۵۶ھ تفسیر زاد المسیر جلد ا ص ۲۴ سطر ۱۱ المکتبۃ الاسلامی بیروت ۱۹۶۴ء

واصل الغیب : المکان المطمئن الذی یستتر فیہ لنزولہ عما حولہ، فسمی کل مستتر : غیبا ـــ اصل میں "غیب" اس جائے اطمینان کو کہتے ہیں جس میں ارد گرد سے چھپا جائے، اسی لئے ہر پوشیدہ کو "غیب" کہتے ہیں۔

(۴۰) زمخشری، جار اللہ ۵۳۸ھ تفسیر کشاف جلد ا ص ۲۱ سطر آخر طبع قدیم مطبع لیسی کلکتہ ۱۸۵۶ء

ان جعلتہ صلۃ کان بمعنی الغائب اما تسمیۃ بالمصدر من قولک غاب الشئ غیبا کما سمی الشاھد بالشھادۃ قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشھادۃ والعرب تسمی المطمئن من الارض غیبا ـــ

اگر اس کو صلہ قرار دیں تو معنی "غائب" ہوگا اور اس کو "غاب الشئ غیبا" سے مصدر قرار دیا جا سکتا ہے جس طرح فرمان خداوندی "عالم الغیب والشھادۃ" میں "شاھد" کو شھادۃ کہا گیا ہے ـــ اور عرب جائے اطمینان زمین کو غیب کہتے ہیں۔

(۴۱) اندلسی، ابن حیان البحر المحیط جلد۱ ص۳۸ سطر ۱۵ مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۲۸ھ

الغیب مصدر غاب یغیب اذ انوارى وسمى المطمئن من الارض غیبا لذلك او فیعل من غاب فاعلہ غیب

"غیب" باب غاب یغیب سے مصدر ہے جس کا معنی ہے "چھپنا" — اسی لئے پست زمین کو غیب کہتے ہیں یا اس کا وزن فیعل ہے، باب غاب جس کا فاعل "غیب" ہوگا۔

(۴۲) ابن عربی متوفی ۵۴۲ھ احکام القرآن جلد۱ ص۵ سطر ۶ مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۳۱ھ

قولہ بالغیب وحقیقتہ ماغاب عن الحواس مما لا یوصل الیہ الا بالخبر دون النظر۔ فرمان باری تعالیٰ "بالغیب" "حقیقت میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو حواس سے غائب ہو اور بغیر خبر دون النظر اس تک پہنچنا محال ہو ——

(۴۳) شربینی، محمد سراج المنیر جلد۱ ص۱۵ سطر آخر منشی نولکشور لکھنؤ۔

(یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ) ای یصدقون بما غاب عنهم من البعث والجزاء والجنۃ والنار الخ

یعنی وہ مومنین بعث، جزا، جنت دوزخ وغیرہ کی تصدیق کرتے ہیں جبکہ یہ چیزیں ان سے غائب ہیں۔

(۴۴) بغوی، ابو محمود حسین بن مسعود معالم التنزیل ص۱۳ سطر ۲۱ المطبع الحیدری بمبئی ۱۲۸۳ھ

الغیب مصدر وضع موضع الاسم فقیل للغائب غیب کما قیل للعادل عدل و للزائر زور والغیب ما کان مغیبا من العیون

"الغیب" مصدر ہے جس کو اسم کی جگہ پر رکھا گیا ہے جس طرح عادل کو عدل، زائر کو زور کہتے ہیں اسی طرح "غائب" کو غیب کہتے ہیں —— اور جو کچھ آنکھوں سے غائب ہو اسے غیب کہا جاتا۔

(۴۵) ابن منظور لسان العرب جلد۲ ص۱۴۷ سطر ۱ المطبعۃ المیریہ بولاق مصر ۱۳۰۰ھ

ابو اسحاق یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ای یومنون بما غاب عنهم مما اخبرهم بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من امر البعث والجنۃ والنار وکل ما غاب عنهم مما انبأهم بہ فهو غیب۔ سطر ۱۳ عبارت ابن عربی

(۴۶) نووی، شیخ محمد التفسیر المنیر جلد۱ ص۴ سطر ۳ مصطفی البابی مصر ۱۳۷۴ھ

(الذین یومنون بالغیب) ای یصدقون بما غاب عنهم من الجنۃ والنار و الصراط والمیزان۔

(۴۷) واحدی، ابوالحسن تفسیر الوجیز جلد ۱ ص۴ سطر ۲ برحاشیہ تفسیر منیر عبارت مذکورہ

(۴۸) حجازی، محمد محمود التفسیر الواضح جلد ۱ ص۱۴ سطر ۷ مطبعۃ الاستقلال مصر ۱۹۶۴ء

(الغیب) ماغاب عنھم من حساب وجزاء وجنۃ ونار وغیر ذلک

(۴۹) رشید تفسیر المنار جلد ۱ ص سطر دار المنار مصر ۱۳۷۳ھ

الغیب - ماغاب علمہ عنھم

(۵۰) طنطاوی، جوھری شیخ الجواھر جلد ۱ ص۲۷ سطر آخر مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۵۰ھ

(الذین یؤمنون بالغیب) یصدّقون بما غاب عنھم کامر البعث والحساب

وہ ان تمام امور کی تصدیق کرتے ہیں جو اُن سے غائب ہیں مثلاً بعث والحساب وغیرہ

(۵۱) کاشفی، کمال الدین حسین واعظ - تفسیر حسینی ص۳ سطر ۱۶ پندرہ معمورہ بمبئی ۱۲۷۸ھ عبارت مندرجہ ذیل

(۵۲) قادری ترجمہ تفسیر حسینی جلد ۱ ص۳ سطر ۱۹ ملک دین محمد لاہور

یُؤمِنُونَ ایمان لاتے ہیں بِالغَیبِ ساتھ بے دیکھے ہوئے کے کہ حق تعالیٰ ہے اور فرشتے اور قیامت یا اس کے متعلقات یا ساتھ چھپی ہوئی چیز کے کہ وحی ہے۔

(۵۳) دہلوی، محمد رحیم بخش اعظم التفاسیر جلد ۱ ص۴۷ سطر ۵ مطبع نامی دہلی فیضی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

بالغیب مما اعلمھم الرسول وما ادرکہ حواسھم کالاسلام للہ الاحد مع ما امرہ اللہ وما ھو محسوسھم کامر المعاد و احوالہ وھو مصدر ورد محل الاسم اطراء وورد المراد ھو الروع والحاصل ھم رھط اسلموا رعا ومرالاکرھط اسلموا مسحلا لا روعا

غیب اس چیز کو کہتے ہیں جس کی اطلاع لوگوں کو پیغمبر نے دی ہو اور ان کے حواس وہاں تک نہ پہنچیں ہوں جیسے خدائے واحد کے ساتھ ایمان لانا اور جس چیز کا حکم اس نے پیغمبر کو فرمایا ہے اور جو چیزیں آدمیوں کے ادراک سے باہر ہیں ان کی تصدیق کرنا جیسے قیامت اور اس کے احوال اور غیب مصدر ہے اسم فاعل کی جگہ مبالغۃً واقع ہوگیا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ غیب سے مراد دل ہے اور معنی یہ ہیں کہ پرہیزگار وہ لوگ ہیں جو دل سے تصدیق کرتے اور ایمان لاتے ہیں نہ ان لوگوں کی طرح جو زبان سے اسلام لاتے ہیں اور دل سے اعتقاد نہیں کرتے۔

(۵۴) ملیح آبادی، مواھب الرحمٰن جلد ۱ ص۴۹ سطر ۵ مکتبۂ رشیدیہ لاہور

غیب اس چیز کو بولتے ہیں جو نیری نظر سے غائب ہو اور یہ بات بلحاظ آدمیوں کے مختلف ہوتی

ہے چنانچہ اُمت کے واسطے اللہ تعالیٰ و ملائکہ وکتابوں و رسولوں و روز قیامت و تقدیر الٰہی و عذاب قبر و دوزخ و جنت و بعث و حشر و صراط و میزان ان سب پر ایمان بالغیب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معراج شریف میں دوزخ و جنت و طوبیٰ و حور و قصور وغیرہ کو دیکھ لیا تو اس وقت آپ کے واسطے یہ غیب نہیں رہا۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو انکشاف عطا فرمایا اور آپ نے اس کی خبر دی تو وہ آپ کے واسطے معائنہ ہے اور ہم لوگوں کے واسطے غیب ہے۔

(۵۵) المراغی، احمد مصطفی تفسیر المراغی جلد ۱ صـ۴۱ سطر ۱۰ مصطفی البابی مصر ۱۳۷۳ھ

والغيب ما غاب عنهم علمه كذات الله وملائكته والدار الاخرة وما فيها من البعث والنشور والحساب

(۵۶) الصاوی، شیخ احمد الصاوی علی الجلالین جلد ۱ صـ۷ سطر آخر عیسی البابی مصر

(قوله بما غاب) اشار بذلك الى اطلاق المصدر وارادة اسم الفاعل وما غاب عنا قسمان ما دل عليه دليل عقلي او سمعي كالجنة والنار والملائكة والعرش والكرسي واللوح والقلم والمولى سبحانه وتعالى وصفاته وما لم يدل عليه دليل كالساعة ووقت نزول المطر وما في الارحام وباقي الخمسة المذكورة

(۵۷) صدیق حسن خان فتح البیان جلد ۱ صـ۴۸ سطر ۱۰ بولاق مصر

والغيب في كلام العرب كل ما غاب عنك

سطر ۱۱ عبارت تفسیر قرطبی

(۵۸) طوسی، شیخ ابوجعفر متوفی ۴۶۰ھ تفسیر التبیان صـ۲۰ سطر ۲۵ ایران

ان الغيب ما غاب عن العباد علمه من امر الجنة والنار والارزاق والاعمال وغير ذلك

(۵۹) مفتی محمد شفیع معارف القرآن صـ۵۶ جلد ۱ سطر ۴ ادارۃ المعارف کراچی ۱۹۶۹ء

قرآن میں لفظ غیب سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور ان کا علم بداہت عقل اور حواس خمسہ کے ذریعہ نہیں ہوسکتا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات بھی آجاتی ہیں، تقدیری امور، جنت و دوزخ کے حالات، قیامت اور اس میں پیش آنے والے واقعات بھی، فرشتے، تمام آسمانی کتابیں، اور تمام انبیاء سابقین بھی

(۶۰) کاندھلوی، محمد علی صدیقی معالم القرآن جلد ۱ صـ۱۰۱ سطر آخر طبع سیالکوٹ۔ عبارت لغات القرآن

(٦١) مناظر اہل سنت جناب مولانا الحاج مفتی احمد یار خان صاحب بدایونی اپنی مایہ ناز تفسیر اشرف التفاسیر (تفسیر نعیمی) کی پہلی جلد کے ص۱۲۴ کی سطر ۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

غیب کے معنی ہیں غائب یعنی چھپی ہوئی چیز۔ اصطلاح میں غیب وہ چیز کہلاتی ہے جو کہ ظاہری و باطنی حواس اور عقل سے چھپی ہو۔ یعنی نہ تو آنکھ ناک کان وغیرہ سے معلوم ہو سکے اور نہ غور و فکر سے عقل میں آسکے۔ غیب دو طرح کا ہے ایک وہ جس پر کوئی دلیل بھی قائم نہ ہو۔ جیسے کسی کی موت کا وقت قیامت کے آنے کی تاریخ۔ پیٹ کے بچے کی تحقیق کہ یہ چیزیں دلائل سے بھی نہیں معلوم ہو سکتیں۔ اسی کا نام ہے مفاتیح الغیب اسی کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے عِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ یعنی غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اسے کوئی بھی اپنے پاس معلوم نہیں کر سکتا جس کو رب بتائے۔ جیسے انبیاء کرام اور خالص اولیاء اللہ اس تک پہنچ سکتے ہیں۔ دوسرا وہ غیب جس پر دلیل قائم ہو۔ یعنی دلائل سے اس کا پتہ لگ جائے۔ جیسے حق تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات انبیاء کی نبوت اور ان کے متعلق احکام وغیرہ۔ یہ غیب وہ ہے کہ غور و فکر سے معلوم ہو جاتا ہے۔ رب کو ہم نے نہ دیکھا لیکن دنیا کا ذرہ ذرہ اس کے ہونے کا پتہ دے رہا ہے۔ یہاں غیب سے مراد یہی ہے۔ اب اس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ متقی وہ ہیں جو ان غیبوں پر ایمان رکھتے ہوں جو دلائل سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اللہ کی ذات اس کے صفات انبیاء کرام کی نبوت۔ قیامت۔ حساب۔ سزا و جزا۔ جنت و دوزخ یہ سب اسی غیب میں داخل ہیں جو شخص ان میں سے کسی چیز کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

تفسیر روح البیان میں فرمایا: کہ غیب دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو تجھ سے غائب ہے جیسے کہ عالم ارواح کہ پہلے تو وہاں موجود تھا اور جب تو یہاں آگیا تو وہ تجھ سے غائب ہو گیا۔ دوسرا وہ جس سے تو غائب یعنی وہ تیرے پاس اور حواس سے دور جیسے حق تعالیٰ کہ وہ ہم سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے لیکن ہم اس سے دور ہیں۔

یار نزدیک تر از من بمن ست ؛ ویں عجب تر کہ من از وے دورم

اس آیت کے تین معنی ہیں ایک یہ کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں یعنی حق تعالیٰ کو اور جنت دوزخ وغیرہ کو بغیر دیکھے مانتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ غیب یعنی دل سے ایمان لاتے ہیں زبان ظاہر ہے اور دل چھپا ہوا۔ زبان سے تو منافقین بھی ایمان لے آئے تھے مگر وہ قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ غیب یعنی دل سے ایمان نہ تھا۔ تیسرے یہ کہ غیب میں یعنی مسلمانوں کے پیچھے بھی ایمان لاتے ہیں۔ منافقین مسلمانوں کے سامنے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے مگر آپس میں کافروں سے ملتے تھے تو کہتے تھے کہ اِنَّا مَعَکُمْ

ہم تمہارے ساتھ ہیں ۔ تو اس میں یہ فرمایا گیا کہ مومن وہ ہے جو کہ ہر حال میں یعنی مسلمانوں کے سامنے بھی اور مسلمانوں کے پیچھے بھی ایماندار رہے

فائدہ : اس سے معلوم ہوا کہ غائب چیز پر ایمان لانا معتبر ہے نہ کہ ظاہر پر قرآن پاک کے ظاہری حروف کو مان لینا کہ یہ ایک کتاب ہے ۔ عربی زبان کی ہے ۔ لاہور میں چھپی ہے ۔ خلاں کاغذ پر لکھی گئی ہے ۔ یہ ایمان نہیں کیونکہ یہ باتیں بالکل ظاہر ہیں بلکہ قرآن پاک کے چھپے ہوئے وصف پر ایمان لانا ضروری ہے ۔ وہ یہ کہ یہ اللہ کی طرف سے آیا ہے ، حضرت جبرئیل علیہ السلام لائے ہیں ، حضور علیہ السلام پر آیا ہے ۔ کیونکہ اوصاف ظاہراً محسوس نہیں ہوتے اسی طرح حضور علیہ السلام کی ظاہری صفات کو مان لینا ایمان نہیں کہ وہ بشر تھے ، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے ، مدینہ منورہ میں قیام فرمایا ۔ کھاتے پیتے تھے سیدنا عبداللہ کے فرزند تھے ۔ آمنہ خاتون کے لخت جگر نور نظر تھے ۔ کیونکہ یہ تو ان کے ظاہری اوصاف ہیں ۔ ان کے کفار بھی قائل تھے ۔ بلکہ حضور پاک علیہ السلام کے چھپے ہوئے اوصاف کو ماننے کا نام ایمان ہے ۔ یعنی کہ وہ اللہ کے رسول ہیں ۔ اس کے پیارے ہیں ۔ تخت و تاج والے ہیں ۔ شفیع المذنبین ہیں ۔ رحمۃ للعالمین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم یہ اوصاف ظاہر ہیں محسوس نہیں اس لئے ان کو ماننا ہی ایمان بالغیب ہوگا وہابیہ اور دیوبندیہ کا حضور علیہ السلام کی بشریت کے پیچھے پڑ جانا محض بے دینی ہے ۔ ان کو بشر ماننا ایمان نہیں بلکہ ان کو مصطفیٰ ماننا رحمۃ للعالمین ماننا ایمان ہے ۔ اسی لئے کلمہ میں پڑھا جاتا ہے محمد رسول اللہ نہ کہ محمدؐ بشرؐ بلکہ حق تو یہ ہے کہ اللہ کو صرف خالق عالم ماننے کا نام بھی ایمان نہیں کیونکہ اس کا خالق و رازق وغیرہ ہونا مثل ظاہر کے ہے بلکہ اس کو رب محمد رسول اللہ ماننا ایمان ہے ۔ اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ جس سے معلوم ہوا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لائی ہوئی توحید ایمان ہے اور فرمایا وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ جس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے میثاق کے دن ساری اولاد آدم کو اپنی پہچان اس طرح کرائی کہ ہم رب محمد ہیں ۔ سب باتیں ایمان بالغیب میں داخل ہیں ۔ رب نے اپنی مخلوقات میں غیب و شہادت رکھے ہیں ۔ ہمارا بدن شہادت ہے قلب و روح غیب ۔ درخت اور اس کی سبزی شہادت ہے ۔ جڑ اور درخت کا وہ رس جس کے سوکھ جانے سے درخت خشک ہو جاتا ہے یہ غیب ہے ۔ ایسے ہی ایمانیات کے لئے غیب و شہادت ہے ۔ ابلیس نے آدم علیہ السلام کا ظاہر ، شہادت کی چیز دیکھی یعنی ان کا جسم اور جسم کی ساخت مگر ان اندرونی وصف خلافت الٰہیہ نہ دیکھی جو غیب تھی اسی لئے مارا گیا ۔ اب بھی جن کی نظر حضور کی بشریت پر ہے وہ ابلیس کی طرح بدنصیب ہیں ۔ اس لئے یہاں ارشاد ہوا يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۔

غیب کے بارے میں علماء شیعہ تحریر فرماتے ہیں۔

(۶۲) طبرسی، ابو علی فضل بن حسن مجمع البیان جلد ۱ ص۸۲ سطر ۱۰ دار الفکر بیروت ۱۳۷۷ھ

قال الرمانی الغیب خفاء الشئ عن الحس قرب او بعد، الا انه کثرت صفة غایب علی البعید الذی لا یظهر للحس وقال البلخی: الغیب کل ما ادرک بالدلائل والایات مما یلزم معرفته

رمانی کا قول ہے کہ "غیب" ہر اس شئ کو کہا جاتا ہے جو حس سے پوشیدہ ہو چاہے قریب ہو یا بعید۔ اگرچہ اکثر طور پر غائب اس بعید پر ہی مستعمل ہے جو حس پر ظاہر نہ ہو اور بلخی کہتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کا آیات و دلائل سے ادراک کیا جائے اور عرفان بھی اس کا لازم ہو اسے "غائب" کہتے ہیں

(۶۳) فیضی، ابو الفیض سواطع الالہام ص۲۳ سطر ۲۴ منشی نولکشور

(بالغیب) مما اعلمهم الرسول وما ادرکه حواسهم کالاسلام للہ الاحد مع ما امرہ اللہ وما هو محسوسهم کامر المعاد و احواله وهو مصدر ور ومحل الاسم اطراع وورد المراد هو الروع والحاصل هم رهط اسلموا روعا ومرّ الاکرهط اسلموا اسحلا لاروعا (ترجمہ عبارت اعظم التفاسیر)

(۶۴) حائری، سید علی لوامع التنزیل جلد ۱ ص۴۷ سطر نولکشور لاہور

عبارت تفسیر کشاف۔ سطر ۲۲ عبارت تفسیر بیضاوی۔ سطر ۲۳ عبارت مجمع البیان

(۶۵) طریحی، فخر الدین مجمع البحرین ص۱۲۶ سطر ۲۴ کتابفروشی مصطفوی قم ۱۳۸۸ھ

عن الباقر قال ان اللہ تعالیٰ عالم بما غاب عن خلقه فیما یقدر من شئ و تقتضیه فی علمه قبل ان یخلقه وقبل ان یفیقه الملئکة فذلک علم موقوف عنده الیه فیه المتیة فیقتضیه اذا اراد و یبد وله فیه فلا یمضیه و امّا العلم الذی یقدره اللہ تعالیٰ و یمضیه و یقتضیه فهو العلم انتهی الی رسول اللہ ثم الینا

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رب ذو الجلال ہر اس چیز کو جو غائب ہے اور جو وہ مقدر کرتا ہے اور قبل پیدائش اسے اپنے علم سے طے کرتا ہے اور قبل اس کے کہ فرشتوں کو اس کا علم ہو وہ جانتا ہے اسے حمران علم اسی کے پاس ہے جب اس کی مرضی ہوتی ہے۔ اسے جاری کر دیتا ہے پس وہ علم جسے اللہ تعالیٰ مقدر کرتا ہے اور جس کی قضاء و امضاء ہے اسے رسول خدا اور ہم تک پہنچا دیتا ہے۔

(۶۶) قمی، ابوالحسن علی بن ابراہیم ۳۳۲ھ تفسیر القمی ص۳۰ سطر ۱۱ مطبعۃ النجف بیروت ۱۹۶۸ء

یومنون بالغیب قال یصدقون بالبعث والنشور والوعد والوعید

بعث، نشور، وعدہ وعید کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۶۷) کاشانی، ملا محسن متوفی ۱۰۹۱ھ تفسیر الصافی ص۲۱ سطر ۲۴ کتابفروشی محمودی ایران

یومنون بالغیب بما غاب عن حواسھم من توحید اللہ ونبوۃ الانبیاء وقیام القائم والرجعۃ والبعث والحساب والجنۃ والنار وسائر الامور التی یلزمھم الایمان بھا مما لا یعرف بالمشاھدۃ وانما یعرف بدلائل نصبھا اللہ عزوجل علیہ

(۶۸) طباطبائی، محمد حسین تفسیر المیزان جلد ۱ ص۴۵ سطر آخر بیروت

بالغیب، الغیب خلاف الشھادۃ وینطبق علی ما لا یقع علیہ الحس، وھو اللہ سبحانہ وآیاتہ الکبریٰ الغائبۃ عن حواسنا، ومنھا الوحی

غیب، شہادۃ کا متضاد ہے اور جس پر حس واقع نہ ہو بولا جاتا ہے اور مراد اس سے اللہ تعالیٰ ہمارے حواس سے غائب آیات کبریٰ اور وحی وغیرہ ہیں۔

(۶۹) قزوینی، ملا خلیل صافی شرح کافی ص۲۲۶ جلد ۲ منشی نولکشور لکھنؤ

مرد بغیب چیزیست کہ بدیہی عقلی نباشد ومحسوس نشدہ باشد بکی از حواس۔

غیب سے مراد وہ چیز ہے جو بدیہی عقلی نہ ہو اور حواس خمسہ سے محسوس نہ ہو۔

(۷۰) مرزا ابوالحسن مراۃ الانوار ص۲۴۸ ایران

الغیب جمعاً ومفرداً ھو خلاف الشھود والحضور

لفظ غیب جمع اور واحد کے حق میں اور حضور وشہود کے خلاف بولا جاتا ہے۔

(۷۱) مجلسی، محمد باقر متوفی ۹۱۱ھ مراۃ العقول جلد ۱ ص۱۸۶ نولکشور

والغیب ما غاب عن الشخص اما باعتبار زمان وقوعہ کالاشیاء الماضیۃ والآتیۃ او باعتبار مکان وقوعہ کالاشیاء الغائبۃ عن حواسنا فی وقتنا

غیب وہ ہے جو کسی سے باعتبار زمانہ وقوع پوشیدہ ہو جیسے گذشتہ وآئندہ کی چیزیں یا باعتبار مکان وقوع پوشیدہ ہوں جیسے وہ چیزیں جو فی الوقت ہمارے حواس سے غائب ہیں۔

(۷۲) بحرانی، سید ہاشم متوفی ۹۰۶ھ البرہان جلد ۱ ص۵۶ طبع ایران

ماغاب عن حواسھم من الامور التی

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام یُؤمِنُوْنَ

بِالْغَیْبِ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں غیب سے مراد وہ امور ہیں جو حواس سے غائب ہوں اور اس پہ ایمان لانا ضروری ہو جیسے قیامت حساب جنت ۔ توحید خدا اور دیگر وہ تمام چیزیں جو مشاہدہ سے معلوم نہ ہو سکیں ۔

یلزمھم الایمان بھا کالبعث والحساب والجنۃ والنار وتوحید اللہ و سائر مالا یعرف بالمشاھدۃ

(۷۳) کاظمی، سید امداد حسین ۔ تفسیر المتقین ص۳ سطر ۱۳ شیعہ بک ایجنسی لاہور

(غیب) فن لغت کے امام عبد الملک بن محمد اسمٰعیل ثعالبی سرادالادب میں لکھتے ہیں کہ کلما اغاب عن العیون وکان محصلا فی الصدور فھو غیب یعنی جو چیزیں آنکھوں سے پوشیدہ اور دلوں میں موجود ہوں وہ غیب کہلاتی ہیں ۔ مثلاً وجود باری تعالیٰ، بہشت، دوزخ، قیامت کے دن جی اٹھنا، حساب وکتاب وغیرہ وغیرہ

(۷۴) حائری، سید علی لوامع التنزیل جلد ۱۵ ص ۴۰۹ نولکشور لاہور

اما در اصطلاح شریعت غیب مطلق عبارت ست از تمامی آنچہ مخفی و مستور باشد حقیقۃً وکیفیۃً

شرعی اصطلاح میں غیب مطلق سے مراد ہر وہ چیز ہے جو حقیقت وکیفیت میں مخفی و مستور ہو۔

(۷۵) صدوق، ابن بابویہ ۔ معانی الاخبار ص۴۸ باب ۸۶ ایران

۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ الغیب مالم یکن کہ غیب اسے کہتے ہیں کہ جو نہ ہوا ہو ۔

(۷۶) امینی الغدیر جلد ۵ ص۴۶ بحوالہ جواہر الاسرار ص۱۱۱

جاننا چاہیئے کہ غیب کا علم یعنی ان امور کا جاننا جو ماوراء العیان ہیں گذشتہ و آئندہ کے واقعات کا علم رکھنے سے ظاہر ہے چاہے ان کا علم کسی شئی سے حاصل ہو یا دوسرے معقول طریقوں سے اور اس سے کوئی چیز مانع نہیں ہے ۔

خاص طور پر اہل ایمان کے اکثر معلومات علم غیب ہی ہیں جیسے کہ اللہ، ملائکہ، کتب الٰہیہ، انبیاء، قیامت، جنت، جہنم، حیات بعد الموت، نشور، نفخ صور، حساب، حور، محلات، غلمان اور قیامت کے دیگر معلومات کا ایمان والقان یہ سب علم بالغیب ہیں ۔ ان پر غیب کا اطلاق خود اللہ نے فرمایا ہے اور مومنین کو آگاہ کیا ہے اسی کا قول ہے ۔ الذین یؤمنون بالغیب وہ جو غائب پر ایمان لاتے ہیں یخشون ربھم بالغیب غیب سے اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمٰن بالغیب تم فقط ان کو ڈراتے ہو جو ذکر کا اتباع کرے اور غیب سے اللہ کا خوف رکھے اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ

لھم مغفرۃ جو لوگ غیب سے اپنے رب کا خوف کرتے ہیں ان کے لئے مغفرت ہے جنّت عدن التی وعد اللہ بالغیب وہ جنات عدن کا اللہ نے غیب سے وعدہ فرمایا ہے۔ منصب نبوت پر فائز ہونے والے کو بھی علم غیب سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اسی کی طرف قدرت نے اشارہ کیا ہے کہ کلّا نقص علیك من انباء الرسل مانثبت بہ فوادك سب انبیاء کی خبریں جو ہم تم پر بیان کرتے ہیں اسی لئے کہ تمہارے دل کو ثابت کریں۔ ذلك من انباء الغیب نوحیھا الیك یہ سب غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تجھ پر بیان کرتے ہیں۔ حضرت نوح کے قصے میں فرماتا ہے۔ تلك من انباء الغیب نوحیھا الیك یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تم پر وحی کرتے ہیں۔ اخوان یوسف کے قصے میں فرماتا ہے۔ ذلك من انباء الغیب نوحیہ الیك یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تم پر وحی کرتے ہیں۔

یہ علم غیب انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے کسی غیر کے ساتھ نہیں۔ قدرت نے اس کی تصریح یوں فرمائی ہے عالم الغیب فلا یظھرہ علی غیبہ احداً اِلّا مَنِ ارتضیٰ من رسول وہی عالم غیب ہے اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا سوائے اس کے جو کہ برگزیدہ رسول ہو۔ ولا یحیطون بشیٍٔ من علمہ الا بما شاء یہ اللہ کے علم میں سے صرف اس حصے پر احاطہ رکھتے ہیں جو قدرت نے چاہا۔

(۷۷) دہلوی، سید مقبول احمد ترجمۂ قرآن شریف ص۳ حاشیہ ۳ افتخار بک ڈپو لاہور

(الغیب) جو ظاہری حواس سے محسوس کرنے کی چیز نہ ہو جیسے توحید خدا نبوت انبیاء قیام قائم علیہ السلام مسئلہ رجعت۔ قیامت کے دن پھر جی اٹھنا۔ حساب و کتاب ہونا۔ جنّت و دوزخ اور اسی قسم کے امور جن پر ایمان لانا لازم ہے اور جو آنکھوں سے نہیں دیکھے جاتے بلکہ ان دلیلوں سے پہچانے جاتے ہیں جو خدا نے قائم فرمائی ہیں۔

حاصل نظر

قارئین باتمکین! آپ نے مذکورہ صفحات میں کتب لغات و تفاسیر سے ملاحظہ فرمایا کہ غیب کے معنی ہیں کسی چیز کا نگاہوں سے اوجھل ہونا، کسی چیز کا انسان کے علم و حواس سے پوشیدہ ہونا، دور ہونا، جدا ہونا، پوشیدہ ہونا، غیر حاضر ہونا، فاصلۂ بعید پر ہونا، آنکھوں سے غائب ہونا اگرچہ دلوں میں موجود ہو وغیرہ وغیرہ

اقسام غیب

علماء کرام نے غیب کی متعدد اقسام تحریر فرمائی ہیں۔ ان میں سے جناب فخر الدین رازی تفسیر کبیر کی جلد ۲ کے صـ۲۷ کی سطر ۲۲ پہ تحریر فرماتے ہیں کہ" غیب کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: علم غیب کی پہلی قسم وہ ہے جس پر کوئی دلیل ہو (جیسے خدا کی ذات وغیرہ یہ وہ غائب ہیں کہ غور و فکر سے معلوم ہو جاتے ہیں)

دوسری قسم: علم غیب کی دوسری قسم وہ ہے کہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو (جیسے قیامت کب آئے گی وغیرہ یہ چیزیں دلائل سے بھی معلوم نہیں ہوتیں۔)

تفسیر روح المعانی جلد ا صـ۹۷ سطر ۲۵ الصاوی جلد ا صـ۷ سطر آخر پر بھی مذکورہ تقسیم تحریر ہے علامہ حقی نے تفسیر روح البیان کی جلد ا کے صـ۳۲ پر یہ تقسیم تحریر کی ہے۔

قسم اوّل: وہ جو تجھ سے غائب ہو۔ جیسے تم سے عالم ارواح غائب ہے حالانکہ ایک ایسا زمانہ تھا کہ تم وہاں تھے۔

قسم دوم: وہ جس سے تم غائب۔ یعنی وہ تیرے پاس ہے اور تو اس سے پھر بھی دور ہے۔ جیسے خدا کی ذات شہ رگ سے بھی قریب ہے لیکن تم اس سے پھر بھی دور ہو۔

مولانا عبد الباسط محمد عبد السلام علم غیب کی یوں تقسیم فرماتے ہیں۔ کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم غیب ذاتی اور ایک علم غیب عطائی

علم غیب ذاتی: قدیم بالذات ازلی جو تمام کلیات و جزئیات ممکن الوجود اور غیر ممکن الوجود کو حاوی ہو۔ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم ذاتی کو غیر خدا کا علم حاوی نہیں ہو سکتا۔

تمام اوّلین و آخرین، انبیاء مرسلین اور ملائکہ مقربین سب کے علوم مل کر بھی علوم الٰہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑ ہا سمندروں سے ایک ذرہ بھی بوند کے کروڑویں حصے کو ہے کیونکہ وہ تمام سمندر اور اس بوند کا کروڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں۔ علوم الٰہیہ غیر متناہی ہیں (یعنی خدا کے علم کی کوئی انتہا نہیں) مخلوق کے علم اگرچہ عرش و فرش، شرق و غرب، جملہ کائنات از روز اوّل تا روز آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہیں۔ جملہ علوم خلق کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں۔

علم غیب عطائی: جو اللہ تعالیٰ کے اعلام اور سکھانے سے حاصل ہو۔ یہی علم انبیاء کرام علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور بعض خواص اولیاء کرام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیض و عطا سے حاصل ہیں۔

28001

انبیاء کرام علیہم السلام کو کثیر غیبوں کا علم ہے مگر اس فضل جلیل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حصہ

تمام انبیاء کرام و تمام جہاں سے اتم و اعظم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء جملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ و غائبہ کا علم مرحمت فرمایا ہے۔

تمام کائنات انبیاء مرسلین اور تمام ملائکہ مقربین کے علم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وہی نسبت ہے جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصے کو کروڑہا سمندروں سے ہے۔ یعنی آپ اپنی صفت علم میں لامثال ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں۔ نہ ہم مماثلت و مساوات کے قائل اور نہ عطائے خداوندی کے منکر۔ اللہ و نبی کی مماثلت کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔ مساوات تو جب لازم آئے کہ اللہ کے لئے اتنا علم ثابت کیا جائے۔ ذرات عالم متناہی ہیں اور اس کا علم لامتناہی ورنہ جہل لازم آئے گا۔ اور یہ محال ہے کہ خدا جہل سے پاک ہے نیز ذاتی و عطائی کا فرق بیان کرنے پر بھی مساوات کا الزام دینا صراحۃً ایمان و اسلام کے خلاف ہے۔

اس فرق کے ہوتے ہوئے مساوات ہو جایا کرے تو لازم آتا ہے کہ ممکن اور واجب وجود میں معاذ اللہ مساوی ہو جائیں کہ ممکن بھی موجود ہے اور واجب بھی موجود ہے اور وجود میں مساوی کہنا صریح کفر و کھلا شرک ہے۔

کتب شیعہ میں آئمہ علیہم السلام نے علوم الٰہیہ کی یہ تقسیم فرمائی ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ

خدائے ذوالجلال کے لئے ایک ایسا علم ہے جو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ایک ایسا علم ہے جو خدا نے فرشتوں، نبیوں اور رسولوں کو سکھلایا ہے۔ پس ہم اسے جانتے ہیں یہ امام نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا (بصائر الدرجات ص۱۱۱)	ان اللہ علمین علماً لا یعلمہ غیرہ وعلماً قد اعلمہ ملائکۃ وانبیائہ ورسلہ فنحن نعلمہ اشار بیدہ الی صدرہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

تحقیق خدا کے لئے دو علم ہیں ایک علم مکنون و مخزون ہے جسے ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اسی سے بداء بھی ہے اور ایک علم وہ جو ملائکہ، رسولوں اور انبیاء کو سکھلایا ہے ہم اسے	ان اللہ علمین علم مکنون مخزون، لا یعلمہ الا ھو من ذلک یکون البداء وعلم علمہ ملائکۃ ورسلہ وانبیائہ ونحن نعلمہ

جانتے ہیں (اصول کافی جلد ۱ ص ۲۵۶)

کلینی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک اور روایت تحریر فرمائی ہے کہ:

تحقیق خدا کے لئے دو علم ہیں ایک وہ علم جو دیا گیا ہے ایک وہ جو نہیں دیا گیا۔ وہ علم جو عطا کیا گیا ہے اس میں کوئی ایسا امر نہیں ہے جو ملائکہ اور مرسلین جانتے ہوں اور نہ ہم جانتے ہیں اور مکفوف وہ علم ہے جو خدا کے پاس لوح محفوظ میں ہے جب سرکار امام زمانہ کا ظہور ہو گا تو نافذ ہو گا	ان اللہ عزّ وجلّ علمین علم مبذول و علم مکنون فامّا المبذول فانہ لیس من شئ تعلمہ الملٰئکۃ والرسل الّا نحن نعلمہ واما المکفوف فھو الذی عند اللہ عزّ وجلّ فی امّ الکتاب اذا خرج نفذ

(اصول کافی جلد ۱ ص ۲۵۵)

ہردی، شیخ عبد العلی مواعظ حسنہ ص ۲۰۸ سطر ۸ امامیہ کتب خانہ لاہور

علم ذاتی دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جہاں علم عین ذات ہے اور زائد بر ذات نہیں۔ علم عین ذات ہے اور ذات عین علم اور اسی کو علم ذاتی بالذات کہتے ہیں۔ اور یہ مخصوص ہے ذات واجب الوجود خداوند عالم سے کہ اس کی تمام صفات عین ذات ہیں۔ نہ زائد بر ذات پس اس کا علم بھی عین ذات ہے اور علم و ذات دو چیزیں نہیں ہیں۔ اس کی ذات علم ہی علم ہے۔ اور ایک علم ذاتی وہ ہے جہاں علم اور ذات دو چیزیں ہیں اور علم ذات شے سے علیحدہ اور زائد بر ذات ہے اور گویا وہاں علاوہ علم اور شے بھی ہے صرف علم ہی علم نہیں ہے اور ایسا علم جو عین ذات نہیں بلکہ خارج از ذات و زائد بر ذات ہے۔ محتاج، معطی و معلم ہے اور یہ معلم و معطی وہ ہی خالق و ذات واجب الوجود علیہم مطلق ہے۔ یہ علم ذاتی انبیاء، اوصیاء ائمہ علیہم السلام کا ہے۔ کہ اگرچہ زائد بر ذات ہے۔ لیکن خدا نے ذات کے ساتھ عطا کیا ہے۔

علم غیب اور قرآن

معصومین علیہم السلام کے عالم الغیب ہونے پر کافی آیات قرآن کریم دلالت کرتی ہیں۔ اختصار کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ان میں سے چند آیات تحریر کی جاتی ہیں تاکہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہو جائے۔

خدائے ذوالجلال سورہ النساء کی آیت ۱۱۳ پ ۵ ع ۱۴ میں فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ کہ تم نہیں جانتے تھے۔ اور خدا کا آپ پر بڑا فضل ہے۔

امام فخر الدین رازی اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احکام اور غیب کی تعلیم فرمائی۔ تفسیر کبیر جلد ۱۱ ص ۲۱۰ سطر ۸ مصر

(۱) نسفی، عبد اللہ بن احمد مدارک التنزیل جلد ۱ ص ۲۵۱ سطر ۲۳ دار احیاء الکتب العربی مصر

آپ کو امور دین اور مخفی امور اور دلوں کے راز بتائے گئے

من امور الدین والشرائع او من خفیات الامور وضمائر القلوب

(۲) کاشفی، حسین واعظ تفسیر حسینی ص ۱۵۵ سطر ۲۴ مطبع محمدی بمبئی

یہ ماکان اور مایکون کا علم ہے کہ خدائے ذوالجلال نے معراج کی رات میں نبی کریم کو عطا فرمایا چنانچہ حدیث شریف میں ہے معراج کے واقعے میں ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ میرے حلق میں ڈالا پس میں نے تمام گذرے ہوئے اور ہونے والے واقعات معلوم کر لئے۔ پس میں گذشتہ کو بھی جانتا ہوں اور آئندہ کے سب امور کو بھی۔

آں علم ماکان و مایکون ہست کہ حق سبحانہ در شب اسرا بداں حضرت عطا فرمود چنانچہ در حدیث معراج ہست کہ من در زیر عرش بودم قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ماکان و مایکون۔ پس دانستم انچہ بود و انچہ خواہد بود

(۳) طبری، ابن جریر جامع البیان جلد ۵ ص ۲۷۵ سطر آخر مصطفی البابی مصر ۱۹۵۴ء

اور اللہ نے آپ کو ان چیزوں کو تعلیم دی جو کہ آپ نہ جانتے تھے اولین و آخرین کی تمام خبریں اور جو کچھ گذر گیا اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ پہلے اس سے کہ آپ پر خدائے ذوالجلال کا بڑا فضل ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کو خدائے ذوالجلال نے پیدا فرمایا۔

وعلمک مالم تکن تعلم من خبر الاولین والاخرین وما کان وما هو کائن قبل ذلک من فضل الله علیک یا محمد مذ خلقک۔

(۴) ابن روزبہان عرائس البیان جلد ۱ ص ۱۵۹ سطر ۵ منشی نولکشور لکھنؤ

اور اللہ نے اس سب کی آپ کو تعلیم دے دی جو کہ آپ نہیں جانتے تھے یعنی تمام خلقت کے

وعلمک مالم تکن تعلم ای علوم عواقب الخلق علم ما کان وما سیکون

عواقب اور جو کچھ گذر چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کا علم مرحمت فرما دیا۔
۔ سیوطی، محلی جلالین ص۸۷ سطر۴ اصح المطابع کراچی

علمک مالم تکن نعلم من الاحکام والغیب۔ احکام اور غیب میں سے جو کچھ تم نہ جانتے تھے ان سب کی آپ کو تعلیم دے دی۔

(۵) خازن، علاؤالدین خازن جلد ا ص۴۳ سطر۱۹ المطبعۃ الخیریہ مصر

وعلمک مالم تکن تعلم یعنی من احکام الشرع وامور الدین وقیل علمک من علم الغیب مالم تکن تعلم۔ وقیل معناہ وعلمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب من احوال المنافقین وکیدھم۔

اے رسول جو احکام شرع اور امور دین تو نہ جانتا تھا ان کی تمہیں تعلیم دی گئی۔ ایک قول یہ ہے کہ غیب میں سے جو نہ آپ جانتے تھے ان کی تعلیم دی گئی۔ ایک قول کے مطابق یہ معنی ہیں کہ آپ کو چھپی ہوئی چیزیں سکھا دیں اور دلوں کے رازوں کا علم عطا فرمایا اور منافقین کے مکر و فریب کا علم دیا گیا۔

(۶) بغوی، ابومحمود معالم التنزیل ص۲۵۳ سطر۲۰ مطبع حیدری بمبئی

عَلَّمَ الْاِنسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ میں کہا گیا ہے کہ یہاں انسان سے مراد محمد صلعم ہیں اور اس کا بیان آیت علمک مالم تکن تعلم میں ہے۔ — علم الانسان مالم یعلم وقیل الانسان ھھنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وبیانہ علمک مالم تکن تعلم۔

خدائے ذوالجلال نے مَالَمْ تَکُنْ تعلم کی تعلیم فرمائی۔ لفظ ما عموم پر دلالت کرتا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ جتنے بھی علوم اور جتنے بھی مخلوق کے مسائل تھے وہ سب خدا نے اپنے نبی کو تعلیم فرما دے۔ اتنی وضاحت کے بعد یہ کہنا کہ فلاں کا نبی اکرمؐ کو علم نہیں تھا یا فلاں کا تو یہ قرآن کو نہ سمجھنے کی دلیل ہے۔ ورنہ آیت تو واضح ہے کہ خدا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام امور کی تعلیم دے دی۔

(۷) مفتی احمد یار خاں صاحب تفسیر نعیمی کی جلد ۵ کے ص۴۲۱ کی سطر ۸ پر رقمطراز ہیں کہ اس جملہ میں یا تو نئے انعام و فضل کا ذکر ہے یا اَنْزَلَ اللّٰہُ کے نتیجہ کا بیان "عَلَّمَ" تفعیل کا ماضی مبالغہ کے لئے ہے۔ یعنی تم کو خوب اور بہت سکھا دیا۔ جیسے آدم علیہ السلام کے لئے فرمایا وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا۔ مَا سے مراد احکام شرع، امور دین، علوم غیبیہ چھپی ہوئی چیزیں، دلوں کے ارادے وبھید

سینوں کے اسرار۔ اگلے پچھلوں کی خبریں سب ہی کچھ ہیں (تفسیر خازن۔ بیضاوی۔ مدارک۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر روح المعانی۔ روح البیان غرضیکہ اس میں کوئی قید نہیں۔ سارے علوم غیبیہ مراد ہیں لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اس کا بیان ہے۔ یعنی آپ نزول وحی یا نزول قرآن یا ہمارے بتانے سے پہلے جو کچھ نہ جانتے تھے۔ وہ سب کچھ آپ کو رب نے اچھی طرح خوب سکھا دیا۔ خیال رہے کہ سکھانے اور بتانے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ واعظ لوگوں کو آدھ گھنٹے میں بہت سے مسائل سنا دیتا ہے بتا دیتا ہے مگر سامعین اس وعظ سے عالم نہیں بن جاتے۔ مدرس طلبا کو برسوں میں علوم سکھاتا ہے۔ جس سے وہ عالم بن جاتے ہیں۔ یہاں عَلَّمَ اور اَخْبَرَ نہ فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ہم نے سب کچھ سکھا دیا۔ تم نے سب کچھ سیکھ لیا۔

تفسیر نعیمی کی عبارت اس لئے آخر میں تحریر کی گئی ہے کہ اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو اسے مفتی صاحب رفع و دفع فرمادیں۔

خدائے ذوالجلال نے لفظ عَلَّمَ فرمایا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ معصومین علیہم السلام غیر معصومین کے شاگرد نہیں ہوتے بلکہ یا تو اللہ کے ہوتے ہیں یا اللہ کے معصوم نمائندوں کے۔

خدائے ذوالجلال سورۃ الرحمان میں ارشاد فرماتا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

رحمٰن نے قرآن تعلیم فرمایا۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ اور اسی نے اس کو بیان سکھایا (پ۲۷ رکوع ۱۱ سورہ رحمٰن)

(۱) خازن، علاؤالدین تفسیر جلد ۴ صفحہ ۲۱۹ سطر ۲۸ المطبعۃ الخیریہ مصر

قیل اراد بالانسان محمد اصلی اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ما کان وما یکون لانہ علیہ السلام نبئ عن خبر الاولین والآخرین وعن یوم الدین	کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ہیں کہ ان کو گذشتہ اور آئندہ امور کا بیان سکھایا گیا۔ کیونکہ نبی کریم صلعم کو اگلوں اور پچھلوں کی اور قیامت کے دن کی خبر دے دی گئی ہے۔

(۲) زمخشری، جاراللہ تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ ۱۸۷ مصطفی البابی مصر

من خفیات الامور وضمائر القلوب او من امور الدین والشرائع

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خفیہ امور لوگوں کے دلوں کے حالات۔ دین کے امور اور شریعت کے احکام کی تعلیم دی گئی۔

(۳) بغوی، ابومحمود حسین بن مسعود معالم التنزیل صفحہ ۸۶۵ سطر ۲۵

خدائے ذوالجلال نے حضرت محمد مصطفیٰ کو پیدا فرمایا اور ان کو بیان یعنی گذشتہ اور آئندہ باتوں کا بیان سکھا دیا۔ کیونکہ آپ اولین اور آخرین اور قیامت کے دن کی خبر رکھتے ہیں۔

خلق الانسان الی محمداً علیہ السلام علمہ البیان یعنی بیان ماکان ومایکون لانہ صلی اللہ علیہ وسلم ینبئ عن خبر الاولین والاخرین وعن یوم الدین

(۴) حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۷۹ سطر ۱ مطبعہ عثمانیہ مصر ۱۳۳۰ھ

خدائے ذوالجلال نے ہمارے رسول کو قرآن اور اپنی ربوبیت کے بھید سکھا دیئے جیسا کہ خود خدا نے فرمایا کہ آپ کو سکھا دیں وہ باتیں جو آپ نہ جانتے تھے۔

وعلّم نبینا علیہ السلام القرآن واسرار الالوھیۃ کما قال وعلّمک مالم تکن تعلم۔

(۵) کاشفی، حسین واعظ تفسیر حسینی صفحہ ۸۵ سطر ۲۰ - بمبئی

باوجود محمد را بیا موزا نید دے۔ یا مراد ہے کہ مراد ہے کہ پیدا فرمایا نبی کریم کی ذات کو اور سکھایا ان کو جو ہو چکا ہے یا ہوگا۔

تفسیر مظہری مطبع دہلی جلد ۳، صفحہ ۲۲ سطر ۱۱

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ الانسان سے مراد رسول اللہ صلعم اور البیان سے مراد قرآن ہو۔ قرآن تمام لوگوں کے لئے راہ نما اور رسول اللہ صلعم کی نبوت کی واضح دلیل ہے۔ اس میں ازل سے ابد تک تمام چیزوں کا بیان ہے۔

(۶) دہلوی، سید مقبول احمد ترجمۂ قرآن صفحہ ۱۳۶ حاشیہ ۳ افتخار بک ڈپو، لاہور

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ البیان وہ اسم اعظم ہے جس کے ذریعے سے ہر چیز کا علم ہوا۔

تفسیر قمی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کی تعلیم دی۔ عرض کیا گیا کہ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا یہ اَلْاِنْسَانَ جناب امیر المومنین ہیں۔ عرض کیا گیا کہ عَلَّمَهُ البیان کا کیا مطلب ہے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو ہر اس چیز کا علم عطا فرمایا ہے جس کی انسان کو ضرورت ہوا کرتی ہے۔

(۷) کاشانی، ملا محسن تفسیر صافی صفحہ ۵۱۶ سطر ۶ ایران

قال الصادق علیہ السلام البیان الاسم الاعظم الذی بہ علم بہ کلّ شئ

(۸) قمی، ابوالحسن علی بن ابراہیم تفسیر قمی ص۳۴۳ سطر جلد ۲ مطبعۃ النجف بیروت ۱۹۶۸ء

حدثنی ابی عن الحسین بن خالد عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام فی قولہ: الرحمن علم القرآن قال علیہ السلام: اللہ علم محمد القرآن، قلت خلق الانسان؟ قال ذلک امیر المومنین علیہ السلام قلت علمہ البیان؟ قال علمہ تبیان کل شئ یحتاج الناس الیہ (ترجمہ عبارت مقبول)

(۹) حویزی، عبد علی بن جمعہ تفسیر نور الثقلین جلد ۵ ص۱۸۸ سطر ۶ عبارت تفسیر مجمع البیان

(۱۰) سطر ۱۰ عبارت تفسیر قمی

(۱۱) طبرسی، ابوعلی فضل بن حسن تفسیر مجمع البیان جلد ۹ ص۱۱۲ سطر ۲۳ کتابفروشی اسلامیہ خیابان ایران

قیل خلق الانسان یعنی محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علمہ البیان یعنی ما کان و ما یکون عن ابن کیسان

(۱۲) سطر ۲۰ ـ قال الصادق علیہ السلام البیان الاسم الاعظم الذی بہ علم کل شئ ـ

اس سے واضح ہوا کہ خدا نے حضور اکرمؐ اور کتب خاصہ کے نزدیک آئمہ اثنا عشر کو علم غیب کی تعلیم فرمائی۔ بلکہ قرآن کی تعلیم پہلے دی اور خلق بعد میں فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے دنیا میں تشریف لاتے ہی کتب سماویہ کی تلاوت کی۔

(۱۳) مجلسی، محمد باقر متوفی ۱۱۱۱ھ بحار الانوار جلد ۳۵ ص۲۲ مطبوعہ لبنان ۔

فوالذی نفسی محمد بیدہ لقد ابتدأ بالصحف التی انزلھا اللہ عزّ وجل علی آدم فقام بھا ابنہ شیث، فتلاھا من اوّل حرف فیھا الی آخر حرف فیھا حتی لو حضر شیث لاقرّ لہ انّہ احفظ لہ منہ ثم تلا صحف نوح ثم صحف ابراھیم ثم قرأ توراۃ موسیٰ حتّی لو حضر موسیٰ لاقرّ لہ بانّہ احفظ لھا منھا ثم قرأ زبور داؤد حتّی لو حضر داؤد لاقرّ

قسم ہے اس رب کی کہ جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے۔ جب علی میرے ہاتھوں پر آگئے تو انہوں نے حضرت آدمؑ پر نازل ہونے والے صحیفے جن کے شیثؑ وارث ہوئے پڑھ کر سنائے حتیٰ کہ اگر آج شیث موجود ہوتے تو اقرار کرتے کہ علی ان صحیفوں کے اس سے زیادہ حافظ ہیں۔ پھر آپ نے صحف نوح ابراہیم اور تورات کی تلاوت کی چنانچہ اگر آج موسیٰ ہوتے تو گواہی دیتے کہ علی تورات کے مجھ سے زیادہ حافظ ہیں۔ پھر آپ نے زبور

داؤد پڑھی۔ اگر داؤد حاضر ہوتے تو بتلاتے کہ علی مجھ سے زیادہ حافظ ہیں پھر انجیل عیسیٰ پڑھی اگر آج عیسیٰ ہوتے تو اس بات کے قائل ہوتے کہ علی انجیل کے مجھ سے زیادہ حافظ ہیں۔ پھر آپ نے قرآن کو اوّل سے لے کر آخر تک پڑھا

بانّہ احفظ لہا منہ ثم قرأ انجیل عیسیٰ حتّٰی لو حضر عیسیٰ لاقرّ بانّہ احفظ لہا منہ ثم قراء القرآن الّذی انزل اللہ علیّ من اولہ الی آخرہ فوجدتہ یحفظ کحفظی لہ الساعۃ

چنانچہ میں نے دیکھا کہ قرآن بھی آپ کو اسی طرح یاد ہے جس طرح اب مجھے یاد ہے۔

بندہ نے براہین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب کی چوتھی جلد میں براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ سے واضح کر دیا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں کی گود میں انجیل کے عالم ہو سکتے ہیں تو حضرت عیسیٰ کو نماز پڑھانے والے امام مہدی عجل اللہ فرجہ کے جد بزرگوار حضرت علی علیہ السلام عالم طفلی میں قرآن مجید کے عالم کیوں نہیں ہو سکتے؟

۳۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ

اور آدم کو کل نام تعلیم کئے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا (پ ۱ رکوع ۴ البقرہ)

(۱) نسفی، عبداللہ بن احمد جلد ۱ ص ۴۱ سطر ۶ دار احیاء الکتب العربی مصر

مسمیات کے اسماء کی تعلیم کا معنی یہ ہے کہ خدا نے انہیں وہ تمام جنسیں دکھا دیں۔ جسے پیدا کیا ہے۔ اور انہیں بتا دیا کہ اس کا نام گھوڑا ہے اور اس کا نام اونٹ ہے اور اس کا نام فلاں ہے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ انہیں تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے۔ یہاں تک کہ پیالی اور چلّو کے بھی۔

ومعنی تعلیمہ اسماء المسمیات انّہ تعالیٰ اراہ الاجناس الّتی خلقھا وعلّمہ ان ھذا اسمہ فرس وھذا اسمہ بعیر وھذا اسمہ کذا وعن ابن عباس علّمہ اسم کلّ شیء حتّٰی القصعۃ والمغرفۃ

(۲) خازن، علاؤالدین لباب التاویل جلد ۱ ص ۴۳ سطر ۲۱ المطبعۃ الخیریہ مصر

کہا گیا ہے کہ حضرت آدم کو ملائکہ کے اسماء کی تعلیم دی گئی اور کہا گیا ہے کہ حضرت آدم کو ان کی ذریّت کے نام اور کہا گیا ہے کہ ان کو تمام زبانیں سکھا دیں۔

وقیل علّم ادم اسماء الملٰئکۃ وقیل اسماء ذریتہ وقیل علّمہ اللغات کلّھا

(۳) رازی فخرالدین تفسیر کبیر جلد ۱ ص ۱۷۶ سطر ۲۰ المطبعۃ البھیۃ المصریہ مصر

حضرت آدم کو تمام اشیاء کے صفات اور ان کے حالات سکھا دیئے اور یہی مشہور ہے کہ مخلوق سے مراد ہر حادث کی جنس کے تمام نام ہیں۔ جو مختلف زبانوں میں ہوں گے۔ جنہیں آج تک حضرت آدم کی اولاد بول رہی ہے یعنی عربی، فارسی اور رومی وغیرہ

قوله ای علمه صفات الاشیاء و نعوتها وهو المشهور ان المراد کل شئ من خلق من اجناس المحدثات من جمیع اللغات المختلفة التی یتکلم بها ولد آدم الیوم من العربیة والفارسیة والرومیة وغیرها۔

(۴) ابو السعود تفسیر جلد ا صـ۴۶۲ سطر آخر بر حاشیہ تفسیر کبیر رازی مصر

کہا گیا ہے کہ حضرت آدم کو ہو چکی اور ہونے والی اشیاء کے نام بتا دیئے اور کہا گیا ہے کہ اپنی ساری مخلوق کے نام بتا دیئے عقلی، حسی، خیالی اور وہمی چیزیں بتا دیں۔ ان چیزوں کی ذات، ان کے نام، ان کے خواص، ان کی پہچان، علم کے قواعد، ہنر کے قانون، ان کے اوزاروں کی تفصیل اور ان کے استعمال کے طریقے کا علم حضرت آدم کو الہام فرمایا۔

وقیل اسماء ما کان وما یکون وقیل اسماء خلقه من المعقولات والمحسوسات والمتخیلات والموهومات والهمه معرفة ذوات الاشیاء واسماءها وخواصها ومعارفها اصول العلم وقوانین الصنعات وتفاصیل الاتها وکیفیة استعمالاتها۔

(۵) حقی، شیخ محمد اسماعیل روح البیان جلد ا صـ۱۰۳ مطبعہ عثمانیہ مصر

اور حضرت آدم علیہ السلام کو اشیاء کے حالات سکھائے اور جو کچھ ان میں دینی و دنیوی نفع ہیں وہ بتائے اور ان کو فرشتوں کے نام ان کی اولاد اور حیوانات اور جمادات کے نام بتائے اور ہر چیز کا نام بتایا۔ تمام شہروں اور گاؤں کے نام، پرندوں اور درختوں کے نام، جو ہو چکا یا جو کچھ ہوگا ان کے نام کھانے پینے کی چیزوں کے نام اور ہر نعمت غرضیکہ ہر چیز کے نام بتا دیئے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت آدم کو سات زبانیں سکھائی گئیں۔

وعلمه احوالها وما یتعلق بها من المنافع الدینیة والدنیویة وعلم اسماء الملئکة واسماء ذریته واسماء الحیوانات والجمادات وضعة کل شئ واسماء المدن والقری واسماء الطیر والشجر وما یکون واسماء کل شئ یخلقها الی یوم القیامة واسماء المطعومات والمشروبات وکل نعیم فی الجنة واسماء کل شئ وفی الخبر علمه سبع مائة الف لغات۔

اس آیت اور اس کے ذیل میں مفسرین کے اقوال سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ خدا نے

اپنے پہلے خلیفے کو مَا کَانَ اور مَا یَکُوْنُ اور تمام مخلوق کے تمام اسماء اور حالات سے آگاہ فرما دیا۔ لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ خلیفۃ اللہ وہ ہوگا جو حضرت آدم علیہ السلام کی طرح مَا کَانَ اور مَا یَکُوْن سے واقف اور ساری مخلوق کے تمام اوصاف و حالات سے آگاہ ہو۔

آپ احادیث کے بیان میں کافی ایسی احادیث ملاحظہ فرمائیں گے کہ خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اپنی ساری مخلوق سے متعارف کرایا۔

(۶) مفتی احمد یار خان صاحب رقمطراز ہیں

غرض کہ یہ تو سب مانتے ہیں کہ حضرت آدم کا علم ہر چیز کو شامل تھا۔ لیکن اس وسعت علمی کو بعض تو الاسماء سے ثابت کرتے ہیں۔ بعض کلھا سے دعویٰ سب کا ایک دلیلیں علیحدہ کلھا۔ اس میں بہت گنجائش ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی نام بھی آدم علیہ السلام کے علم سے باقی نہ بچا جیسے خالق کل شئی سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہر چیز کا خلق ہے۔ ایسی ہی یہاں کلھا سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام ہر نام والی چیز کے عالم ہیں۔ خیال رہے کہ آدم علیہ السلام کا علم اس وسعت کے باوجود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے دریا کا قطرہ ہے کیونکہ ان کا علم ہر اس چیز کو گھیرے ہوتے ہے کہ جہاں تک الفاظ اور ناموں کی رسائی ہے لیکن میرے شہنشاہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ان چیزوں کو بھی گھیرے ہوئے ہے کہ جہاں تک الفاظ و نام بلکہ کسی کا خیال بھی نہیں پہنچتا۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا گیا۔

وعلمك مالم تكن تعلم۔ یہاں نہ اسم کی قید ہے نہ الفاظ و حروف کی پابندی اب ہم کلھا کسی قدر گنجائش دکھاتے ہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ دنیا میں اول سے آخر تک لاکھوں زبانیں بولی گئیں اور ہر زبان کے حروف نقش اور ان کے الفاظ علیحدہ علیحدہ پھر ہر زبان میں کروڑوں لغات جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا میں کروڑوں چیزیں اور ہر چیز کے لاکھوں صفات اور ہر صفت کے لاکھوں نام اور نام کے لکھنے اور بولنے کے لاکھوں طریقے۔ مثلاً الف لکھنے کا انگریزی میں اور طریقہ ہے۔ اردو میں اور عربی میں اور پھر مثلاً پانی کو اردو میں پانی فارسی میں آب۔ عربی میں ماء انگریزی میں واٹر اور نہ معلوم کس کس زبان میں کیا کیا کتنے ہوں گے۔ اسی لفظ پانی کو ہر زبان میں الگ الگ طریقے سے لکھا جائے وغیرہ وغیرہ یہ سب علوم سیدنا آدم علیہ السلام کو دیئے گئے۔ بھلا خیال تو کرو اس علم کی کوئی حد ہے۔ تفسیر روح البیان میں اس جگہ فرمایا گیا کہ آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانوں کا علم تھا۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔ البقرۃ ۱۴۳ پ ۲ رکوع ۱

اور اسی طرح ہم نے تم کو درمیان کا گروہ مقرر کیا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہیں۔

(۱) حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۱ ص ۲۴۸ سطر ۱۹ مطبعۂ عثمانیہ مصر

اور نبی کریم کی شہادت کا معنیٰ یہ ہے کہ نبی کریم ہر دیندار کے دینی مرتبے کو پہچانتے ہیں پس حضور علیہ السلام مسلمانوں کے گناہوں کو ان کے ایمان کی حقیقت کو ان اچھے بُرے اعمال کو ان کے اخلاص اور نفاق وغیرہ کو نور حق سے پہچانتے ہیں اور نبی کریم کی اُمّت بھی قیامت میں ساری اُمتوں کے یہ حالات جانے گی مگر نبی کریم کے نور سے۔

ومعنی شہادۃ الرسول علیہم اطلاعہ رتبۃ کل متدین بدینہ وھو یعرف ذنوبہم و حقیقۃ ایمانہم واعمالہم وحسناتہم وسیاتہم واخلاصہم ونفاقہم۔ وغیر ذلک بنور الحق وامتہ یعرفون ذلک من سائر الامم بنورہ علیہ السلام

(۲) خازن، علاؤ الدین تفسیر جلد ۱ ص ۹۴ سطر ۲۵ المطبعۃ الخیریہ مصر

پھر قیامت کے دن نبی کریم کو بلایا جائیگا پس خدائے ذوالجلال نبی کریم سے آپ کی اُمت کے حالات پوچھے گا تو آپ ان کی صفائی کی گواہی دیں گے اور ان کی سچائی کی گواہی دیں گے۔

ثم یوتی بمحمد علیہ فیسألہ عن امتہ فیزکیہم و یشہد بصدقہم

(۳) نسفی، عبداللہ بن احمد مدارک التنزیل جلد ۱ ص ۸ سطر ۲ داراحیاء الکتب العربی مصر

پھر نبی کریم کو بلایا جائے گا اور ان سے ان کی اُمّت کے حالات پوچھے جائیں گے حضور اکرم اپنی اُمّت کی صفائی دیں گے اور ان کی عدالت اور تزکیے کی گواہی دیں گے اور وہ تمہاری عدالت کو جانتے ہیں۔

فیوتی بمحمد فیسأل عن حال امتہ فیزکیہم و یشہد بعدالتہم ویزکیہم ویعلم بعدالتکم

(۴) دہلوی، شاہ عبدالعزیز تفسیر عزیزی میں اس آیت کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔

رسول اکرم اپنی نبوت کے نور کے سبب

رسول علیہ السلام مطلع است بنور

ہر صاحب دین کے دین کو جانتے ہیں کہ وہ دین
کسے کس درجے تک پہنچا ہے اور اس کے
ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ اور کونسا پردہ اس کی
ترقی سے مانع ہے۔ پس نبی کریم تمہارے گناہوں
کو اور تمہارے اخلاص اور نفاق کو پہچانتے ہیں۔
لہٰذا ان کی گواہی دنیا میں شریعت کے حکم کے
مطابق اُمت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے
(بحوالہ تفسیر نعیمی جلد ۴ صـ ۳۴۲ سطر ۱۰)

نبوت بر دین ہر دین متدین بدین خود کہ در کدام
درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست
و حجابے کہ بدات از ترقی محجوب ماندا است کدام
است پس او مے شناسد گناہانِ شمار او درجات
ایمان شمار او اعمال بد و نیک شمار را و اخلاق و نفاق
شمار الہٰذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق
امت مقبول واجب العمل است

(۵) صـ ۵۱۸ سطر ۱۱

کہ نبی کریم نے جو کچھ اپنے زمانے میں موجودہ
لوگوں کے فضائل و مناقب مثلاً صحابہ و ازواج
و اہل بیت کے متعلق یا ان کے متعلق جو آپ کے
زمانے میں نہیں مثلاً اویس، مہدی یا مقتول دجال
وغیرہ بیان فرمائے ہیں یا اپنے زمانے میں موجودہ
یا غائب لوگوں کی برائیاں بیان فرمائی ہیں تو اس پر
اعتقاد رکھنا واجب ہے اس لئے کہ روایات میں
آیا ہے کہ نبی کو اس کی اُمت کے احوال کا علم ہے
کہ فلاں نے آج یہ کام کیا ہے اور فلاں نے ایسا کہا تاکہ قیامت کے دن وہ اپنی اُمت پر گواہی دے سکیں۔

و آنچہ از فضائل و مناقب حاضران زمان خود
مثل صحابہ و ازواج و اہل بیت یا غائبان از زمان
خود مثل اویس وصلہ مہدی و مقتول دجال یا از مصائب
و مثالب و حاضراں و غائباں می فرماید اعتقاد برآں
واجب است و ازیں سنت کہ در روایات آمدہ کہ
ہر نبی را بر اعمال امتیاں خود مطلع میارند کہ فلانے
امروز چنیں میکند و فلانے چنانچہ تا روز قیامت
ادای شہادت تواند کردہ

(۶) زرقانی شرح مواہب لدینہ صـ ۱۳۶ جلد ۱ مصر

نبی کریم زندگی اور وفات کی حالت میں اپنی
اُمت کے احوال و نیات، ارادے اور قلبی وساوس
کے دیکھنے اور پہچاننے میں برابر ہیں اور یہ بات
ان کے نزدیک ظاہر ہے پوشیدہ نہیں۔

لا فرق بین موتہ وحیاتہ ومشاہدتہ
لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم
وخواطرھم ذلک عندہ جلی لا خفاء بہ

جناب مفتی احمد یار خان صاحب تفسیر نعیمی کی جلد ۲ کے صـ ۱۳ کی سطر ۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔
دوسرا فائدہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کی خبر ہے اور آپ سب پر مطلع اور حاضر و ناظر ہیں۔

اس لئے کہ قیامت میں سنی گواہی تو مسلمان بھی دے چکے تھے۔ اگر حضور کی گواہی سنی ہوئی ہوتی تو کفار اس پر بھی جرح کر دیتے۔ نیز "علیکم شھیدا" سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام ہر مسلمان کے ہر حال سے خبردار ہیں "شہید" بمعنی مطلع بھی آتا ہے واللہ علی کل شھیدا۔

سطر ۱۱۔ حضور علیہ السلام دنیا اور آخرت میں مسلمانوں کے گواہ ہیں لہٰذا صحابہ کرام (اصحاب اخیار) اہل بیت عظام یا اویس قرنی اور امام مہدی وغیرہم یقیناً جنتی ہیں کیونکہ ان کے جنتی ہونے کی حضور نے گواہی دی ہے۔ جو اس میں شک کرے وہ خود اس آیت کا منکر اور بے دین جہنمی ہے۔

چھٹا فائدہ: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار اور تمام نبیوں سے افضل و اشرف ہیں کہ جب ان کی نسبت سے ان کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل، ان کے صحابہ (اصحاب اخیار) تمام نبیوں کے صحابہ سے افضل۔ ان کے اہل بیت تمام نبیوں کے اہل بیت سے افضل ان کا شہر مکہ و مدینہ تمام نبیوں کے شہروں سے افضل تو جن کے دم کی یہ ساری بہاریں ہیں خود ان کی افضلیت کا کیا پوچھنا۔

ساتواں فائدہ: گواہی عملی بھی ہوتی ہے اور قولی بھی۔ رب تعالیٰ کا نبیوں کے ہاتھ پر معجزات ظاہر فرمانا رب کی عملی گواہی ہے اور ان کی نبوت کا کتاب میں ذکر فرمانا قولی گواہی۔ قیامت کے دن یہ اُمت انبیاء کرام کی قولی گواہی ہوگی۔ مگر دنیا میں یہ امت عملی گواہ بھی ہے اور قولی گواہ بھی۔ مسلمانوں کا کسی کو ولی اللہ سمجھنا یا کسی کار خیر کو اچھا سمجھنا اس کی ولایت کی عملی گواہی ہے اور قدرتی طور پر ان کا کسی کو ولی اللہ کہنا کسی کار خیر کو اچھا کہنا قولی گواہی ہے

علماء شیعہ میں سے علامہ سید محمد سبطین سرسوی صاحب کی کتب کی عبارات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

خلافت الٰہیہ جلد ۱ ص ۲۱ سطر ۷ طبع لاہور۔

خدا سمیع و بصیر و شہید علی الخلق ہے پیغمبر خدا بھی مظہر سماعت و بصارت الٰہی و شہید علی الخلق ہے وَقَالَ سُبحانہٗ وتعالیٰ۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ بِرَبِّکَ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْد۔ کیا تیرے پروردگار کے علم و قدرت۔ سماعت و بصارت کے لئے یہی کافی نہیں ہے کہ وہ ہر شئے پر شہید و حاضر و ناظر ہے۔ اور سب پر احاطہ رکھتا ہے اور خدا نے نبی کی شان میں فرمایا۔ کَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ شَہِیْدًا۔ اس دن کیا ہوگا؟ جب ہم ہر ایک اُمت میں ایک شہید کو لائیں گے اور اے ہمارے حبیب تجھ کو ان تمام شہیدوں پر شہید قرار دیں گے۔ تمام انبیاء اپنی اپنی امت پر شہید ہیں اور محبوب خدا تمام انبیاء پر شہید حضرت آدم سے لے کر تا حضرت عیسیٰ سب آپ کے زیر شہادت ہیں چنانچہ خدا تمام بندوں کے اعمال کو دیکھتا ہے۔ اس کا رسول بھی تمام اعمال کو دیکھتا ہے اور ان پر شہید ہے۔ خدا فرماتا ہے قُلْ

اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ کہدو اے حبیب کہ جو تمہارا دل چاہے عمل کرو خدا اور اس کا رسول تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں چونکہ مکر رنہیں آیا اس لئے رویت خدا اور رویت پیغمبر دونوں ایک ہی سی ہیں یعنی رویت خدا جس طرح بطور احاطہ ہے نہ بطور اخبار اسی طرح سے رویت پیغمبر بھی بطور احاطہ ہے کہ شہید علی الناس ہے نہ بطور اخبار۔ لیکن خدا بالذات شہید ہے اور پیغمبر بالعرض باعطا قوت نورانیہ

صـ۳۸ سطر ۱ پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ کہ شہید اولاً و بالذات خدا کی صفت ہے اور ثانیاً و بالعرض بعد خدا اس کا رسول شہید علی الخلق ہے اسی طرح سے اس کے اوصیاء علی و اولاد علی شہید ہیں۔ خدائے ذوالجلال نے فرمایا: وکذلک جعلنکم امۃً وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔ یہ اسی طرح سے ہم نے تم کو اُمتِ وسط قرار دیا ہے کہ تم تمام لوگوں پر شہید ہو اور رسول تم پر شہید ہو۔ مفسرین کا یہ قول بالکل غلط و باطل بلکہ بدیہی البطلان ہے کہ اس اُمتِ وسط سے مراد تمام اُمت محمدی ہے۔ کیونکہ قرآن شاہد ہے۔ کہ خود اہل اسلام کے خود اپنے معاملات میں ان کی شہادت مقبول نہیں ہے۔ بلکہ چاہیئے کہ ثبوت مدعا میں دو عادل شاھد پیش کریں۔ بلکہ بعض معاملات میں چار شاہدوں بلکہ شہیدوں کی ضرورت ہے۔ جیساکہ باب زنا میں اور نص قرآن فاسق کی خبر مقبول نہیں۔ جب تک کہ وہ شاہد و بینہ اپنے بیان پر پیش نہ کرے پس کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ تمام صالحین و فاسقین اُمت کی شہادت غیروں کے حق میں مقبول ہو جائے یہ شاہد بھی نہیں ہو سکتے نہ کہ شہید جس کے معنی حاضر علی الشئی ہیں۔ ان اللہ بکل شیءٍ شھید کون ہے۔ افراد اُمت میں سے جو مثل خدا احاطہ بر خلائق رکھتا ہو۔ مگر وہ شخص جو مظہر اوصاف الٰہی اور خلیفۂ خدا ہو۔ اور ایسا شخص امت محمدی میں نہیں مگر علی اور اولاد علی جو آئینہ اوصاف نبوی ہیں۔

سورۂ حج میں ہے لیکون الرسول علیکم شھیدا وتکونوا شھداء علی الناس۔ خدائے ذوالجلال نے اس آیۂ مجیدہ میں بارہ صفتیں یا بارہ خصوصیتیں یا بارہ حکم بتلائے ہیں جن سے خاص بزرگان خدا وہی نفوس مراد ہیں۔ جو تمام اوصاف نبی میں شریک اور نفس رسول ہیں اور مثل رسول شہید علی الناس ہیں اور اولاد ابراہیم سے ہیں۔

صـ۴۰ سطر ۳ خدا نے اپنے حبیب کو رویت اعمال میں شریک کیا ہے۔ کہ خدا اور اس کا رسول لوگوں کے تمام اعمال کو دیکھتے ہیں۔ پس اسی طرح سے کچھ مومنین خاص کو اسی صفت سے موصوف کیا ہے۔ قل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون ستردون علی عالم الغیب والشھادۃ

فِیْکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تعملون۔ یہ رویت اعمال تفسیر شہید علی الناس ہے اور شہید تین ہیں۔ خدا رسول خدا اور وصی رسول خدا پس اعمال کو دیکھنے والے اور ان پر احاطہ رکھنے والے اور ان پر حاضر و ناظر بھی تین ہی ہیں۔ خدا و رسول خدا اور مومنین جو بعد رسول شہید علی الناس ہیں۔ اس تفسیر سے یہ بھی واضح تو ہوگیا کہ شہید علی الناس تمام اُمت محمدی ہرگز نہیں ہو سکتی جو تمام اعمال ناس پر حاضر و ناظر ہو۔

عام مسلمان کسی ایک شخص کے اعمال ظاہر یہ و باطنیہ پر جو شب و روز میں اس سے سرزد ہوتے ہیں۔ احاطہ نہیں رکھتے۔ چہ جائیکہ تمام عالم کے لوگوں کے اعمال پر احاطہ رکھتے ہوں۔ پس اعمال عباد کو دیکھنے والے وہی نفوس قدسیہ ہیں جو مظہر خدا اور آئینہ جمال رسول خدا ہیں۔ اور اوّل ان کا علی بن ابی طالب ہے۔ اسی کی تفسیر میں پیغمبر نے فرمایا ہے یا علی انلث تری ما اری وتسمع ما اسمع اے علی جو میں دیکھتا ہوں وہی تو دیکھتا ہے اور جو کچھ میں سنتا ہوں وہی تو سنتا ہے۔

جلد ۲ صفحہ ۸۹ سطر ۶ یہی وہ اُمت وسط ہیں جن کی شان میں خداوند جبار فرماتا ہے کہ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَاءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا ۝ یعنی اور اسی واسطے خدا نے تم کو اُمت وسط قرار دیا ہے تاکہ تم تمام لوگوں پر شہید ہو اور رسول تم پر شہید رہے۔ کیونکہ تمام لوگوں اور جنس انسان پر وہی نفوس شہید ہو سکتے ہیں جو تمام عالم پر احاطہ علمیہ رکھتے ہوں۔ اور خدا نے انکو عدل واقعی اور تمام قویٰ و اعضا اور جوارح کے لحاظ سے اعتدال حقیقی میں خلق کیا ہو تاکہ حوادث و عوارض زمانیہ ان میں اثر نہ کر سکیں اور طبائع مادیہ ان میں مؤثر نہ ہوں غفلت و ذہول ان پر طاری نہ ہوتے ہوں اور یہ احاطہ اور یہ صفت حقیقت نوریہ محمدیہ ہی کو حاصل ہے اور وہی تمام لوگوں کے افعال و اعمال خلوت اور جلوت پر حاضر و ناظر ہو سکتی ہے اور باذن پروردگار و اعطار قوت و اقدار ان کو دیکھ سکتی ہے۔ پس یہ اُمت وسط نہیں ہے مگر اہل بیت نبی جن کی اصل و حقیقت حقیقت محمدی ہے اور ان کے عین حد عدل و اعتدال حقیقی میں خلق ہونے سے یہ بھی ثابت ہے کہ ان کے تمام احکام عین مطابق احکام عدل برحق خداوند احکم الحاکمین ہوں گے اور یہ اس کے عدل کے مظاہر اور اس عالم امکان میں ہیاکل توحید اور خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ تعلیم و تربیت و ہدایت پس کون ہے جو ان مظاہر عدل و وسائط فیوضات الٰہیہ و رحمات قدسیہ کے مقابل میں آسکے۔

جلد ۳ صفحہ ۳۱۳ سطر ۱۲ نبی کی ایک صفت شہید علی الخلق بھی ہے۔ اول خدا شہید علی العالمین ہے الم یکف بربک انہ علی کل شئ شہید۔ دوم اس کی طرف سے شہید نبی ہوتا ہے۔ جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ کیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا یہ پیغمبر کل

پیغمبروں اور شہیدوں پر شہید ہے۔ اور معنی شہید حاضر علی الواقع ہیں۔ یعنی عالم واقعات پر قبل وقوع حاضر و ناظر۔ اور اس سے زیادہ صریح الفاظ میں خدا فرماتا ہے قل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ جو عمل چاہو کرو تمہارے کل اعمال کو خدا اور اس کا رسول دیکھتے ہیں اور یہی صفت خلیفہ۔ رسول اور امام کو بھی ہے۔ بلکہ اصل امامت ہی سے اس صفت کا تعلق ہے۔

دوسری آیت میں فرماتا ہے وجاءت کل نفس معها سائق و شهید روز قیامت ہر نفس اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ اس کا کھینچنے والا (سائق) اور شہید ہوگا۔ سائق عمل ہے جو اسے جہنم یا بہشت کی طرف کھینچے گا۔ اور آیت سابقہ کو پیش نظر رکھ کر شہید کے معنی سوائے امام کے کوئی اور نہیں ہو سکتے۔ ورنہ منافات لازم آئے گی۔ اگر شہید کے معنی امام کے سوا کچھ اور لئے جائیں کیونکہ پہلے خدا بتلا چکا ہے کہ حشر امام کے ساتھ ہے۔ پس شہید امام ہے اور امام شہید ہے اور معنی شہید میں بھی خدا نے اپنے رسول کے ساتھ ان مومنین کو شامل کیا ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ شہداء اُمت محمدی میں سے ہیں قل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون عمل کرو کہ تمہارے عمل کو خدا و رسول اور کچھ خاص معین و معہود مومنین دیکھتے ہیں۔ ثُمَّ تُرَدُّونَ الی عَالِمِ الغیبِ والشَّهادَةِ فَیُنَبِّئُکُم بِمَا کُنتُم تَعمَلُونَ ٥ پھر تم قیامت میں خدائے عالم الغیب والشهادة کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور وہ وہاں تمہارے اعمال کی تمہیں خبر دے گا۔ اس سے صاف معلوم ہے کہ یہ رویت اعمال دنیا میں ہی ہے۔ دنیا میں خدا اور اس کے مظاہر رسول اور مومنین خاص جن کی صفت شہید ہے۔ یعنی امام اعمال عباد کو دیکھتے ہیں۔ اور احادیث میں اس کی تصریحات ہیں کہ رسول اللہ پر اعمال عباد پیش بھی ہوتے ہیں اور اسی طرح امام پر۔ اور اس جماعت مومنین رائی اعمال و شہداء علی الناس کا خدا اس طرح ذکر کرتا ہے۔ وکذلک جعلناکم اُمَّةً وسطا لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا ہے۔ تاکہ تم کل لوگوں پر شہید ہو۔ اور رسول تم پر شہید رہے۔ شہید کے معنی اور شہید کی تعریف و توصیف کے بعد اب کسی ذی عقل کو شبہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس اُمت وسط سے وہی مومنین مراد ہیں۔ جو رائی اعمال خلق ہیں۔ جو مثل رسول شہید خلق رہیں۔ اور جن کے ساتھ لوگوں کا حشر ہوگا اور بعد رسول امام ہیں۔ چونکہ وہ تحت نبوت رسول ہیں۔ رسول ان پر شہید و نگراں ہے۔ اور وہ کل اُمت پر شہید۔ اور چونکہ امت وسط ہیں واسط فیض الٰہی ہیں۔ خالق اور مخلوق کے درمیان ہر امر الٰہی انہی کے ذریعہ لوگوں تک پہنچتا ہے۔ اس لئے اُس طرف سے بھی ضروری ہے کہ اعمال عباد الٰہی کے ذریعے دربار خداوندی میں پیش ہوں۔ بے شک جو کل عوالم پر خلیفہ خدا ہو۔ ان پر حکومت و تصرف رکھتا ہو۔ ان کا بشیر و

نذیر و ہادی ہو وہ کسی ایسی ہی نورانی اور روحانی قوت و طاقت والا ہو سکتا ہے ۔ جو اپنی روحانیت و نورانیت سے چشم زدن میں ہر عالم میں پہنچ سکے اور اپنے نور کی شعاعوں میں ان کو دیکھ سکے ۔ اس کا نام حجت خدا ہو سکتا ہے بے شک یہی صفت رسول اور جانشین رسول وصی رسول کی ہے اور ان کی روحانیت و نورانیت کل روحانیین کی روحانیت سے قوی تر ہے ۔ کہ اول مخلوق و مصنوع الٰہی ہیں اور جس سینے میں کتاب اللہ کا علم حقیقی واقعی ہو جو نور محض ہے موجود ہو ۔ وہی حاجت روائے خلق ۔ مشکل کشائے خلق ، شہید علی الناس ۔ رائی اعمال عباد ہو سکتا ہے غرض نبی امت پر شہید ہے اور جانشین نبی بھی اس طرح امت پر شہید ہے ۔

(۵) وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (النساء ۴۱ پ۵ رکوع ۳)

اور تم کو ان سب پر گواہ کر کے بلائیں گے ۔

(۱) نیشاپوری ، حسن بن محمد غرائب القرآن جلد ۵ ص۴۶ مصر

اس لئے کہ نبی کریم کی روح مبارک تمام روحوں اور دلوں اور نفسوں کو دیکھنے والی ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا : کہ خدا نے سب سے پہلے میرے نور کو خلق فرمایا

لان روحہ علیہ السلام شاہد علی جمیع الارواح والقلوب والنفوس بقولہ علیہ السلام اول ما خلق اللہ نوری

(۲) حقی ، شیخ محمد اسماعیل روح البیان جلد ۲ ص۲۱۱ سطر ۱۱ مصر

اور تم جان لو کہ نبی کریم پر ان کی اُمت کے اعمال صبح اور شام پیش کئے جاتے ہیں ۔ لہٰذا آپ اُمت کو ان کی علامات سے جانتے ہیں اور ان کے اعمال کو بھی اس لئے آپ ان پر گواہی دیں گے ۔

واعلم انہ یعرض علی النبی علیہ السلام اعمال امتہ غدوۃ و عشیۃ فیعرفہم بسیماہم اعمالہم فلذلک یشہد علیہم

(۳) نسفی ۔ تفسیر مدارک التنزیل میں آیۂ مذکورہ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں ۔

یعنی نبی کریم مومنوں کے ایمان ، کافروں کے کفر اور منافقوں کے نفاق پر گواہ ہیں ۔

ای شاہد علی من آمن بالایمان وعلی من کفر بالکفر وعلی من نافق بالنفاق

اس سے واضح ہوا کہ خاتم الانبیاء والمرسلین یوم اول سے لے کر یوم قیامت تک تمام لوگوں

کے ایمان و عمل سے واقف تھے اسی لئے تو آپ گواہی دیں گے۔

(۴) مفتی احمد یار خان صاحب فرماتے ہیں کہ

چوتھی توجیہہ قوی ہے کیونکہ قرآن کریم کی دوسری آیت اس کی تائید کر رہی ہے رب العالمین فرماتے ہیں لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا (تفسیر نعیمی جلد ۲ صفحہ ۸۵ سطر آخر)

فائدے : اس آیت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

پہلا فائدہ : تمام انبیاء کرام اپنی اُمت کے ظاہری و باطنی اعمال پر مطلع و خبردار ہوتے ہیں بغیر علم کے گواہی کیسی یہ فائدہ "بشھید" سے حاصل ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم میں تمہیں بتا سکتا ہوں جو کچھ تم اپنے گھروں میں کھاتے بچاتے ہو۔

دوسرا فائدہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت تمام انبیاء کرام کی گواہ ہے جیسا کہ یہاں تفسیر سے اور دوسری جگہ آیت قرآنی سے ثابت ہوا۔ لتکونوا شھداء علی الناس اور مدعی کو گواہ پیارا ہوتا ہے کہ اس کے مقدمہ کا فیصلہ گواہ پر ہوتا ہے۔ لہذا یہ اُمت محبوب الانبیاء ہے ہم کو چاہیئے کہ اعمال اچھے اختیار کریں تاکہ کل حضرات انبیاء کی گواہی دے سکیں فاسق قابل گواہی نہیں ہوتے۔ رب فرماتا ہے۔ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا۔

تیسرا فائدہ : اس امت کی گواہی ان انبیاء کرام کے حق میں سن کر ہوگی نہ کہ دیکھ کر جیسا کہ ان اُمتوں کے اعتراض سے معلوم ہوا۔

چوتھا فائدہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ نے تمام انبیاء کرام اور ان کی اُمتوں کے حالات تفصیل وار اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائے ہیں اور آپ کی گواہی اپنی امت کی طرح سمعی نہ ہوگی بلکہ عینی ہوگی۔ اگر آپ کی گواہی بھی محض سنی سنائی ہوتی تو جو اعتراض اس اُمت کی گواہی پر ہوا تھا آپ کی گواہی پر بھی ہوتا۔

پانچواں فائدہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری امت کے ہر ایک حال کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اس لئے حضور اکرم قیامت میں اپنی اُمت کی تائید کی ساتھ اس کی توثیق بھی فرمائیں گے جیسا کہ علیٰ ھٰؤلاءِ سے معلوم ہوا۔

چھٹا فائدہ : قیامت میں کفار بھی حضور کے علم غیب و حاضر و ناظر کے قائل ہوں گے۔ اس لئے وہ حضور کی گواہی پر یہ جرح نہ کر سکیں گے کہ حضور بغیر مشاہدہ گواہی کیسے دے رہے ہیں۔

(۶) مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ (پ۳ رکوع ۲ البقرہ ۲۵۵)

وہ کون ہے جو اس کے اذن بغیر اس کی حضور میں شفاعت کرے۔ وہ لوگوں کے آئندہ اور گذشتہ کا حال جانتا ہے۔

(۱) نیشاپوری، حسن بن محمد تفسیر جلد ۳ ص۲۲ سطر ۱۷ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۱۹۶۲ء

نبی کریمؐ مخلوق کے پہلے کے اوّلی معاملات بھی جانتے ہیں اور جو مخلوق کے بعد قیامت کے احوال ہیں وہ بھی جانتے ہیں۔	یعلم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما بین ایدیھم من اولیات الامر قبل الخلائق وما خلفھم من احوال القیامۃ

(۲) حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۱ ص۴۰۳ سطر ۶ مطبعہ عثمانیہ مصر

حضرت محمد مصطفیٰؐ مخلوق کے پہلے کے حالات جانتے ہیں خدا کے مخلوقات کو پیدا کرنے کے پہلے کے واقعات اور ان کے بعد حالات بھی جانتے ہیں قیامت کے حالات مخلوق کی گھبراہٹ اور رب تعالیٰ کا غضب وغیرہ	یعلم محمد علیہ السلام ما بین ایدیھم من الامور الاولیات قبل الخلائق وما خلفھم من احوال القیامۃ وفزع الخلق وغضب الرب

مذکورہ آیۂ کریمہ اور تفسیری عبارات سے واضح ہوا کہ حضور اکرم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کے حالات جانتے تھے اور مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کے حالات غیب تھے جن کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم تھے لہٰذا حضور اکرم عالم الغیب تھے۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ قیامت کے روز سب سے اوّل میں جس کی شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں۔ صواعق محرقہ ص۱۸۶ سطر ۲۰ ص۱۶۱ سطر ۵ احیاء المیت ص۵۶ سطر آخر کنز العمال جلد ۶ ص۲۱۵ حدیث ۲۷۹۶ ذخائر العقبی ص۲ سطر ۵۔ الفصول المہمہ ص۹ سطر ۳ نور الابصار ص۱۰۱ سطر ۴ مودۃ القربیٰ ص۲۸ سطر آخر ص۳۱ سطر ۴ ینابیع المودت ص۲۹۶ سطر ۱۸

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی اُمت کی شفاعت کرانے کے متعلق بیسیوں احادیث

کتب اہل سنت میں موجود ہیں ۔

جب یہ واضح ہوگیا کہ حضور اکرم قیامت کے دن خدا کے اذن سے لوگوں کی شفاعت کرائیں گے جو شفیع کے لئے ضروری ہے کہ وہ شفاعت چاہنے والوں کے گناہوں سے اچھی طرح واقف ہوگا ۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضور اکرم اپنے باطنی زمانے کے لوگوں کے حالات سے بھی آگاہ ہوں گے ۔

جناب مفتی احمد یار خان صاحب تفسیر نعیمی مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات کی جلد ۳ کے ص۸۴ کی سطر ۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "مَنْ ذَا الَّذِیْ" سے بِمَا شَآءَ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صفات ہیں اور اس سے پہلے کے پانچ اور آخر کے تین خدا کے صفات ۔ مطلب یہ ہے کہ رب کی بارگاہ میں کون کسی کی شفاعت کر سکتا ہے سوا اس ایک محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جنہیں شفاعت کا اذن مل چکا کہ شفاعت کبریٰ کا سہرا انہیں کے سر ہے ۔ اس شفیع المذنبین کی صفت یہ ہے کہ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ سب کے سارے اگلے حالات جانتے ہیں ۔ کیونکہ سب سے پہلے انہیں کا نور پیدا ہوا سارا عالم ان کا دیکھا بھالا ہوا ہے وَمَا خَلْفَھُمْ اور پچھلے حالات قیامت کی دہشت ۔ خلق کی گھبراہٹ ۔ رب کا غضب ۔ انبیاء کرام کا نفسی نفسی کہنا ۔ اور پھر سارے عالم کا بھکاری بن کر اس محبوب کے دروازہ پر آنا غرضیکہ سب کچھ جانتے ہیں ۔ کیونکہ بغیر علم شفاعت ناممکن علم والا جان سکتا ہے ۔ کہ کون کسی قسم کی شفاعت کا مستحق ہے اور کون محروم جو طبیب بیماروں کی بیماریوں سے بے خبر ہو وہ علاج کیا کر سکتا ہے ۔ اور اگر حضور لوگوں کے ایمان و کفر وغیرہ سے بے خبر ہوں تو شفاعت کیسے کر سکتے ہیں ۔ پھر آپ کو پتہ کیسے لگے کہ کون شفاعت کے لائق ہے اور کون نہیں اور کون کسی شفاعت کے لائق ہے ۔ وہ شفیع المذنبین تو سب کے حالات جانتے ہیں ۔

(۷) وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ (پ ۳ رکوع ۲ البقرہ ۲۵۵)

اور لوگ اس کے علم کا کسی طرح احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اس کے جتنا وہ چاہے ۔

(۱) بغوی، ابو محمود معالم التنزیل ص۱۲۳ سطر ۲۵ المطبع الحیدریہ بمبئی ۱۲۸۳ھ

یعنی لا یحیطون بشیٔ من علم الغیب الّا بما شاء مما اخبر بہ الرسل

یعنی یہ لوگ علم غیب میں سے کسی شئی کو نہیں گھیر سکتے مگر جس قدر کہ اللہ چاہے جس کی رسولوں نے خبر دی ہے ۔

(۲) حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۱ ص۴۰۳ سطر ۸ مطبعہ عثمانیہ مصر

ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اس ضمیر سے مراد نبی کریم ہوں۔ یعنی نبی کریم لوگوں کے احوال کو مشاہدہ فرمانے والے ہیں اور ان کے سامنے کے احوال جانتے ہیں۔ ان کے اخلاق، ان کے معاملات اور ان کے قصے وغیرہ اور ان کے بعد کے احوال بھی جانتے ہیں اور آخرت کے بھی اور دوزخی لوگوں کے احوال بھی اور وہ لوگ نبی کریم کے معلومات میں سے کچھ بھی نہیں جانتے مگر اسی قدر جتنا کہ نبی چاہیں۔ خدا کے اولیاء کا علم نبیوں کے سامنے ایسے ہے جیسے ایک قطرہ سات سمندروں کے سامنے اور نبیوں کا علم نبی کریم کے علم کے سامنے اسی درجے کا ہے۔ اور ہمارے نبی کریم کا علم خدائے ذوالجلال کے سامنے اسی درجے کا ہے۔ پس ہر نبی اور ہر رسول اور ہر ولی اپنی اپنی استعداد اور

یحتمل ان تکون الهاء کنایة عنه علیه السلام یعنی هو شاهد علی احوالهم یعلم ما بین ایدیهم من سیرهم و معاملاتهم و قصصهم وما خلفهم من امور الاخرة واحوال اهل الجنة و النار وهم لا یعلمون شیئاً من معلوماته الا بما شاء من معلوماته علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلة قطرة من سبعة البحر وعلم الانبیاء من علم نبینا علیه السلام بهذه المنزلة وعلم نبینا من علم الحق سبحانه بهذه المنزلة فکل رسول و نبی و ولی اخذون بقدر القابلیة والاستعداد مما لدیه و لیس لاحد ان یعدوه او یتقدم علیه

قابلیت کے موافق حضور سے ہی لیتے ہیں اور کسی کو یہ ممکن نہیں کہ حضور علیہ السلام سے سبقت لے جائے۔

(۳) خازن، علاؤ الدین تفسیر جلد ۱ صفحہ ۲۷ سطر ۴ مصطفیٰ البابی مصر

یعنی رب ذوالجلال انہیں اپنے علم پر اطلاع دیتا ہے اور وہ انبیاء و رسول ہیں تاکہ ان کا غیب پر مطلع ہونا ان کی نبوت کی دلیل ہو جیسے خدا نے فرمایا: کہ وہ ظاہر نہیں کرتا اپنے غیب کو کسی پر مگر جسے رسول سے چاہے۔

یعنی ان یطلعهم علیه وهم الانبیاء والرسل ولیکون ما یطلعهم علیه من علم غیبه دلیلا علی نبوتهم کما قال الله تعالیٰ فلا یظهر علی غیبه احداً الا من ارتضیٰ من رسول

قرآن مجید کی آیت اور تفسیری عبارات سے واضح ہوا کہ خدا نے حضور اکرم کو غیب کا علم دیا اور حضور نے یہ علم انبیاء اور رسولوں کو بھی تقسیم کیا اور انبیاء ان کے ذریعے عالم الغیب ہوئے۔

جناب مفتی احمد یار خان صاحب رقمطراز ہیں۔

تفسیر نعیمی جلد ۳ صفحہ ۴۸ سطر ۱۵ وہ شفیع المذنبین تو سب کے حالات جانتے ہیں۔ مگر ولا

يحيطون بشيءٍ من علمه الا بما شاءَ ملائکہ، انبیاء، اولیاء بلکہ سارا عالم اس شفیع المذنبین کے علوم میں سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے مگر اسی قدر جتنا کہ محبوب عطا فرمائیں۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ علم انبیاء کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے سات سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ اور سارے انبیاء کے علوم حضور علیہ السلام کے مقابل ایسے ہی ہیں۔ جیسا سات سمندروں کے مقابل ایک قطرہ اور یہی نسبت ہمارے حضور کے علم کو خدا کے علم سے ہے۔ خیال رہے کہ انبیاء اور اولیاء میں حضرت آدم وابراہیم علیہم السلام اور حضرت خضر بھی داخل ہیں۔ قصیدہ بردہ شریف میں خوب فیصلہ کیا گیا کہ فرمایا۔ شعر

وکلھم من رسول اللہ ملتمس غرفا من البحر او رشفا من الدیم

وواقفون لدیہ عند حدھم من نقطة العلم او من شکلة الحکم

یعنی سارے انبیاء و اولیاء اپنی قابلیت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کرتے ہیں اور ان کے علوم حضور کے علم کے سامنے ایسے ہیں۔ جیسے کتب خانہ کے مقابل ایک نقطہ یا تیز بارش کے مقابل ایک چھینٹا (روح البیان)

(۸) مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ (القلم ۲ پ۲۹ رکوع ۳)

تم اپنے رب کی نعمت کے سبب دیوانے نہیں ہو۔

(۱) حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۱۰ ص۱۰۴ سطر آخر مطبعہ عثمانیہ مصر

بمستور علما کان فی الازل وما سیکون الی الابد لان الجن هو الستر بل انت عالم بما کان وخبیر بما سیکون

اے محمد تم سے وہ باتیں مخفی نہیں ہیں جو ازل میں تھیں اور وہ جو ابد تک ہوں گی۔ کیونکہ جن کے معنی ہیں چھپنا بلکہ آپ اس کو جانتے ہیں جو گذر چکا اور خبردار ہیں اس سے جو ہو گا۔

مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ خدائے ذوالجلال بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب جانتا تھا۔ اور اس عبارت سے یہ بھی عیاں ہوا کہ حضور اکرم یوم اوّل سے لے کر آخر تک کے سارے حالات جانتے تھے۔

(۹) وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ پ۱۰ رکوع ۱۴ التوبہ ۶۵

اور اگر تم ان سے دریافت کرو گے تو وہ ضرور یہ کہہ دیں گے کہ ہم تو صرف بات چیت اور ہنسی مذاق کر رہے تھے۔

(۱) سیوطی، جلال الدین درمنثور جلد ۳ ص سطر محمد امین دمج مصر

حضرت مجاہد مذکورہ آیت کے بارے میں فرماتے ہیں: کہ ایک منافق نے کہا تھا کہ محمد خبر دیتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی جنگل میں ہے ان کو غیب کی کیا خبر

عن مجاهد انه قال فی قوله تعالیٰ ولئن سألتهم الخ قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان بواد کذا وکذا وما یدریه بالغیب

(۲) طبری نے اپنی مایہ ناز تفسیر جامع البیان کی جلد ۱۰ کے ص۱۷۲ سطر ۱ سے لے کر ص۱۷۳ کی سطر ۱۴ تک مختلف اصحابؓ نبی سے مذکورہ مفہوم کی روایات تحریر فرمائی ہیں۔

مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ حضور اکرم کے علم غیب کے منکر منافق تھے اور وہ لوگ بطور استہزاء کہتے تھے کہ حضور اکرم کو بھی بھلا غیب کا علم ہو سکتا ہے۔ جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اہل بیت اور اصحاب اخیار آپ کو عالم الغیب ہونا تسلیم کرتے تھے۔

(۱۰) فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ

غیب کا جاننے والا وہی ہے پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس شخص کے جس کو وہ رسول میں سے علم غیب کے لئے منتخب کرے۔

(۱) رازی، فخر الدین تفسیر کبیر جلد ۳۰ ص۱۶۸ سطر ۱۹ المطبعة البهیة مصر

یعنی قیامت کے وقوع کا وقت ان غیبوں میں سے ہے جسے خدائے ذوالجلال کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔ پس اگر یہ کہا جاوے کہ جب تم نے اس غیب کو قیامت پر محمول کر لیا تو اب خدا نے یہ کیسے فرمایا مگر پسندیدہ رسولوں کو حالانکہ یہ غیب تو کسی پر بھی ظاہر نہیں کیا جاتا تو ہم کہیں گے کہ رب تعالیٰ قیامت کے قریب ظاہر فرما دے گا۔

ای وقت وقوع القیامة من الغیب الذی لا یظهره الله لاحد فان قیل فاذا حملتم ذلك علی القیامة فکیف قال الا من ارتضی من رسول مع انه لا یظهر هذا الغیب لاحد قلنا بل یظهره عند قریب القیامة

(۲) دہلوی، شاہ عبدالعزیز تفسیر عزیزی ص۱۷۳ پارہ ۲۹ عبارت

جو چیز تمام مخلوقات سے غائب ہو وہ غائب
مطلق ہے۔ جیسے قیامت کے آنے کا وقت اور روزانہ
اور ہر چیز کے پیدائشی اور شرعی احکام اور جیسے پروردگار
کی ذات وصفات برطریق تفصیل اس قسم کو خدائے
ذوالجلال کا خاص غیب کہتے ہیں۔ پس اپنے خاص غیب
پر وہ کسی کو بھی مطلع نہیں کرتا۔ اس کے سوا جسے وہ
پسند فرمائے اور وہ رسول ہوتے ہیں خواہ فرشتے
کی جنس سے ہوں یا انسان کی جنس سے۔ جیسے
حضرت محمد مصطفیٰ ان کو اپنے بعض خاص غیب
پر ظاہر فرماتا ہے۔ سوا اس کے جسے اپنی نبوت

آنچہ بہ نسبت ہمہ مخلوقات غائب است مطلق
است مثل وقت آمدن قیامت واحکام تکوینیہ وشرعیہ
باری تعالیٰ در ہر روز وہر شریعت ومثل حقائق ذات
وصفات او تعالیٰ علی سبیل التفصیل ایں قسم را غیب
خاص او تعالیٰ نیز می نامند فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ
اَحَدًا۔ پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچکس
را مگر کسی را کہ پسند میکند وآں کس رسول باشد
خواہ از جنس ملک وخواہ از جنس بشر مثل حضرت
محمد مصطفیٰ علیہ السلام اور اظہار بعضے از غیوب
خاصہ خود می فرمائد

اور رسالت کے لئے چن لیا پس ظاہر فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے غیب تاکہ ان کی نبوت پر دلیل پکڑی جاوے
ان غیب چیزوں سے جس کی وہ خبر دیتے ہیں۔ پس یہ ان کا معجزہ ہوتا ہے۔

(۳) حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۱۰ ص۲۰۱ سطر ۲۶ مطبعۂ عثمانیہ مصر

ابن شیخ نے کہا کہ خدا اس غیب پر جو اس
سے خاص ہے کسی کو مطلع نہیں فرماتا سوائے
برگزیدہ رسول کے اور جو غیب کہ رب سے خاص
نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرما دیتا ہے

قال ابن الشیخ انہ تعالیٰ لا یطلع علی
الغیب الذی یختص بہ تعالیٰ علمہ الا
لمرتضیٰ الذی یکون رسولا وما لا یختص
بہ یطلع علیہ غیر الرسول

(۴) خازن، علاؤ الدین لباب التاویل جلد ۴ ص۳۳۷ سطر ۱ المطبعۃ الخیریہ مصر

یعنی خدا جس کو اپنی رسالت اور نبوت کیلئے
انتخاب کرے اور جس پر وہ چاہے اس پر وہ غیب
کا اظہار فرما دیتا ہے تاکہ ان مغیبات سے جن کی
وہ خبر دیتے ہیں ان کی نبوت کچھ دلیل پکڑی جائے
اور یہ ان کا معجزہ ہوتا ہے۔

الا من یصطفیہ لرسالتہ ونبوتہ
فیظہر علی ما یشاء من الغیب حتی یستدل
علی نبوتہ بما یخبر بہ من المغیبات
فیکون معجزۃ لہ

(۵) تفتازانی، مسعود بن عمر شرح عقائد نسفی ص۱۷۵ کراچی

حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب کا ایک ایسا

وبالجملۃ العلم الغیب امر تفرد بہ اللہ

امر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس سے منفرد ہے بندوں کو اس کے حصول کا کوئی طریقہ نہیں مگر اللہ تعالیٰ بطریق وحی یا الہام کے بتائے یا بطریق معجزہ یا کرامات کے استدلال کرنا علامت ہے جس میں ممکن ہوا اس لئے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ چاند کے ہالہ کو دیکھ کر کوئی غیب کا مدعی بن کر کہے کہ پانی برسے گا یہ کفر کی علامت ہے۔

تعالیٰ لا سبیل الیہ لعباد الا علام او الهام بطریق المعجزة او الکرامة او ارشاد الی الاستدلال بالا مالات فیما یمکن فیہ ذلک ولهذا ذکر الفتوی ان قول القائل عند رؤیة هالة القمر یکون مطرا مدعیا علم الغیب بعلامة الکفر

عقائد حنفیہ کے ترجمان کی اس عبارت سے واضح ہوا کہ خدا اپنے بندوں کو معجزے اور کرامات کے طور پر وحی اور الہام کے ذریعے غیب کی تعلیم دے دیتا ہے۔

کتب شیعہ میں اس آیت کے ذیل میں یہ روایات تحریر ہیں کہ:

(۶) امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں "ومن ارتضاه" سے مراد نبی کریم ہیں۔ کتاب خرائج میں ہے کہ امام علیؑ رضا نے فرمایا۔ کہ حضور صلعم خدا کے مرتضیٰ ہیں اور ہم اس رسول کے وارث ہیں۔ جسے خدا نے جو چاہا اپنے علم غیب سے آگاہ کیا۔ پس ہم پہلے اور قیامت تک آنے والے واقعات کو جانتے ہیں۔ اصول کافی جلد ۱ صـ۲۵۶ تفسیر صافی صـ۴۶۵

عن الباقر هذه الایة قال وکان محمد "ممن ارتضاه" وفی الخرائج عن الرضا فیها فرسول الله عند الله مرتضی و نحن ورثة ذلک الرسول الذی اطلعه الله علی ما یشاء من غیبه فعلمنا ما کان وما یکون الی یوم القیامة

قرآن مجید کی اس آیت میں "من رسول" سے مراد حضرت علی ہیں کیونکہ حضرت علی واقعی رسول کا حصہ ہیں (تفسیر برهان جلد ۱ صـ۳۹۴)

"عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداً الا من ارتضی" من رسول یعنی علیا المرتضی من رسول وهو منه

اس آیت کی تفسیر میں حضرت علی علیہ السلام نے حضرت سلمان فارسی سے فرمایا: انا ذلک المرتضی من الرسول الذی اظهره علی غیبه کہ اس آیت میں اس رسول سے مرتضیٰ میں ہوں جس پر غائب کو ظاہر کیا گیا ہے۔ مراۃ الانوار صـ۲۴۸

(۷) مجلسی، محمد باقر مراۃ العقول صـ۱۸۶ نولکشور لکھنؤ

علامہ طبرسی فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے

قال طبرسی من الرسول فانه یستدل

کہ رسول اپنی نبوت کی صداقت پر یوں استدلال کریں گے ۔ لوگوں کو غیب کی خبر دیں گے ۔ یہ خبر ان لوگوں کے لئے آیت معجزہ قرار پائے گا اور ارتضاء کا معنی اختیار دیا ہے ۔ کہ اپنی نبوت و رسالت کی صداقت کے لئے جس پر چاہیں اپنی مصلحت جو دیکھیں علم غیب سے مطلع فرمائیں ۔

علی نبوتھم بان یخبروا بالغیب لیکون ایۃ معجزۃ لھم ومعناہ من ارتضاء و اختارہ للنبوۃ وللرسالۃ فانہ یطلع علی ماشاء من غیبہ علی حسب مایراہ من المصلحۃ

(۸) مجلسی، محمد باقر مراۃ العقول جلد ص ۱۸۶ نولکشور لکھنؤ

اقول روی علی بن ابراھیم بھذا الایۃ تاویلا آخر حیث قالا "الا من ارتضیٰ من رسول" یعنی المرتضیٰ من الرسول" وھو منہ قال اللہ تعالیٰ فانہ یسلک من بین یدیہ من خلفہ رصداً ۔ قال فی قلبہ العلم ومن خلفہ الرصد یعلمہ علمہ ویرزقہ العلم ویعلمہ اللہ الھاماً والرصد التعلیم من النبی لیعلم النبی انہ قد بلغ رسالات ربہ واحاطہ علیؑ بما لدی الرسول من العلم واحصی کل شئ عدداً ما کان و ما یکون منذ یوم خلق اللہ ادم الی ان تقوم الساعۃ من فتنۃ او زلزلۃ او حتف او قذف او امۃ ھلکت فیما مضی او تھلک فیما بقی وکم من امام جائر او عادل یعرفہ باسمہ ونسبہ ویموت موتا او یقتل وکم من امام مخذول لا یغیرہ خذلان من خذلہ وکم من امام منصور لا ینفعہ نصرہ من نصرہ ۔

میں کہتا ہوں کہ علی بن ابراہیم نے اس آیت شریف لا یظھرہ علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول" کی ایک اور تاویل کی ہے ۔ جیسا کہ کہتے ہیں " من ارتضیٰ من رسول" سے مراد علی علیہ السلام ہیں ۔ علی رسول سے ہیں ۔ خداوند عالم فرماتا ہے " فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصداً" کہتے ہیں (ایک علوم غیبیہ وہ ہیں جو) علی علیہ السلام کے دل میں ہیں ۔ (یعنی بذریعہ مشاھدہ ہیں) " ومن خلفہ الرصد" کا معنی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو تعلیم دی اور علم کا رزق عطا کیا ۔ اور اللہ نے بذریعہ الہام ان کو تعلیم دی ۔ الرصد کا معنی تعلیم رسول ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب کے پیغامات کی تبلیغ فرمائی سب کی تعلیم علی علیہ السلام کو دی اور علی علیہ السلام نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا سب کا احاطہ کیا ۔ ما کان اور ما یکون رگن گن کر احصار فرمایا ۔ آدم علیہ السلام کی خلقت سے تا روز قیامت جس قدر فتنے برپا ہوئے اور

کس قدر زلزلے آئے یا آئیں گے کتنے اپنی موت یا پتھروں سے دب کر مرے یا اُمتیں ہلاک ہو چکی ہیں۔ یا باقی امام ہلاک ہوں گی۔ کتنے امام ظالم یا عادل ہوں گے یا گزرے ہیں جن کے نام بنام اور خاندان نسبی کا تعارف اور کون کون اپنی موت مریں گے اور کون کون قتل کئے جائیں گے اور کتنے امام ہیں جن کی کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔ اگرچہ مدد نہ کرنے سے امام کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ کتنے امام ہیں جن کی مدد کرنے والے ہوں گے اگرچہ ان کی مدد سے نفس امامت کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا ان سب کا عدداً جناب امیر علیہ السلام نے احصاء احاطہ فرمایا۔

(۱۱) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ (التکویر ۲۴ پ ۳۰ رکوع ۶)

اور وہ غیب کی باتوں کے بارے میں بخیل نہیں ہے۔

(۱) بغوی، ابو محمد حسین معالم التنزیل ص ۹۶۱ سطر ۱ بمبئی

نبی کریم غیب پر اور آسمانی خبروں پر اور ان خبروں اور قصوں پر بخیل نہیں ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم کے پاس علم غیب آتا ہے پس وہ اس میں تم پر بخل نہیں کرتے بلکہ تم کو سکھاتے ہیں اور تم کو خبر دیتے ہیں۔ جیسے کہ کاہن چھپاتے ہیں ویسے نہیں چھپاتے۔	علی الغیب وخبر السماء وما اطلع علیہ من الاخبار والقصص بضنین ای ببخیل یقول: انہ یاتیہ علم الغیب فلا یبخل بہ علیکم بل یعلمکم ویخبرکم ولا یکتمہ کما یکتم الکاھن

(۲) خازن، علاؤالدین تفسیر لباب التاویل جلد ۴ ص ۳۷۷ سطر ۷ المطبعۃ الخیریہ مصر

کہتے ہیں کہ نبی کریم کے پاس علم غیب آتا ہے تو تم پر اس میں بخل نہیں فرماتے۔ بلکہ تمہیں سکھاتے ہیں۔	یقول انہ علیہ السلام یاتیہ علم الغیب فلا یبخل بہ علیکم بل یعلمکم

(۱۲) وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ (پ ۷ رکوع ۱۵۔ الانعام ۷۵)

اور اس طرح ہم ابراہیم کو آسمان اور زمین کی سلطنت دکھانے لگے تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔

(۱) خازن، علاؤالدین جلد ۲ ص ۲۸ سطر ۱۴ المطبعۃ الخیریہ مصر

خلیل اللہ کو چٹان پر کھڑا کیا گیا اور ان کے لئے آسمان کھول دیئے گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے عرش و کرسی اور جو کچھ آسمانوں میں ہے دیکھ لیا اور آپ کے لئے زمین کھولی گئی یہاں تک کہ انہوں نے زمینوں کی نیچی زمین اور ان عجائبات کو دیکھ لیا جو زمینوں میں ہیں۔

اقیم علی صخرۃ وکشف لہ عن السموات حتی رای العرش والکرسی و مافی السموات وکشف لہ عن الارض حتی نظر الی اسفل الارضین و رای ما فیھا من العجائب

(۲) نسفی، عبداللہ بن احمد مدارک التنزیل جلد ۲ ص ۱۹ سطر ۱۸ دار احیاء الکتب العربی مصر

مجاہد نے کہا کہ خلیل اللہ کے لئے ساتوں آسمان کھول دیئے گئے۔ پس انہوں نے دیکھ لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے یہاں تک کہ ان کی نظر عرش تک پہنچ گئی اور ان کے لئے ساتوں زمینیں کھول دی گئیں کہ انہوں نے وہ سب چیزیں دیکھ لیں جو زمینوں میں ہیں۔

قال مجاھد فرجت لہ السموات السبع فنظر الی مافیھن حتی انتھی نظرہ الی العرش فرجت لہ الارضون السبع حتی نظر الی مافیھن

(۳) حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۳ ص ۵۵ مطبعۂ عثمانیہ مصر

خلیل اللہ کو آسمان و زمین کے عجائب و غرائب دکھائے اور عرش کی بلندی سے تحت الثریٰ تک کھول دیا۔

عجائب و بدائع آسمانہا و زمین ہا از ذروۂ عرش تا تحت الثری بروئے منکشف ساختہ

(۴) طبری، ابن جریر جامع البیان جلد ۷ ص ۲۴۵ مصطفیٰ البابی مصر ۱۹۵۴ء

خلیل اللہ پر تمام مخفی اور ظاہری چیزیں واضح ہوگئیں۔ پس ان پر مخلوق کے اعمال میں سے کچھ بھی چھپا نہ رہا۔

انہ جل لہ الامر سرہ وعلانیتہ فلم یخف علیہ شئی من اعمال الخلائق

(۵) رازی، فخر الدین تفسیر کبیر جلد ۱۳ ص ۴۲ سطر آخر المطبعۃ البھیہ مصر

خداوند تعالیٰ نے اپنے خلیل کے لئے آسمان کھول دیئے یہاں تک کہ انہوں نے عرش و کرسی اور جہاں تک جسمانی علم کی فوقیت ختم ہوتی ہے دیکھ لیا اور وہ عجیب و غریب چیزیں بھی دیکھ لیں جو آسمانوں

ان اللہ شق لہ السموات حتی رای العرش والکرسی والی حیث ینتھی الیہ فوقیۃ العالم الجسمانی و رای مافی السموات من العجائب والبدائع و رای مافی بطن الارض من

میں ہیں۔ اور وہ عجیب و غریب چیزیں بھی دیکھ لیں جو زمین کے پیٹ میں ہیں۔ العجائب والغرائب۔

مشکوٰۃ المصابیح کے صفحہ ۶۹ کی سطر ۲۷ پر عبدالرحمٰن بن عالیش کی روایت موجود ہے جس کا آئندہ صفحات میں ذکر ہوگا اس سے بھی مذکورہ عبارات کی تصدیق ہوتی ہے۔

مفتی احمد یار خاں تفسیر نعیمی جلد ۷ صفحہ ۶۱ سطر ۵ مکتبہ اسلامیہ گجرات

اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علم غیب بخشا کہ آسمانوں زمینوں کے ملکوت آنکھوں کو دکھا دیے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز دکھائی بھی گئی اور آسمانوں زمینوں جنت دوزخ عرش و کرسی وغیرہ کی سیر بھی کرائی گئی۔ جہاں حضرت ابراہیم علیہم السلام کی نگاہ پہنچی وہاں حضور انور خود پہنچے یعنی آسمانوں میں بلکہ وہاں سے وراء جہاں حضور پہنچے وہاں نہ وہاں تھا نہ کہاں۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیت اور کتب اہل سنت کی مذکورہ عبارات سے واضح ہوا کہ حضرت ابراہیم نے ایک مقام پر کھڑے ہو کر ایک ہی وقت میں سارے جہاں کا مطالعہ فرما لیا اور ان کے ظاہر کو بھی دیکھ لیا اور باطن کو بھی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ انبیاء کرام عالم الغیب ہوتے ہیں۔

(۱۳) وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ اور ہم نے اسے اپنا علم لدنی عطا کیا ہے۔

(کہف ۶۵ پ ۱۵ رکوع ۲۱)

(۱) طبری، ابوجعفر محمد بن جریر جامع البیان جلد ۱۵ صفحہ ۲۸۰ سطر ۲ مصطفیٰ البابی مصر ۱۹۵۴ء

قال انک لن تستطیع معی صبراً کان رجلا یعلم علم الغیب قد علم ذلک

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ سے فرمایا: کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۔ حضرت خضر غیب کو جانتے تھے اس لئے انہوں نے پہلے ہی جان لیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صبر نہیں کر سکیں گے۔

(۲) نسفی، عبداللہ بن احمد مدارک التنزیل جلد ۳ صفحہ ۱۹ سطر ۲۰ عیسی البابی [illegible]

یعنی الاخبار [illegible] [illegible] العلم اللدنی ما حصل للعبد بطریق الالہام

یعنی حضرت خضر کو غیب کی خبروں کی تعلیم دی گئی۔ اور بعض کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ علم لدنی وہ ہوتا ہے جو عبد کو الہام کے ذریعے حاصل ہو۔

(۳) خازن، علاؤالدین ۷۲۵ھ تفسیر ۳ صفحہ ۲۱۵ سطر ۱۶ المطبعۃ الخیریہ مصر

ای علم الباطن الہاماً۔ حضرت خضر کو الہام کے ذریعے علم باطن عطا فرمایا

(۴) بیضاوی، عبداللہ بن عمر ۶۹۱ھ بیضاوی ص۴۸۶ جلد ۱ سطر ۲۲ نولکشور

یعنی خدا فرماتا ہے کہ وہ علم جو کہ ہمارے ساتھ مختص ہے اور ہمارے بتانے کے بغیر معلوم نہیں ہوتا۔ وہ علم غیب ہم نے حضرت خضر کو عطا کیا۔ — ای مما یختص بنا ولا یعلم الا بتوفیقنا وھو علم الغیب

اس کی تفسیر میں قرطبی اپنی تفسیر کی جلد ۱۱ کے ص۱۶ سطر ۱۳ طبع بیروت پر تحریر فرماتے ہیں۔

اور ہم نے (خضر) کو اپنے پاس سے علم دیا یعنی علم غیب۔ — وعلمناہ من لدنا علما ای علم الغیب

(۱) آلوسی، سید محمود روح المعانی جلد ۱۶ ص۱۰ سطر ۲۸ المطبعۃ المیریہ بولاق مصر ۱۳۰۱ھ

اور ہم نے (خضر) کو اپنے پاس سے علم دیا جس کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا اور نہ کوئی ان کے مرتبے کا اندازہ کر سکتا ہے اور وہ علم غیب اور مخفی علوم کے بھید ہیں۔ — وعلمناہ من لدنا علما ای علما لا یکتنہ ولا یقادر قدرہ وھو علم الغیوب واسرار العلوم الخفیۃ۔

(۲) ابوالسعود تفسیر برحاشیہ تفسیر رازی جلد ۶ ص۵۲۶ مصر

اور ہم نے (خضرؑ) کو اپنے پاس سے خاص علم دیا جس کی حقیقت اور مرتبے کو کوئی نہیں جانتا اور وہ علم غیب ہے۔ — وعلمناہ من لدنا علما ای خاصا لا یکتنہ کنہہ ولا یقادر قدرہ وھو علم الغیوب

(۳) حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۵ ص۲۷۰ سطر ۶ مطبعہ عثمانیہ مصر ۱۳۳۰ھ

اور ہم نے (خضر) کو اپنے پاس سے علم دیا جو کہ علم غیب ہے۔ — وعلمناہ من لدنا علما ھو علم الغیب

مذکورہ عبارات سے واضح ہوا کہ ولی خدا حضرت خضر علیہ السلام کو خدا نے اپنی طرف سے علم غیب عطا فرمایا اس سے واضح ہوا کہ اللہ کے نمائندوں کے پاس علم غیب ہے۔

قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیۂ کریمہ سے حضور اکرم کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(۴) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ (پ۴ رکوع ۹ سورہ آل عمران ۱۷۹)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عالم لوگو تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

(۱) سیوطی، جلال الدین م ۹۱۱ھ تفسیر جلالین ص ۶۶ سطر ۶ اصح المطابع کراچی

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ خدا اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے پس انہیں غیب پر مطلع کرتا ہے۔

المعنی لکن اللہ یجتبی ان یصطفی من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی الغیبہ

(۲) حقی، اسماعیل روح البیان ص ۱۳۲ جلد ۲ سطر ۲ مطبع عثمانیہ مصر ۱۳۳۰ھ

حقائق اور احوال کے غیب ظاہر نہیں ہوتے بغیر رسول اللہ کے واسطے کے

فان غیب الحقائق والاحوال لاینکشف بلا واسطۃ الرسول

(۳) بیضاوی

اور اللہ تبارک و تعالیٰ تم میں سے کسی کو علم غیب نہیں دیتے تاکہ مطلع کرے اس کفر و ایمان پر جو کہ دلوں میں ہوتا ہے لیکن اللہ اپنی پیغمبری کیلئے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے پس اس کی طرف وحی فرماتا ہے اور بعض غیوب کی انہیں خبر دیتا ہے یا اُن کے لئے ایسے دلائل قائم فرماتا ہے جو غیب پر راہنمائی فرمائیں۔

وما کان اللہ لیؤتی احدکم علم الغیب فیطلع علی ما فی القلوب من کفر وایمان ولکن اللہ یجتبی لرسالتہ من یشاء فیوحی اللہ ویخبرہ ببعض المغیبات اوینصب لہ ما یدل علیہ

(۴) خازن، علاؤالدین تفسیر لباب التاویل جلد ۱ ص ۳۲۱ سطر ۱۲ المطبعۃ الخیریہ مصر

لیکن خدا چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے پس انہیں خبردار کرتا ہے بعض غیبی علوم پر

لکن اللہ یصطفی و یختار من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی بعض علم الغیب

(۵) رازی، فخر الدین ۶۰۶ھ تفسیر کبیر جلد ۹ ص ۱۱۱ سطر ۲۱ المطبعۃ البہیہ مصر

بہر حال ان باتوں کو بطریق غیب پر مطلع ہونے کے جان لینا یہ انبیاء کرام کے خصائص میں سے ہے۔ اسے اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے جیسا کہ حضور اکرمؐ کو منافقین کے حال پر مطلع فرمادیا۔

فاما معرفۃ ذلک علی سبیل الاعلام من الغیب فھو من خواص الانبیاء ویختار من یشاء فیطلع علی غیبہ کما اطلع النبی علیہ السلام علی حال المنافقین

(۶) بیضاوی، عبداللہ بن عمر انوار التنزیل جلد ۱ ص ۱۹۵ سطر ۳ مصطفیٰ البابی مصر

اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو علم غیب نہیں دینے کا کہ مطلع کرے اس کفر و ایمان پر جو کہ دلوں میں ہوتا ہے لیکن خدا اپنی پیغمبری کے لئے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ پس اس کی طرف وحی فرماتا ہے اور بعض غیوب کی ان کو خبر دیتا ہے یا ان کے لئے ایسے دلائل قائم کرتا ہے جو غیب پر راہنمائی کریں۔

وماکان اللہ لیؤتی احدکم علم الغیب فیطلع علی ما فی القلوب من کفر و ایمان ولکن اللہ یجتبی لرسالتہ من یشاء فیوحی اللہ ویخبرہ ببعض المغیبات او ینصب لہ ما یدل علیہ

(۷) جمل، شیخ سلیمان تفسیر جمل آیۃ ھٰذا

"ولکن اللہ یجتبی" کا معنی یہ ہے کہ اللہ برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے پس مطلع کرتا ہے اسے غیب پر۔

والمعنی "ولکن اللہ یجتبی" ای یصطفی من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی الغیب

مذکورہ آیت اور عبارات سے واضح ہوا کہ خدا نے بعض غیوب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں جن سے دوسرے لوگ محروم ہیں۔ اس سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوئی کہ رسولوں کا علم خدا کے علم کے سامنے محدود ہے اور یہ علم خدا کے علم کے مقابلے میں کل نہیں بلکہ بعض ہے۔

کتب شیعہ میں بھی مذکورہ مفہوم کی روایات تحریر ہیں جیسا کہ ملا فیض کاشانی نے اسی آیت کے ذیل میں تفسیر صافی میں تحریر کیا ہے۔

مفتی احمد یار خاں رقمطراز ہیں ملاحظہ فرمائیے تفسیر نعیمی جلد۴ ص۳۴۲ سطر۷ طبع گجرات

اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے ہر شخص کے ہر حال کی خبر دی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کا ایمان و کفر گنہگاری و پرہیزگاری اچھی طرح جانتے ہیں، تمام عالم کے ایمان کی نبض پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہے جیسا کہ ولکن اللہ الخ سے معلوم ہوا

؎ اک ماہ بدن، گورا سا بدن، نیچی نظریں، کل کی خبریں

تیسرا فائدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ساری خلق کی ایسی پوشیدہ باتوں پر مطلع فرمایا ہے جو دوسروں کو نہیں معلوم ہو سکتیں۔ دیکھو سیدنا عبداللہ کے باپ حذافہ ہی ہیں نہ کہ کوئی اور۔ یہ ایسی بات ہے جو عبداللہ کی ماں کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم باذن پروردگار اس پر بھی مطلع ہیں۔

چوتھا فائدہ: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرنا یا اس کا مذاق اڑانا منافقوں کا کام ہے۔ جیسا کہ اس آیت کے شان نزول سے معلوم ہوا۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ اور تمام صحابہ کرام کا عقیدہ

یہ تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان و زمین کی کوئی چیز مخفی نہیں۔

(۱۵) اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ (پ۱ رکوع ۱۔ البقرہ)

جو غیب پر ایمان لائیں اور اقامت صلوٰۃ کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس کا ایک جزو خرچ کریں۔

(۱) قرطبی، ابو عبداللہ م ۶۲۸ھ الجامع لاحکام القرآن جلد ۱ ص۱۶۳ سطر ۱۰ دار الکتب العربی مصر ۱۳۵۷ھ

الغیب کل ما اخبر بہ الرسول علیہ السلام مما لا تھتدی الیہ العقول من اشراط الساعۃ وعذاب القبر والحشر والنشر والصراط والمیزان والجنۃ والنار

"غیب" ہر وہ چیز ہے جس کی طرف عقلیں رہنمائی نہ پا سکیں اور رسول اکرم خبر دیں مثلاً قیامت، عذاب قبر و حشر و نشر و صراط و میزان و جنت و دوزخ وغیرہ

(۲) قاسمی، تفسیر محاسن التاویل جلد ۱ ص۳۵ سطر ۳ عیسی البابی مصر ۱۹۵۷ء

والمراد بہ مالا یقع تحت الحواس، ولا تقتضیہ بدایۃ العقول، انما یعلم بخبر الانبیاء علیہم السلام

اس سے مراد ہر وہ شئ جو حواس کے تحت نہ واقع ہو اور عقل بدیہی اس کا ادراک نہ کر سکے اور انبیاء علیہم السلام جس کی خبر دیں۔

(۳) شوکانی، محمد بن علی ۱۲۵۰ھ فتح القدیر جلد ۱ ص۳۴ سطر ۱۴ مصطفی البابی مصر ۱۳۵۰ھ

الغیب کل ما اخبر بہ الرسول مما لا تھتدی الیہ العقول من اشراط الساعۃ وعذاب القبر والحشر والنشر والصراط والمیزان والجنۃ والنار (قرطبی)

(۴) ابن عربی احکام القرآن جلد ۱ ص۵ سطر ۸ مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۳۱ھ

الغیب الذی اخبر بہ الرسول علیہ السلام مما لا تھتدی الیہ العقول (قرطبی)

(۵) ابن منظور لسان العرب جلد ۲ ص۱۴۷ سطر ۱ المطبعۃ المیریہ ببولاق مصر ۱۳۰۰ھ

قول ابو اسحاق کہ غیب وہ اشیاء ہیں کہ جن کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی۔

(۶) صدیق حسن خان فتح البیان جلد ۱ ص۴۸ سطر ۱۲ بولاق مصر عبارت تفسیر قرطبی

قرآن مجید کی اس آیت اور اس کے ذیل میں تحریر کی جانے والی تفسیری عبارات سے معلوم ہوا کہ غیب وہ ہے جس کی رسول خبر دے اور رسول اسی وقت خبر دے سکتا ہے جب وہ خود ان کو جانتا ہو لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضور اکرم عالم الغیب ہیں۔

(۱۶) وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ۝

پ ۷ رکوع ۱۰ الانعام ۳۸

اور کوئی زمین پر رینگنے والا اور کوئی پرندہ جو اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتا ہے ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ بھی تم ہی جیسے گروہ ہیں۔ ہم نے کتاب میں کسی طرح کی کمی نہیں کی ہے پھر وہ سب اپنے پروردگار کے حضور میں جمع کئے جائیں گے۔

(۱) بیضاوی، عبداللہ بن عمر جلد ا صفحہ ۳۰۶ سطر ۸ مصطفی البابی مصر

یعنی اللوح المحفوظ فانه مشتمل علی ما یجری فی العالم من جلیل و دقیق لم یهمل فیه امر حیوان ولا جماد

یعنی اس آیت میں کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے کیونکہ یہ لوح محفوظ ان تمام باتوں پر مشتمل ہے جو جہاں میں ہوتا ہے ہر ظاہر اور باریک اس میں کسی حیوان اور جماد کا معاملہ چھوڑا نہ گیا۔

(۲) ابن روزبہان عرائس البیان صفحہ ۲۰۶ سطر ۱ منشی نولکشور لکھنؤ

ای ما فرطنا فی الکتاب ذکر احد من الخلق لکن لا یبصر ذکرہ فی الکتاب الا المؤیدون بانوار المعرفة

یعنی قرآن مجید میں تمام مخلوق میں سے کسی کا ذکر نہ چھوڑا ہے لیکن اس ذکر کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ مگر وہ جن کی معرفت کے انوار سے تائید کی گئی ہو۔

(۳) شعرانی، عبدالوہاب طبقات الکبریٰ

لو فتح اللہ عن قلوبکم اقفال السدد لاطلعتم علی ما فی القرآن من العلوم و استغنیتم عن النظر فی سواہ فان فی جمیع ما رقم فی صفحات الوجود قال اللہ

اگر اللہ تمہارے دلوں کے بند تالے کھول دے تو تم ان علوم پر مطلع ہو جاؤ جو قرآن میں ہیں اور تم قرآن کے علاوہ دوسری چیز سے لاتعلق ہو جاؤ۔ کیونکہ قرآن مجید میں وہ تمام چیزیں ہیں جو وجود

کے صفحات میں لکھی ہیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے۔ تعالیٰ مافرطنا فی الکتاب من شئ
مَافَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ

(۴) خازن، علاؤ الدین جلد ۲ ص۱۵ سطر ۸ المطبعۃ الخیریہ مصر
قرآن مجید تمام احوال پر مشتمل ہے۔ ان القرآن مشتمل علی جمیع الاحوال

(۵) سیوطی، جلال الدین الاتقان
عالم میں کوئی شی ایسی نہیں جو قرآن میں درج نہ ہو۔ ما من شئ فی العالم الا هو فی کتاب اللہ۔

(۱۷) وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝

اور آسمان و زمین میں کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں ہے جو کھلی کتاب میں نہ ہو۔ (پ۲۰ رکوع ۲ نمل ۷۵)

(۱) خازن، علاؤ الدین تفسیر لباب التاویل جلد ۳ ص۴۱۱ سطر ۱۲ المطبعۃ الخیریہ مصر
یعنی جتنے غیب مکتوم اسرار اور خفیات امور اور جو چیزیں غائب ہیں آسمانوں اور زمین میں وہ ایک کتاب یعنی لوح محفوظ میں ہیں۔
ای جملۃ غائبۃ من مکتوم سر و خفی امر و شئ غائب (فی السماء والارض الا فی کتاب مبین) یعنی فی اللوح المحفوظ

(۲) کتب شیعہ میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
حضور اکرم نے "دار الھدنۃ" کے معنی بیان فرمائے کہ دار الخلافہ بلاء و فنا کا گھر ہے جب تم پر فتنے و فساد شب تاریک کی طرح چھا جائیں تو اس وقت قرآن کو مضبوطی سے تھام لینا کیونکہ قرآن شفاعت کرنے والا ہے اور اس کی شفاعت رد نہ ہونے والی ہے اور یہ ایسا مخبر ہے کہ جس کی تصدیق کی گئی ہے۔ جو شخص اسے اپنا امام و قائد بنائے گا۔ تو یہ اسے جنت میں لے جائے گا۔ اور جو اسے پس پشت میں ڈال دے گا۔ تو یہ اسے جہنم میں ڈال دے گا یہ وہ ہادی ہے جو بہترین راستے پر دلالت
فقال یارسول اللہ دار الھدنۃ دار بلاغ و انقطاع فاذا التبست علیکم الفتن کقطع اللیل المظلم فعلیکم بالقرآن فانہ شافع مشفع وماحل مصدق و من جعلہ امامہ قادہ الی الجنۃ ومن جعلہ خلفہ ساقہ الی النار وھو الدلیل یدل علی خیر سبیل وھو کتاب فیہ تفصیل و بیان وتحصیل وھو الفصل ولیس بالھزل ولہ ظاھر و باطن فظاھرہ حکم وباطنہ علم۔ ظاھرہ انیق وباطنہ عمیق۔ لہ تخوم وعلی تخومہ

کرتا ہے ۔ اور یہ ایسی کتاب ہے جس میں ہر شئ کا بالتفصیل ذکر ہے حق و باطل کا بیان اور علوم و فنون کی تحصیل ہے ۔ اس کا کلام فضول و بے اصل نہیں بلکہ فائدہ مند اور فیصل ہے ۔ اس کے لئے ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ۔ اس کا ظاہر حکم ہے اور باطن علم ہے ۔ اس کا ظاہر خوش آئند اور باطن بہت گہرا ہے ۔ اس کی انتہا ہے اور پھر انتہا پر انتہا ہے ۔ اس کے عجائب کا شمار نہیں اور اس کے غرائب کو فنا نہیں ۔ اس میں ہدایت کے چراغ اور حکمت کے مینار ہیں اور جو حصول معرفت کے طریقے جانتا ہے ۔ اس کے لئے یہ معرفت کا ہادی ہے ۔

تخوم ۔ لا تحصی عجائبه ولا تبلی غرائبه فيه مصابيح الهدی ومنار الحكمة ودليل علی المعرفة لمن عرف الصفة ۔

تفسیر صافی جلد ا ص۱ سطر ا ۔ الوافی جلد ۲ ص۲۶ سطر ۲

(۳) حارث اعور حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم سے سُنا ۔ انہوں نے فرمایا ۔ کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا اے محمد مصطفیٰ عنقریب آپ کی اُمت میں فتنہ بپا ہوگا ۔ حضرت نے فرمایا : اس سے نکلنے کا ذریعہ کیا ہوگا ۔ جبرائیل نے کہا اللہ کی کتاب جس میں گذشتہ و آئندہ کا ذکر ہے سارے حالات کی خبریں ہیں ۔ تمہارے امور کا حکم ہے (تفسیر صافی جلد ا ص۱ سطر ۲)

عن الحارث الاعور عن علی بن ابی طالب قال سمعت رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم يقول اتانی جبرئيل فقال يا محمد ستكون فی امتك فتنة ۔ قلت فما المخرج منها فقال كتاب الله فيه بيان ما قبلكم من خير وخبر ما بعدكم وحكم ما بينكم ۔

(۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضور اکرم نے ارشاد فرمایا : کہ "قرآن مجید" گمراہی سے ہدایت ہے الجھنوں کی وضاحت ہے ۔ لغزش سے بچاؤ ہے ۔ تاریکیوں میں روشن چراغ ہے ۔ قبروں کا نور ہے ہلاکت سے نجات ہے گمراہی کی ہدایت ہے ۔ فتنوں کی وضاحت ہے ۔ دنیا و آخرت کیلئے کافی ہے ۔ اس میں تمہارے دین کا کمال ہے ۔

عن ابی عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم "القرآن" هدی من الضلالة وتبيان من العمی واستقالة من العثرة ونور من الظلمة وضياء من الاحداث وعصمة من الهلكة ورشد من الغواية وبيان من الفتن وبلاغ من الدنيا الی الآخرة وفيه كمال دينكم

اصول کافی جلد ۲ ص۶۰۰ سطر آخر ۔ وافی جلد ۲ ص۲۶ سطر آخر ۔ تفسیر صافی جلد ا ص۱ سطر ۲

(۵) حضرت علی علیہ السلام نے ایک خطبے میں فرمایا :

اے لوگو ! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کتاب آئی ہے جس میں حلال و حرام ، فرائض و فضائل

ناسخ و منسوخ۔ رخصت و ضروریات خاص و عام۔ مرسل و محدود۔ محکم و متشابہ ہیں۔ جس کا اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے اور اس کی گہرائیاں بیان ہو چکی ہیں (نہج البلاغہ ص۱۲ طبع مصر)

(۷) حضرت علی علیہ السلام نے ایک دوسرے خطبے میں فرمایا:

اے لوگو! اللہ کی کتاب کے بارے میں جس کی حفاظت کا اس نے تم سے مطالبہ کیا اور اس کے حقوق کا تمہیں امین بنایا۔ خدا نے تمہیں فضول خلق نہیں کیا اور نہ ہی تمہیں مہمل و بے کار چھوڑا اور نہ ہی جہالت و تاریکی میں تم کو ایسے ہی ترک کر دیا۔ اس نے تمہارے احوال کو نامزد کیا اور تم پر کتاب نازل فرمائی جس میں ہر شئی کا بیان ہے (نہج البلاغہ ص۳۰۳ طبع مصر)

(۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وھو کتاب فیہ تفصیل و بیان و تحصیل

اور قرآن وہ کتاب ہے جس میں تفصیل و بیان و تحصیل علوم ہے۔ اصول کافی جلد ۱ ص۶۵۴ سطر آخر

(۹) حضرت عبدالاعلیٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدائے ذوالجلال کی قسم کہ میں قرآن کے اول و آخر تک کو جانتا ہوں۔ گویا وہ میری ہتھیلی ہے اس میں زمین و آسمان کی خبر ہے۔ اس میں گزرے ہوئے زمانے اور خبریں ہیں۔ اللہ نے خود فرمایا ہے کہ کتاب ہر ایک چیز کو بیان کر دیا گیا ہے۔

عن عبدالاعلیٰ مولیٰ آسام قال: سمعت اباعبد اللہ یقول: واللہ انی لاعلم بکتاب اللہ من اولہ الیٰ آخرہ کانہ فی کفی فیہ خبر السماء و خبر الارض و خبر ما کائن قال اللہ عزوجل "فیہ تبیان کل شئ"

اصول کافی جلد ۱ ص۱۴

قرآن مجید کی مذکورہ آیت اور کتب سنیہ و شیعہ کی عبارات سے واضح ہوا کہ قرآن مجید میں زمین و آسمان میں جتنے غیب اور بھید اور خفیہ امور ہیں سب کا علم ہے اور معصومین علیہم السلام قرآن مجید کو جاننے والے ہیں لہٰذا معصومین علیہم السلام عالم الغیب ہیں۔

(۱۸) وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ

(پ۱۳ رکوع ۱۲ سورہ رعد آیت ۴۳)

اور وہ جن کے پاس اس کتاب کا علم پورا علم ہے۔

(۱) محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ اس آیت "ومن عندہ علم الکتاب" سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔

عن محمد بن حنفیۃ انہ قال ومن عندہ علم الکتاب علی بن ابی طالب

مناقب ابن مغازلی ص۳۱۴ سطر ۵۔ شواھد التنزیل جلد ۱ ص۳۰۷۔ ارجح المطالب ص۱۰۶ سطر ۲۱

ص۱۴۱ سطر ۲۰ ینابیع المودت ص۸۵ سطر ۱۰ کوکب دری ص۱۳۴ سطر ۴

خدائے ذوالجلال نے سید الانبیاء کی نبوت کے اثبات اور منکرین کے مقابلے کے لئے دو گواہ پیش کئے۔ ایک خود خدا اور دوسرے عالم کتاب یعنی علی المرتضیٰ اس آیت میں تین ہستیوں کا ذکر ہے ایک خدا دوسرے مصطفیٰ اور تیسرے علی مرتضیٰ حضور اکرم چونکہ خود مدعی نبوت ہیں۔ لہذا خدا اور مرتضیٰ دونوں گواہ ہوئے خدا کا ساری مخلوق میں سے شہادت نبوت سید المرسلین کے لئے حضرت علی کو منتخب فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ خدائے ذوالجلال اور حضرت محمد مصطفیٰ کے بعد حضرت علی علیہ السلام سب سے افضل ہیں۔

اس آیت سے حضرت علی علیہ السلام کی عصمت بھی ثابت ہے کیونکہ معصوم کا گواہ غیر معصوم نہیں ہو سکتا اہل سنت کی مشہور کتاب ینابیع المودت طبع اسلامبول کے ص۱۰۳ کی سطر ۱ پر ہے۔

عمر بن اذنیہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین نے ارشاد فرمایا: خبردار! وہ تمام علم جس کو حضرت آدم آسمان سے زمین پر لائے تھے۔ اور وہ تمام فضیلتیں جو خاتم النبیین تک انبیاء میں موجود تھیں یہ تمام چیزیں خاتم النبیین کی اولاد میں موجود ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم تمام کتاب کا علم ہمارے پاس موجود ہے سلیمان بن داؤد کے وزیر آصف بن برخیا کے پاس اسم اعظم کے ایک حرف اور بعض کتاب کا علم تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "ومن عندہ علم من الکتاب" یعنی آصف بن برخیا کے پاس کتاب کے کچھ حصے کا علم تھا آصف بن برخیا نے حضرت سلیمان سے کہا تھا میں تمہیں بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا وکتبنا لہ فی الالواح من کل شئ وموعظۃ ہم نے

عن عمر بن اذنیہ عن جعفر الصادق علیہ السلام قال: قال امیر المومنین صلوات اللہ علیہ الا ان العلم الذی ھبط بہ آدم علیہ السلام من السماء الی الارض وجمیع ما فضلت بہ النبیون الی خاتم النبیین فی عترۃ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیھم وقال الصادق علم الکتاب کلہ واللہ عندنا وما اعطی وزیر سلیمان بن داؤد علیھم السلام انما عندہ حرف واحد من الاسم الاعظم وعلم بعض الکتاب کان عندہ قال تعالیٰ قال الذی عندہ علم من الکتاب ای بعض الکتاب کان عندہ قال تعالیٰ قال الذی عندہ علم من الکتاب ای بعض الکتاب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک قال تعالیٰ لموسیٰ علیہ السلام وکتبنا لہ فی الالواح من کل شئ موعظۃ بمن التبعیض وقال فی عیسیٰ

موسیٰ کے لئے تختیوں میں بعض چیزیں اور نصیحت لکھ دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو من کے ساتھ وارد کیا ہے لفظ من بعض کے معانی میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ویبین لکم بعض الذی تختلفون فیہ

علیہ السلام ونبیین لکم بعض الذی تختلفون فیہ بکلمۃ البعض وقال فی علی علیہ السلام ومن عندہ علم الکتاب ای کل الکتاب و قال ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین وعلم ھذا الکتاب عندہ۔

اور یہاں بھی کلمہ بعض کا استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علی کے حق میں فرمایا ہے وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتَابِ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین اس کتاب کا علم علی کے پاس موجود ہے۔

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ تخت بلقیس لانے والے آصف بن برخیا کے پاس کتاب کا بعض علم تھا جبکہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس قرآن کا تمام علم تھا۔

وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتَابِ کے متعلق کتب اہل سنت میں مزید روایات آئی ہیں۔

(۳) ثعلبی اور ابن مغازلی نے اپنی اپنی سندوں میں عبد اللہ بن عطاء سے روایت کیا ہے کہ میں امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں مسجد میں موجود تھا۔ میں نے عبد اللہ بن سلام کے فرزند کو دیکھا اور کہا کہ یہ اس شخص کا فرزند ہے جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے۔ امام نے فرمایا: یہ نہیں ہے بلکہ اس سے علی بن ابی طالب کی ذات مقصود ہے

تفسیر قرطبی جلد ۹ ص ۳۳۶ ینابیع المودت ص ۸۴ سطر ۶ بمبئی

(۴) عطیہ عوفی ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق سوال کیا وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتَابِ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ آیت میرے بھائی علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

شواھد التنزیل حسکانی جلد ا ص ۳۰۷ لبنان۔ ینابیع المودۃ استنبول ص ۱۰۳ سطر ۲۱

روایت ابن عباس۔ شواھد التنزیل جلد ا ص ۳۰۷۔ ینابیع المودۃ ص ۱۰۴ سطر ۶

حضرت علیؑ کا قرآنی علم

قرآن مجید کی متعدد آیات سے واضح ہے کہ قرآن مجید میں غائب و حاضر کَانَ وَمَا یَکُوْنُ اور ظاہر

باطن کا علم ہے۔ اب ہم کتب اہل سنت سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور کے تمام اصحاب میں سب سے زیادہ قرآن کے عالم حضرت علی تھے۔

(۵) ابن عباس کہتے ہیں کہ جب ہمیں کوئی بات حضرت علیؑ سے ثابت ہو جاتی ہے تو ہم ان کے غیر کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے۔ ارجح المطالب ص۱۴۳ سطر ۵

عن ابن عباس قال: اذا ثبت لنا الشی عن علیؑ لم نعدل الی غیرہ

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابن عباس کے نزدیک، تمام اصحاب نبی میں اتھارٹی تھے اور ان کے بعد کسی اور کے پاس جانے کی کوئی قطعاً ضرورت نہ پڑتی تھی۔

(۶) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک رات جناب علیؑ باء بسم اللہ کے نقطے کی شرح فرمانے لگے صبح ہو گئی مگر وہ تفسیر پوری نہ ہوئی مجھے اپنی جان ان کے پاس مثل ایک فوارے کے معلوم ہوتی تھی بحر زخار کے مقابلے میں۔

عن ابن عباس قال: یشرح لنا علی نقطۃ الباء من بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لیلۃ فانفلق عمود صبح فرایت نفسی فی جنبہ کالفوارۃ فی جنب البحر المثجز ا

تاج العروس جلد۳ ص۴۸۷۔ لسان العرب جلد۴ ص۱۰۳۔ مجمع بحار الانوار ص۱۳۱ جلد۲۔ النہایہ ص۱۵۲ جلد ۱۔ شرح حدیدی جلد ۱ ص۶ سطر ۱۲۔ ارجح المطالب ص۱۴۳ سطر ۷۔ ینابیع المودۃ ص۷۵ سطر آخر۔

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ استاد المفسرین حضرت ابن عباس حضرت علی کے سامنے ایسے لگتے تھے جیسے بحر زخار کے مقابلے میں ایک فوارہ۔ اور اس سے حضرت علی کا علم قرآن بھی ثابت ہوا کہ صبح ہو گئی لیکن مگر بسم اللہ کے نقطے کی تفسیر مکمل نہ ہوئی۔

(۷) کلبی کی روایت ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ نبی کریمؐ کو اللہ کے علم کی تعلیم دی گئی اور علی کو نبی صلعم کے علم کی تعلیم دی گئی۔ میرا علم علی کے علم سے ماخوذ ہے۔ میرا علم اور صحابہ کا علم علی کے علم کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے پانی کے ایک قطرے کو سات سمندروں کے اندر ڈال دیا جائے۔

عن الکلبی، قال ابن عباس علم النبی من علم اللہ وعلم علی من علم النبی وعلمی من علم علیؑ وما علمی وعلم الصحابۃ فی علم علیؑ الا کقطرۃ فی سبعۃ ابحر

الشرف المؤبد ص۵۸ سطر ۱۹۔ ینابیع المودۃ ص۷۵ سطر ۱۶۔ کوکب دری ص۲۹۷ سطر ۱۱

(۸) دگ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس تفسیر میں اصحاب نبی کے استاد تھے۔ لیکن کتب اہل سنت

سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب نبی کے استاد خود حضرت علی کے شاگرد تھے۔

حضرت ابن عباس تفسیر میں حضرت علی علیہ السلام کے شاگرد تھے

اربعین رازی ص۴۶۵ سطر ۸ - شرح حدیدی جلد ۱ ص۶ سطر ۱۲ - مطالب السئول ص۲۸ - سیرت احمد دحلان جلد ۲ ص۱۱ الجامع المحرر ص۲۶۳ - سیرت حلبیہ ص۲۰ جلد ۲

(۹) حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رات جناب علی باء بسم اللہ کے نقطے کی شرح فرمانے لگے صبح ہو گئی مگر وہ تفسیر مکمل نہ ہوئی تاج العروس جلد ۳ ص۴۸۶

عن ابن عباس قال: يشرح لنا علي نقطة الباء من بسم الله الرحمن الرحيم ليلة فانفلق عمود صبح

لسان العرب جلد ۴ ص۱۰۳ - مجمع بحار الانوار جلد ۳ ص۱۳۱ - النہایہ جلد ۱ ص۱۵۲ - شرح حدیدی ص۶ جلد ۱ سطر ۱۲ ارجح المطالب ص۱۴۲ سطر ۷ - ینابیع المودت ص۵۷ سطر آخر

(۱۰) تمام آسمانی کتب راز قرآن میں موجود ہیں اور تمام قرآن کا علم سورہ فاتحہ میں موجود ہے۔ تمام فاتحہ کا علم بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ہے۔ تمام بسم اللہ کا علم بسم اللہ کے باء میں موجود ہے اور تمام باء بسم اللہ کا علم باء کے نقطے میں موجود ہے حضرت علیؑ نے فرمایا: میں وہ نقطہ ہوں جو بسم اللہ کی باء کے نیچے موجود ہے۔

ان جميع اسرار الكتب السماوية في القرآن وجميع ما في القرآن في الفاتحة وجميع ما في الفاتحة في البسملة وجميع ما في البسملة في باء البسملة وجميع ما في باء البسملة في النقطة التي هي تحت الباء قال الامام علي كرم الله وجهه انا النقطة التي تحت الباء

ینابیع المودت ص۵۷ سطر ۲ - الدر المنظم مع ینابیع ص۲۴۲ سطر ۱۳ - جلاء العینین ص۷

(۱۱) اگر میں چاہتا تو تمہارے لئے صرف باء کے معنی کی تفسیر کے اسّی اونٹ لاد دیتا۔

قال عليّ لو شئت لاوقرت لكم ثمانين بعيرا من معنى الباء

لطائف المنن ص۱۷ جلد ۱ - کوکب دری ص۳۵ سطر ۱۹

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی نے فرمایا: کہ اگر میں چاہتا تو باء بسم اللہ کی تفسیر سے ستر اونٹ لاد دیتا۔ مطالب السئول ص۸۹ کوکب دری ص۲۹۷ سطر ۱۲ - ینابیع المودت ص۶۵ سطر ۱ - الدر المنظم ص۲۴۲ سطر ۹ الروض الازہر ص۳۳ - جالیۃ الکدر ص۴۰ - تاریخ آل محمد ص۱۵۰

(۱۲) حضرت ابن عباس نے کہا کہ ایک چاندنی رات کو حضرت علی نماز عشاء کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر

عن ابن عباس، قال اخذ بيدي الامام علي ليلة مقمرة فخرج الى البقيع بعد

مجھے بقیع کی طرف لے گئے فرمایا: اے عبد اللہ
پڑھو میں نے تسمیہ کی تلاوت کی۔ آپ مجھے صبح
کے طلوع ہونے تک بائے بسم اللہ کے رموز سے
آگاہ کرتے رہے۔ ینابیع المؤدت ص۵۷ سطر ۷

العشاء وقال اقرء یا عبد اللہ فقرأت
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فتکلم لی فی اسرار
الباء الی نزوغ الفجر
۔ الدر المعظم مع ینابیع ص۲۴۳ سطر ۱

(۱۳) ذرا آپ دھیان سے دیکھیں حضرت علی کے
اس قول کو جس میں جناب نے فرمایا ہے کہ میں خواہش
کروں تو ستر اونٹوں کا بار سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے بھر
دوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب کو اتنا لکھنے کی
طاقت ہے کیونکہ معرفت اتنی حاصل ہے نہ یہ کہ بالفعل
اس کا تحریر کرنا ممکن ہے کیونکہ وقت اور زمانے میں
اتنی وسعت نہیں ہے۔ اور جب کہ یہ معنی درست ہوگیا
اور حقیقت ایسی ہی ہے اس لئے کہ حضرت علی نے ایسا
نہیں کیا جب تک کہ ان کی نظر میں سورہ حمد میں اتنے
ہی مطالب نہ تھے جو اس حد تک پہنچ جائیں۔ اس
سے یہ نتیجہ نکلا کہ الحمد میں اتنے مطالب موجود ہیں

وانظر الی ما روی عن علی بن ابی طالب
انہ قال لو شئت لاوقرت حمل سبعین بعیر
من تفسیر فاتحۃ الکتاب فھو بالقوۃ
فی معرفتہ لا بالفعل اذ لا یساعدہ الوقت
واذا صح کذلک وھو صحیح اذ لا یقول
کذلک الا ومعہ من تفسیرھا ما یبلغ
ذلک فلابد وان یکون فی نفسہ انہ
یوقر حمل سبعین بعیرا وانہ یمکن ان
یکون معانیھا ما یبلغ اکثر من ذلک ایضا
فاذا ساعدہ الوقت استطاع ان یوقر
سبعین بعیرا اخری

کہ ستر اونٹ کا بوجھ لکھا جا سکتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس میں اس سے زیادہ مطالب ہوں کہ اگر وقت میں
گنجائش ہوتی تو آپ اس کے علاوہ اور ستر اونٹوں کا بار لکھ دیتے۔ (کوکب دری ص۲۹۷ سطر ۱۲)

قارئین یقیناً سورۂ فاتحہ میں بے شمار نکات ہیں لیکن انہیں جاننے اور انہیں واضح کرنے کے لئے علم لدنی
کا مالک نبی چاہیے یا علی چاہیئے۔

(۱۴) روم کے بادشاہ ہرقل نے ایک قاصد کو
حضرت عمر بن خطاب کے پاس اس غرض کے لئے
روانہ کیا کہ وہ آپ سے سورہ فاتحہ کے سواقط اور
اسرار کے متعلق دریافت کرے۔ حضرت علیؑ نے
اس قاصد کو ان باتوں سے آگاہ کیا۔ امام کا اس
کو ان حروف کے رازوں سے واقف ہوتے

قد ارسل ھرقل ملک الروم رسولا
الی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یسئلہ عن
خواص سواقط الفاتحۃ واسرارھا فاخبرہ
بھا علی رضی اللہ عنہ فحصل لرسول
ملک الروم غم وحزن لمعرفۃ الامام علی
اسرار ھذہ الحروف وقال الکلمۃ اسم و

کے باعث قاصد کو حزن و غم ہوا۔ حضرت نے فرمایا:
کلمہ اسم، فعل اور حرف ہوتا ہے۔ فرمایا مجھ سے غیب کی باتوں کے متعلق سوال کرو میں انبیاء اور رسل کے علوم کا وارث ہوں۔

فعل وحرف وقال: سلونی عن اسرار الغیوب فانی وارث علوم الانبیاء والمرسلین

الدر المعظم مع ینابیع المودت ص۳۴۳ سطر ۲۔

(۱۵) حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: کہ جو کچھ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے اسے سب سے زیادہ علی جانتے ہیں۔ (مناقب عینی ص۱۶)

عن انس، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: اعلمهم بما انزل اللہ علی بن ابی طالب

(۱۶) شعبی کا بیان ہے کہ جو کچھ حضور اکرمؐ پر نازل ہوا اور جو کچھ ان دو دفتیوں کے درمیان ہے اسے ساری اُمت سے زیادہ حضرت علی کے سوا کے کوئی نہیں جانتا۔

قال الشعبی ما کان احد من هذا الامة اعلم بما بین اللوحین وبما انزل علی محمد من علی (نظم درر السمطین ص۱۲۸)

(۱۷) جناب عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے حضرت علی سے فرمایا: کہ سب سے زیادہ آیات خدا کو جاننے والے ہو۔

عن عمر بن الخطاب قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لعلی انت اعلمهم بایات اللہ۔

ارحج المطالب ص۱۳۹ سطر ۲۱

(۱۸) حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ علی کتاب و سنّت کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ الامامت والسیاست ص۱۰۳ جلد ۱۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه لاعلم الناس بهما۔

(۱۹) حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہاں تک کہ یہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔

عن ام سلمة قالت سمعت رسول اللہ یقول علی مع القرآن والقرآن مع علی حتی یردا علی الحوض

مجمع الزوائد ص۱۳۴ سطر ۲۲۔ المستدرک جلد ۳ ص۱۲۴ سطر ۱۴۔ المعجم الصغیر جلد ۱ ص۱۴۹ سطر ۸۔ کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۳ حدیث ۲۵۱۳ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۳۰ سطر ۳۵۔ تلخیص المستدرک جلد ۳ ص۱۲۴ سطر ۱۔ جمع الفوائد ص۳۲۸ جلد ۲ ص۸۰۹۔ صواعق محرقہ ص۱۲۴ سطر ۱۔ تاریخ الخلفاء ص۱۲۲ سطر ۱۔ منصب امامت ص۸۲ سطر ۶۔ نور الابصار ص۸۳ سطر ۲۴۔ تفریح الاحباب ص۳۵۳ سطر ۴۔ الکواکب الدریہ جلد ۱ ص۳۹۔

اسعاف الراغبین ص۱۲۶ سطر ۲ ـ الفتح الکبیر جلد ۲ ص۲۴۲ ـ الجامع الصغیر جلد ۲ ص۶۵ سطر ۱۷ ـ کفایۃ الطالب ص۲۵۳ ـ ینابیع المودت ص۴۷ سطر ۱۱ مناقب خوارزمی ص۱۰۱ ـ ارجح المطالب ص۴۴۲ سطر ۳ ـ

(۲۰) صفین کی لڑائی کے روز جب شام والوں نے قرآن کو حکم بنانے کا ارادہ کیا تو امام علیؑ نے فرمایا: میں خود قرآن ناطق ہوں یعنی میں بولنے والا قرآن ہوں۔

لما اراد اهل الشام ان یجعلوا القرآن حکما بصفین قال الامام علی رضی الله عنه انا القرآن الناطق

ینابیع المودۃ ص۵۷ سطر ۸ منصب امامت ص۱۲۵ سطر ۱۰

روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب آپ سواری کرتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو کلام مجید ختم کر لیتے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ گھوڑے پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے۔

شواھد النبوۃ ص۲۸ سطر ۱۲ ـ کوکب دری ص۲۵۴ سطر ۱۵

مزید تفصیل بندہ کی تالیف مسئلۂ تحریف القرآن کے ص۱۹۸ سے لے کر ص۲۱۴ تک ملاحظ فرمائیے اور انشاء اللہ براھین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب کی جلد میں بھی دل کھول کر اس اہم باب پر دلائل پیش کئے جائیں گے۔

(۲۱) یہ ہستیاں محض بشر نہیں کیونکہ ان کے پاس علم ظاہر بھی ہے اور باطن بھی جبکہ بشر کے پاس علم ظاہر کا کچھ حصہ ہوتا ہے۔

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ تحقیق قرآن سات حروف پر اترا اور ان میں سے ہر حرف کے لئے ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور تحقیق علی اس کے پاس علم ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔

عن عبد الله بن مسعود قال: ان القرآن انزل علی سبعة احرف ما منها حرف الا وله ظاهر و باطن وان علیا بن ابی طالب عنده علم الظاهر والباطن

یہ عبارت ان کتب اہل سنت میں موجود ہے۔

حلیۃ الاولیاء ابو نعیم جلد ۱ ص۶۵ ـ مناقب خوارزمی ص۶۰ سطر آخر ـ مطالب السئول شافعی ص۲۱ ـ میزان الاعتدال ذہبی جلد ۱ ص۵۸ سطر ۲۰ ـ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۳۲ کواکب دریہ ص۳۹ جلد ۱ ـ راموز الاحادیث ص۳۳۰ فتح الملک العلی ص۳۳ ـ کوکب دری ص۳۱۲ مفتاح السعادۃ ص۴۰ جلد ۱ ینابیع المودۃ ص۷۵ سطر ۱۵ ـ ارجح المطالب ص۱۴۳ ـ فصل الخطاب مع ینابیع ص۳۱۳ سطر ۲

واضح رہے کہ یہ قول اس عبداللہ بن مسعود کا ہے جو قرأت قرآن میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتے تھے اور حضور کے فرمان کے مطابق آپ کا شمار سبعۂ قرأ میں ہوتا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے فضائل میں کافی احادیث بیان فرمائی تھیں۔ لہٰذا ان کا حضرت علیؑ کے بارے میں ایسا کہنا واقعی فخر کی بات تھی۔

(۲۲) علماء اہل سنت نے اپنی معتبر کتب میں تحریر فرمایا ہے۔

عن ابی الطفیلؓ قال شھدت علیا بقول سلونی واللہ لا تسئلونی الا اخبرتکم سلونی من کتاب اللہ فواللہ ما من آیۃ الا وانا اعلم بلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی جبل

حضرت ابو الطفیلؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا وہ فرما رہے تھے پوچھو خدا کی قسم ہے کہ تم مجھ سے کوئی بات نہیں پوچھو گے کہ میں تمہیں اس سے خبر نہ دوں گا۔ مجھ سے کتاب خدا کے متعلق پوچھو۔ خدا کی قسم ہے کوئی آیت ایسی نہیں کہ میں اس کو نہ جانتا ہوں کہ رات میں نازل ہوئی ہے یا دن میں۔ ہموار زمین میں یا پہاڑ پر۔

حلیۃ الاولیاء جلد ا ص۶۸ سطر۲۔ طبقات ابن سعد جلد۲ ص۳۳۸ سطر۹۔ کنز العمال جلد ص۴۰۵ ع۶۱۳۸۔ منتخب کنز جلد۵ ص۴۸ سطر ۱۱۔ الاستیعاب جلد۲ ص۴۶۲ سطر۲ ص۴۷۵ سطر۲۔ اصابہ جلد۴ ص۵۰۳ سطر۱ ذخائر العقبیٰ ص۸۳ سطر۹۔ الریاض النضرہ ص۱۹۸ جلد۲ سطالب السئول ص۵۳ سطر۴ افیض القدیر ص۴۶ جلد۳ سطر۲۳۔ تذکرۃ الخواص ص۲۸ سطر۱ مقتل خوارزمی ص۴۴ سطر۱۱ حبیب السیر جلد۴ ص۹ سطر۲۰ ازالۃ الخفاء جلد۲ ص۲۶۸ سطر۱۲۔ اسعاف الراغبین ص۱۶۰ سطر۱۴۔ شرح حدیدی ص۲۰۵ جلد۱ سطر۱۵ مسند دمشق ص۴۳ سطر۱۔ تفسیر ابن کثیر ص۳۰۶ جلد۹ الکاف الشاف ط۱۵۱ محاضرۃ الاوائل ص۶۶۔ تاریخ الخلفاء ص۷۱۔ صواعق محرقہ ص۱۲۷ سطر آخر۔ نظم دار السمطین ص۱۲۹۔ شرح مقاصد جلد۲ ص۲۲۰۔ مناقب خوارزمی ص۵۶ المستدرک جلد۲ ص۴۶۰ تفریح الاحباب ص۳۵۰ سطر۲۰۔ اسد الغابہ جلد۴ ص۲۲ سطر۲۰۔ ارجح المطالب ص۱۴۳ سطر۱۱۔ ینابیع المودۃ ص۵۷ سطر۱۳۔ مودۃ القربیٰ ص۱۲۱ سطر آخر۔

علماء اہل سنت نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی اور صحابی نے یہ دعویٰ نہیں فرمایا۔

سعید بن المسیب قال لم یکن احد من اصحاب رسول اللہ یقول سلونی الا علیًا

(۲۳) سعید بن مسیب کا قول ہے کہ حضور اکرمؐ کے تمام اصحاب میں حضرت علیؑ کے علاوہ کسی نے بھی سلونی کا دعویٰ نہیں کیا۔

طبقات ابن سعد جلد۲ ص۳۳۸۔ اسد الغابہ جلد۴ ص۲۳ سطر۲۰۔ الشذرات الذھبیہ ص۵۔ الشیعاب جلد۱

ص۴۷۵ سطر ۲ ۔ جامع بیان العلم ص۵۸ ذخائر العقبیٰ ص۸۳ سطر ۸ ۔ الریاض جلد ۲ ص۱۹۸ سطر ۳ ۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۴۸ سطر ۱۱ ۔ تذکرۃ الخواص ص۲۸ سطر آخر ۔ کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۷ ۶۰۵۲ ۔ تفریح الاحباب ص۳۵۰ سطر ۲۰ ۔ الصواعق المحرقہ ص۱۲۷ سطر ۴ ۔ فیض القدیر جلد ۴ ص۳۵۷ سطر ۴ ۔ تاریخ الخلفاء ص۱۲۰ سطر ۱۶ ۔ شرح حدیدی ص۱۷۵ جلد ۲ ۔ نظم دار السمطین ص۹۶ ۔ مناقب خوارزمی ص۵۴ ۔ فتح العلی ص۴۰ ۔ ارحج المطالب ص۱۳۵ سطر ۴ ۔ ینابیع المودۃ ص۴۱ سطر ۷ ۔ کوکب دری ص۲۹۸ سطر ۱۲ ط۲۶ سطر ۴ ۔

(۲۴) ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ سے سنا کہ قرآن کی کوئی بھی ایسی آیت نہیں جسے میں نہ جانتا ہوں کہ وہ کس معاملے میں نازل ہوئی کہاں نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی کیونکہ خدا نے مجھے دل دانا اور زبان ناطق عطا کی ہے ۔

عن ابن سعد سمعت علیاً یقول واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیما نزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلباً عقولا ولساناً ناطقاً

طبقات ابن سعد جلد ۲ ص۲۳۸ سطر ۸ ۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص۶۷ سطر آخر ۔ محاضرۃ الاوائل ص۹۶ ۔ اخبار الدول ص۱۰۲ ۔ مناقب خوارزمی ص۵۴ ۔ اسعاف الراغبین ص۱۲۹ سطر ۱۰ ۔ مشارق الانوار حمزاوی ص۹۱ فتح العلی ص۳۸ ۔ صواعق محرقہ ص۱۲ سطر ۱ ۔ تاریخ الخلفاء ص۱۲۵ سطر آخر ۔ ارحج المطالب ص۱۴۳ سطر ۱۷ ینابیع المودۃ ص۵۷ سطر ۱۲ ۔ کوکب دری ص۲۹۷ سطر ۱۷ ۔ کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۶ حدیث ۳۰۴۱ ۔

(۲۵) حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اگر میرے لئے مسند بچھائی جائے اور میں اس پر بیٹھوں تو اہل تورات کے لئے اُن کی تورات سے اور اہل انجیل کے لئے انکی انجیل سے اہل زبور کے لئے ان کی زبور سے اور اہل قرآن کے لئے ان کے قرآن سے حکم دوں ۔

عن علی قال لو ثنیت لی الوسادۃ و جلست علیھا لحکمت بین اھل التوراۃ بتوراتھم وبین اھل الانجیل بانجیلھم وبین اھل الزبور بزبورھم وبین اھل القرآن بقرآنھم

اربعین رازی ص۴۶۷ سطر ۶ بشرح مقاصد جلد ۲ ص۲۲۰ مطالب السئول ص۸۹ سطر ۱۷ ۔ تذکرۃ الخواص ص۱۶ سطر ۱۸ ۔ مقتل الحسین خوارزمی ص۴۴ سطر ۱۶ حبیب السیر جلد ۲ جز ۱ ص۹ سطر ۲۲ الفاضل المبرد ص۳ ارحج المطالب ص۱۴۰ سطر آخر ۔ ینابیع المودۃ ص۵۷ سطر آخر

ان روایات سے واضح ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام نے سلونی کا دعویٰ کیا اور آپ کے سوا یہ دعویٰ کسی اور صحابی نے نہ کیا اور یہ کہ آپ قرآن کی ہر آیت کے نزول اور مقام نزول کو جانتے ہیں ۔ اور یہ کہ

آپ بیک وقت چاروں آسمانی کتابوں کے مطابق فیصلہ کر سکتے ہیں۔ یہ کمال کسی بھی بشر محض کو نہیں ہو سکتا لہٰذا آپ بشر محض نہیں ہیں۔

(۱۹) وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿پ رکوع ۱۳۔ الانعام ۵۹﴾

اور کوئی تر اور خشک ایسا نہیں ہے جس کا ذکر کھلی کتاب میں نہ ہو۔

(۱) حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۳ ص ۴۳ مطبعۂ عثمانیہ مصر

کتاب سے مراد وہ لوح محفوظ ہے کہ خدا نے اس میں ساری ہو سکنے والی چیزیں جمع فرما دیں ان فوائد کی وجہ سے جو بندوں کی طرف لوٹتے ہیں۔ انہیں علماء ربانی جانتے ہیں۔

هو اللوح المحفوظ فقد ضبط الله فيه جميع المقدورات الكونية لفوائد ترجع الى العباد يعرفها العلماء بالله

(۲) رازی، فخر الدین تفسیر کبیر جلد ۱۳ ص ۱۱ سطر ۱۴ المطبعة البهية مصر

اس لکھنے میں متعدد فوائد ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ نے ان حالات کو لوح محفوظ میں اس لئے لکھا تھا تاکہ ملائکہ آگاہ ہو جائیں ان معلومات میں علم الٰہی جاری ہونے پر پس یہ بات ان فرشتوں کے لئے پوری پوری عبرت بن جائے جو لوح محفوظ پر مقرر ہیں۔ کیونکہ وہ ملائکہ ان واقعات کا اس تحریر سے مقابلہ کرتے ہیں جو عالم میں نئے نئے ہوتے رہتے ہیں تو اسے لوح محفوظ کے موافق پاتے ہیں۔

وفائدة هذا الكتب امور احدها انه تعالى كتب هذه الاحوال فى اللوح المحفوظ لتقف الملئكة على نفاذ علم الله فى المعلومات فيكون ذلك عبرة تامة كاملة للملئكة الموكلين باللوح المحفوظ لانهم يقابلون به وما يحدث فى صحيفة هذا العالم فيجدونه موافقا له

(۳) خازن، علاؤ الدین تفسیر جلد ۲ ص ۲۲ سطر ۲۴ المطبعة الخيرية مصر

دوسری وجہ یہ ہے کہ کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے کیونکہ خداوند عالم نے اس میں جو کچھ ہوگا اور جو کچھ آسمان و زمین کی خلقت سے پہلے ہو چکا سب کا علم لکھ دیا اور ان تمام چیزوں کے لکھنے سے اس کتاب میں فائدہ یہ ہے کہ فرشتے اس کے علم کے جاری کرنے پر واقف ہو جائیں۔

والثانى ان المراد بالكتاب المبين هو اللوح المحفوظ لان الله كتب فيه علم ما يكون وما قد كان قبل ان يخلق السموات والارض وفائدة احصاء الاشيا كلها فى هذا الكتب لتقف الملئكة على انفاذ علمه

(۴) نسفی، عبداللہ بن احمد مدارک التنزیل تفسیر مذکورہ آیت

هو علم الله او اللوح المحفوظ وہ یا تو علم خدا ہے یا لوح محفوظ

(۵) ابن عباس تنویر المقیاس جلد ص سطر بر تفسیر در منثور مصر

یہ سب کچھ لوح محفوظ میں ہے کہ ان کی کل ذلك فی اللوح المحفوظ مبین مقدارها

مقدار اور ان کا وقت بیان کر دیا گیا ہے۔ ووقتها

کتب شیعہ میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک دفعہ مفضل حاضر ہوا تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا: کہ اے مفضل کیا تم نے حضرت محمد، علی، حسن اور حسین علیہم السلام کو کما حقہ پہچانا ہے۔ مفضل کہنے لگا، مولا! ان کو کما حقہ پہچاننے کا کیا مطلب ہے؟ امام پاک نے فرمایا: کہ جو ان کو کما حقہ پہچانے گا وہ اعلیٰ درجے کا مومن ہوگا۔ میں نے عرض کی۔ مولا مہربانی فرما کر مجھے ان کی کما حقہ معرفت سے آگاہ کردے۔ امام پاک نے فرمایا کہ اے مفضل تم یہ جان لو کہ وہ خدا کی تمام مخلوق کو جانتے ہیں۔ اور تقویٰ کے کلمے ہیں اور زمینوں اور آسمانوں، پہاڑوں، ریتوں، سمندروں، نہروں اور چشموں کے خازن ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ آسمان میں کتنے ستارے ہیں اور کتنے فرشتے ہیں اور پہاڑوں کا وزن اور نہروں، سمندروں، چشموں کے پانیوں کا وزن جانتے ہیں اور کوئی پتہ نہیں گرتا جسے وہ نہ جانتے ہوں اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ اور کوئی خشک و تر نہیں ہے جو کہ کتاب مبین میں نہ ہو اور یہ سب ان کے علم میں ہے۔ الخ

تفسیر برهان ص۸۸۲۔ بحار الانوار جلد ۷ ص۳۰۳۔ مدینۃ المعاجز ص۱۱۵۔ طوالع الانوار ص۲۶۴۔ مناقب ابن شہر آشوب جلد ۳ ص۱۳۲

مذکورہ آیت اور کتب شیعہ و سنیہ کی عبارات سے واضح ہوا کہ خدا کی ساری مخلوق کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور قرآن مجید کا سارا علم معصومین علیہم السلام کے پاس ہے۔ قرآن مجید میں غیب کا علم بھی ہے اور معصومین چونکہ قرآن مجید کو جانتے ہیں لہٰذا غیب کو بھی جانتے ہیں۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر قرآن مجید کو کتاب مبین کہا گیا ہے۔ سورہ ھود آیت ع۶۔ الانعام ع۵۹۔ نمل ع۱۔ شعرا ع۱۔ یوسف ع۱۔ زخرف ع۲

لہٰذا اس کتاب کے ظاہر و باطن کا عالم۔ عالم الغیب ہوگا۔

(۲۰) نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل ۸۹ پ ۱۴ رکوع ۱۸)

اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے کہ ہر چیز کا بلیغ بیان ہے۔

(۱) کاشفی، حسین واعظ تفسیر حسینی ص۴۴۳ سطر ۱۳ بمبئی

ہم نے تم پر قرآن بھیجا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے ہم نے تم پر یہ کتاب قرآن دین و دنیا کی چیز کا روشن بیان بنا کر بھیجی تفصیلی و اجمالی

نَزَّلْنَا فرستادیم عليك الكتاب بر تو قرآن تبیانا لکل شیئ بیان روشن برائے ھم چیز از امور دین و دنیا تفصیل و اجمال

(۲) حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۵ ص۷۰ سطر ۲ مطبعۂ عثمانیہ

اس کے بیان کے لئے جو امور دین سے تعلق رکھتی ہوں اور اس میں سے امتوں اور ان کے پیغمبروں کے احوال ہیں۔

يتعلق بامور الدين من ذلك احوال الامم وانبياءهم

(۳) سیوطی، جلال الدین اتقان آیۂ ھذا

مجاہد نے ایک دن کہا کہ دنیا میں کوئی شیٔ ایسی نہیں ہے جس کا ذکر قرآن میں نہ ہو۔ تو ان سے پوچھا گیا کہ سرایوں کا ذکر کہاں ہے انہوں نے کہا کہ اس آیت میں ہے۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ

قال المجاهد يوما ما من شئ في العالم الا هو في كتاب الله فقيل له فاين ذكر الخانات فقال في قوله ليس عليكم جناح ان تدخلوا بيوتا غير مسكونة فيها متاع لكم۔

(۴) کتب شیعہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ خدا کی قسم میں یہ جانتا ہوں کہ آسمانوں میں کیا ہے؛ زمین میں کیا ہے؛ دنیا میں کیا ہے؛ آخرت میں کیا ہے؛ پھر آپ نے دیکھا کہ لوگوں کے چہرے بگڑنے لگے تو امامؑ نے فرمایا: میں یہ سب کچھ خدا کی کتاب سے جانتا ہوں جس میں خدا کا ارشاد ہے کہ ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی جس میں ہر شئ کی وضاحت ہے۔

بحار الانوار جلد ۷ ص۲۸۱۔ مناقب ابن شہر آشوب جلد ۵ ص۳۹

(۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ

ہشام بن عبد الملک نے حضرت امام محمد باقر

سئل هشام بن عبد الملك ان عديا

علیہ السلام سے پوچھا کہ علی غیب کے جاننے کا دعویٰ کرتے تھے۔ حالانکہ خدا نے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرمایا: علی نے یہ دعویٰ کہاں سے کیا؟ امام محمد باقر علیہ السلام نے جواب دیا کہ خدا نے اپنے نبی پر قرآن نازل کیا جس میں قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کی وضاحت کر دی جس پر خدا کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے "وانزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ" اور یہ فرمان بھی دلالت کرتا ہے کل شئ احصیناہ فی امام مبین" اور ایک مقام پہ فرمایا ہے کہ وَمَا فرطنا فی الکتاب من شئ۔ پس خدا نے حضور اکرم کی طرف وحی کی کہ اپنے علم غیب، راز اور پوشیدہ علم میں سے کچھ باقی نہ رکھیں اور سب کچھ علی علیہ السلام کو بتلا دیں۔

کان یدعی علم الغیب واللہ لم یطلعہ علی احد غیرہ فمن این یدعی ذلک فقال ابی ان اللہ انزل علی نبیہ کتاباً بیّن فیہ ما کان و ما یکون الی یوم القیامۃ فی قولہ "وانزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ" وفی قولہ "وکل شئ احصیناہ فی امام مبین" وفی قولہ "ومافرطنا فی الکتاب من شئ" واوحی ان لا یبقی فی غیبہ وسرہ ومکنون علمہ الا ویناجی علیاً۔

بحار الانوار جلد ۱۱ ص ۸۸ ۔ جلد ۱۵ ص ۲۵ ۔ جلاء العیون جلد ۲ ص ۵۹۴ ۔ مدینۃ المعاجز ص ۳۳۴ ۔ الدمعۃ الساکبہ ص ۱۸ کفایۃ الموحدین جلد ۲ ص ۶۰۰ ۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیت اور اہل تشیع کی کتب کی عبارات سے واضح ہو گیا کہ تمام چیزوں کا بیان قرآن مجید میں ہو چکا ہے اور معصومین علیہم السلام قرآن کے تمام علوم سے باعلام خدا آگاہ ہیں لہٰذا تمام معصومین علیہم السلام غیب کو جانتے ہیں۔

(۱۳) وَتَفْصِيلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۔ (یونس، ۳ پ ۱۱ رکوع ۹)

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام عالم کے پروردگار کی طرف سے لکھے ہوئے احکام کی تفصیل ہے۔

(۱) سیوطی ۔ محلی جلالین ص ۱۷۴ سطر ۱ اصح المطابع کراچی

یہ مفصل کتاب ہے اس میں وہ احکام اور ان کے علاوہ دوسری چیزیں بیان کی جاتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیں۔

تفصیل الکتاب تبیین ما کتب اللہ تعالیٰ من الاحکام وغیرھا

(۲) جمل

ای فی اللوح المحفوظ ۔ یعنی لوح محفوظ میں تمام تفصیل ہے۔

(۳) حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۴ ص۴۶ سطر ۴ مطبعہ عثمانیہ مصر

یعنی یہ کتاب ان شرعی اور حقیقت کی چیزوں کی تفصیل ہے جو ثابت کی جا چکی ہیں اور تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس تمام کی تفصیل ہے جو تقدیر میں آ چکی ہیں اور اس کتاب میں لکھی جا چکی ہیں جس میں ردّ و بدل نہیں ہوتا کیونکہ وہ کتاب ازلی و ابدی ہے۔

ای وتفصیل ما حقق واثبت من الحقائق والشرائع وفی التاویلات النجمیۃ ای تفصیل الجملۃ التی ھی المقدر المکتوب فی الکتاب الذی لا یتطرق الیہ المحو والاثبات لانہ ازلی ابدی۔

اس آیۂ کریمہ سے واضح ہوا کہ قرآن مجید میں تمام لوح محفوظ کی تفصیل ہے اور یہ بات طے ہے کہ لوح محفوظ میں تمام علوم ہیں۔ اور "عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ" کے تحت معصومین علیہم السلام کو خدا نے قرآن کی تعلیم دی ہے لہٰذا معصومین علیہم السلام عالم الغیب ہیں۔

(۲۲) مَا کَانَ حَدِیۡثًا یُّفۡتَرٰی وَلٰکِنۡ تَصۡدِیۡقَ الَّذِیۡ بَیۡنَ یَدَیۡہِ وَتَفۡصِیۡلَ کُلِّ شَیۡءٍ

(یوسف ۱۱۱ پ۱۳ رکوع ۶)

یہ کوئی بنائی ہوئی بات نہیں بلکہ جو اس سے پہلے ہے اس کی تصدیق ہے اور ہر شئی کی تفصیل ہے۔

(۱) خازن، علاؤ الدین تفسیر جلد ۳ ص۵۰ سطر ۲۱ المطبعۃ الخیریہ مصر

یعنی اس قرآن میں جو اے محمد تجھ پر اتارا گیا تمام چیزوں کی تفصیل ہے جس کی آپ کو ضرورت ہو۔ حلال اور حرام سزائیں اور احکام اور قصے اور نصیحتیں اور مثالیں۔ ان کے علاوہ اور وہ چیزیں جن کی بندوں کو اپنے دینی اور دنیاوی معاملات میں ضرورت پڑتی ہے۔

یعنی فی ھذا القران المنزل علیک یا محمد تفصیل کل شئ تحتاج الیہ من الحلال والحرام والحدود والاحکام والقصص والمواعظ والامثال وغیر ذلک مما یحتاج الیہ العباد فی امر دینھم ودنیاھم

(۲) کاشفی، حسین واعظ تفسیر حسینی ص۳۹۷ کالم ۳ سطر ۴ بمبئی

اس کتاب میں ہر اس چیز کا ذکر ہے کہ جس کی دین و دنیا میں ضرورت ہو۔

وتفصیل کلّ شئ و بیان ہمہ چیزھا کہ محتاج باشد در دین و دنیا

مذکورہ آیت اور تفسیری روایات سے بھی واضح ہوا کہ قرآن مجید میں سبھی علوم کا بیان ہے اور معصومین

علیہم السلام قرآن کے تمام علوم کو جانتے ہیں لہٰذا حضرات معصومین علیہم السلام عالم الغیب ہیں۔

(۲۳) تِلْكَ مِنْ اَنْبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ (پ۱۲ رکوع ۴ ھود ۴۹)

اے رسول یہ غیب کی خبریں ہیں جو بذریعہ وحی کے ہم تمہارے پاس پہنچاتے ہیں۔

(۱) خازن لباب التاویل جلد ۳ ص۳۳۶ سطر ۲۵ مصطفیٰ البابی مصر

(تلک من انباء الغیب) خدا نے اس سے ہمارے نبی کو مخاطب فرمایا ہے یعنی خدا نے حضور سے فرمایا کہ اے محمد ہم نے جو تجھے اور اس کی قوم کے حالات سے آگاہ کیا ہے یہ غیب کی اخبار میں سے ہے۔

(تلک من انباء الغیب) ھذا خطاب للنبی صلی اللہ علیہ وسلّم یعنی ان ھذہ القصۃ التی اخبرناک یا محمد من قصۃ نوح وخبر قومہ من انباء الغیب یعنی من اخبار الغیب

(۲) صادی، شیخ احمد الصادی جلد ۲ ص۱۸۵ سطر ۲۶۔ عیسیٰ البابی مصر عبارت مذکورہ خدائے ذوالجلال نے ان خبروں کو اخبار غیب سے شمار فرمایا ہے اور یہ بھی اعلان کیا ہے کہ ان غیبی اخبار کا علم ہم نے حضور کو دے دیا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور اکرمؐ عالم الغیب ہیں۔

(۲۴) لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ (یوسف ۳۷، پ۱۲ رکوع ۱۵)

حضرت یوسف نے فرمایا کہ جو کھانا تم کو دیا جاتا ہے اس کے آنے سے پہلے میں تم کو تعبیر بتا دوں گا۔

(۱) خازن، علاؤ الدین لباب التاویل جلد ص۲۸۳ سطر ۲۳ مصطفیٰ البابی مصر

(قبل ان یاتیکما) یعنی قبل اس کے کہ تمہارے اور میرے پاس طعام آئے۔ میں بتا سکتا ہوں کہ تم نے کتنا کھایا اور کب کھایا۔ اور یہ حضرت عیسیٰ کے اعجاز کے مثل ہے جب انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔ انہوں نے حضرت یوسف سے کہا کہ یہ تو کاہنوں کا

(قبل ان یاتیکما) یعنی قبل ان یصل الیکما والی طعام اکلتم وکم اکلتم ومتی اکلتم وھذا مثل معجزۃ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث قال وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم فقالا لیوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ھذا من علم العرافین والکھنۃ فمن این لک ھذا

علم ہے۔ آپ کو یہ علم کہاں سے حاصل ہوا۔ فرمایا میں کاھن وغیرہ نہیں ہوں اور یہ اشارہ ہے اس علم اور معجزہ کی طرف جس سے آپ نے ان کو آگاہ فرمایا تھا۔	العلم؟ فقال ما انا بکاھن ولا عراف وانما ذلک اشارۃ الی المعجزۃ والعلم الذی اخبرھما بہ

(۲) رازی، فخر الدین تفسیر کبیر جلد ۱۸ ص ۱۳۶ سطر ۲۲ المطبعۃ البھیۃ مصر

اور انہ لا یاتیکما طعام ترزقانہ الا اخبرتکما کا معنی یہ ہے کہ وہ کھانا کیسا ہوگا، اس کا رنگ کیا ہوگا۔ کتنا ہوگا اور اس کا انجام کیا ہوگا۔	والمعنی انہ لا یاتیکما طعام ترزقانہ الا اخبرتکما ای طعام ھو، وای لون ھو وکم ھو، وکیف یکون عاقبتہ؟

سطر آخر

اس تمام عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ انہوں نے اخبار عن الغیب کا دعویٰ کیا اور یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا کہ میں تمہیں تمہارے کھانے اور جو کچھ گھروں میں ذخیرہ ہے اس سے آگاہ کرتا ہوں۔	وحاصلہ راجع الی انہ ادعی الاخبار عن الغیب، وھو یجری مجری قول عیسیٰ علیہ السلام وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم

(۳) حقی، شیخ محمد اسماعیل روح البیان جلد ۴ ص ۲۵۹ سطر ۱۸ مطبعہ عثمانیہ مصر

(الانباء تکما بتاویلہ) استثناء مضرغ من اعم الاحوال ای لا یاتیکما طعام فی حال من الاحوال الاحال ما نبأتکما بہ بان بینت لکما ماھیتہ من ای جنس ھو ومقدارہ وکیفیتہ من اللون والطعم وسائر احوالہ واطلاق التاویل علیہ بطریق الاستعارۃ فان ذلک بالنسبۃ الی مطلق الطعام المبھم بمنزلۃ التاویل بالنظر الی ما روٰی فی المنام وشبیہ لہ (قبل ان یاتیکما) قبل ان یصل الیکما وکان یخبر بما غاب مثل عیسیٰ علیہ السلام کما قال (وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم)

قرآن مجید کی مذکورہ آیت اور تفسیری عبارات سے واضح ہوا کہ حضرت یوسف اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کھانے کے آنے سے پہلے بتا دیتے تھے آج کیا کھانا ہے اور کب کھانا ہے اور کتنا کھانا ہے۔ اور یہ کہ لوگوں کے گھروں میں کیا ہے اور کتنا ہے اور کہاں ہے؟ یہ غیب کی باتیں ہیں جو صرف معصومین علیہم السلام

جانتے ہیں اور کوئی نہیں۔ اور مفسّرین نے اسے کوئی معمولی کام نہیں سمجھا بلکہ معجزے سے تعبیر فرمایا ہے جو کہ معصومین علیہم السلام کا خاصہ ہے۔

(۲۵) مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ (العمران ۱۷۹ پ۴ رکوع ۹)

خدا کی یہ شان نہیں ہے کہ مومنوں کو اسی حالت پر رہنے دے۔

اس آیت کی تفسیر میں علماء اہل سنت تحریر فرماتے ہیں کہ انبیاء کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مجھ پر میری تمام اُمّت اپنی اپنی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی۔ اور مجھے بتا دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا۔ یہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے استہزاء کیا اور کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ گمان ہے کہ وہ ان لوگوں کے کفر و ایمان کی بھی خبر رکھتا ہے جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے اور ہم تو اس کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ ہمیں پہچانتا بھی نہیں ہے۔ یہ خبر جب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر اطہر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد فرمایا۔ ان قوموں کا کیا حال ہے جو ہمارے علم میں طعنہ کرتی ہیں۔ اس وقت سے لے کر قیامت تک ہونے والی کسی چیز کے متعلق جو بھی تم ہم سے پوچھو گے ہم تمہیں اس کی خبر دیں گے۔

تفسیر خازن جلد ا ص ۳۲ سطر ۱۷ تفسیر حسینی ص ۱۱۷ جلد ا سطر ۷ تفسیر نعیمی جلد ۴ ص ۳۳۸ سطر آخر

مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ حضور اکرم نے سلونی سلونی عما شئتم کا دعویٰ کیا اور یہ دعویٰ بخاری شریف میں بھی مرقوم ہے۔ اور آپ کی طرح حضرت علی علیہ السلام نے ایسا دعویٰ کیا۔ ایسا دعویٰ یقیناً وہی کر سکتا ہے جو تمام کائنات کے تمام ظاہری و باطنی مسائل کو جانتا ہو۔

علم غیب اور احادیث

آیات قرآن کریم کے بعد اب چند احادیث ملاحظہ فرمایئے جن سے واضح ہوتا ہے کہ معصومین علیہم السلام غیب کو جانتے تھے۔ ایسے مفہوم و مطلوب پر دلالت کرنے والی احادیث تو ہزاروں ہیں لیکن اختصار کی خاطر ان میں سے چند حاضر ہیں۔

تحقیق حضور اکرم تشریف لائے جبکہ سورج ڈھل چکا تھا پس آپ نے نماز ظہر پڑھ کر سلام پھیرا۔ آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پس قیامت کا ذکر فرمایا۔ کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں۔ پھر فرمایا: جو شخص جو بات پوچھنا چاہے پوچھ لے۔ خدا کی قسم جب تک میں اس مقام پر کھڑا ہوں یعنی منبر پر تم کو اس کی خبر دوں گا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ آپ کا یہ ارشاد سن کر اکثر لوگوں نے رونا شروع۔ اور بار بار آپ نے فرمایا کہ پوچھ لو مجھ سے جو چاہتے ہو حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک شخص آگے بڑھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھے بتایئے کہ میرا ٹھکانہ کہاں پر ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔ پس عبد اللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر پوچھا میرا باپ کون ہے

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج حین زاغت الشمس فصلی الظھر فلما سلم قام علی المنبر فذکر الساعۃ ذکر ان بین یدیھا امور اعظاما ثم قال من احب ان یسأل عن شیٔ فلیسأل منہ فواللہ لا تسئلونی عن شیٔ الا اخبرتکم بہ مادمت فی مقامی ھذا قال انس فاکثر الناس البکاء دعو اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقول سلونی فقال انس فقام الیہ رجل فقال الیہ رجل فقال این مدخلی یا رسول اللہ قال النار فقام عبد اللہ ابن حذافۃ فقال من ابی یا رسول اللہ؟ قال ابوک حذافۃ قال ثم اکثر ان یقول سلونی سلونی

آپ نے فرمایا: حذافہ۔ پھر فرمایا مجھ سے پوچھو۔ مجھ سے پوچھو۔ (بخاری جلد ۲ ص ۱۰۸۳ سطر ۴)
صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۶۴۔ معالم التنزیل ص ۴۵۶ جلد ۱۔ کنز العرفان ص ۱۲۰ جلد ۱

اس حدیث سے واضح ہوا کہ رسول اکرم صلعم نے قیامت سے پہلے کے ہونے والے واقعات سے آگاہ فرمایا۔ چونکہ یہ واقعات حضور کی ظاہری زندگی کے بعد میں ہوئے لہٰذا حضور اکرمؐ غیب کے جاننے والے ہیں۔

—— بخاری، صحیح کتاب الدعوات۔ باب التعوذ من الفتن جلد ۱ ص ۹۴۱ سطر ۱۱ رشیدیہ دھلی

حفص بن عمر، ہشام، قتادہ، انس سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے آنحضرت سے کچھ پوچھنا شروع کیا جب لوگ بہت زیادہ سوال کرنے لگے تو آپ کو غصہ آگیا اور منبر پر چڑھ کر فرمایا۔ آج تم مجھ سے جو بھی پوچھو گے میں اس کو وضاحت سے بیان کر دوں گا۔ داوی کا بیان ہے کہ میں دائیں بائیں نظر دوڑا کر دیکھنے لگا تو نظر آیا کہ ہر شخص اپنے کپڑے میں لپیٹے ہوئے ہے اور رو رہا ہے۔ ان میں ایک آدمی ایسا بھی تھا جس کو لوگ لڑائی کے وقت اس کے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب کرتے تھے چنانچہ اس نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا حذافہ! پھر عمر کہنے لگے کہ رضینا باللہ ربا الخ یعنی ہم اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد کے رسول ہونے پر راضی ہوئے ہم فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے آج کی طرح کبھی خیر و شر نہیں دیکھا میرے سامنے جنت اور دوزخ کی شکل پیش کی گئی یہاں تک کہ میں نے ان دونوں کو دیوار کے پیچھے دیکھا اور قتادہ اس حدیث کے بیان کرنے کے وقت یہ آیت بھی بیان کرتے تھے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ۔

حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا ہشام عن قتادۃ عن انس سالوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی احفوہ المسئلۃ فغضب فصعد المنبر فقال لا تسئلونی الیوم عن شئ الا بینتہ لکم فجعلت انظر یمیناً و شمالاً فاذا کل رجل لاف راسہ فی ثوبہ یبکی فاذا رجل کان اذا لاحی الرجال یدعی لغیر ابیہ فقال یا رسول اللہ من ابی قال حذافۃ ثم انشاء عمر فقال رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا نعوذ باللہ من الفتن فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما رایت فی الخیر والشر کالیوم قط انہ صورت لی الجنۃ و النار حتی رایتھما وراء الحائط وکان قتادۃ یذکر عند ھذا الحدیث ھذہ الایۃ۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا تسئلونی الیوم عن شئ الا بینتہ لکم کہ آج کے دن تم جس بھی چیز کے بارے میں پوچھو گے میں بتانے کے لئے تیار ہوں حضور اکرم نے دعوت عام فرما دی کہ تم جس بھی چیز کے بارے میں پوچھو گے میں ضرور بتاؤں گا۔ اور قرآنی تعلیمات کے وقت خدا کے علاوہ جو ہے سب اشیاء ہیں لہٰذا مذکورہ حدیث کے مطابق خدا کے علاوہ جو بھی ہے اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں کیونکہ آپ نے سلونی کا دعویٰ فرمایا۔

آپ آئندہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ حضور اکرم کی طرح آپ کے نوکر حضرت علی علیہ السلام نے بھی ایسا دعویٰ

فرمایا لہٰذا حضورؐ کی طرح وہ بھی حاضر اور غائب کو جانتے ہیں۔

بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح جلد ا ص۱۰۴۵ سطر ۴ رشیدیہ دھلی

ابن ابی ملائکہ اسماء آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اپنے حوض پر ان لوگوں کا انتظار کروں گا جو میرے پاس آئیں گے۔ پس کچھ لوگ میرے سامنے سے پکڑے جائیں گے۔ تو میں کہوں گا کہ یہ میری اُمت ہے تو جواب ملے گا کہ تم نہیں جانتے یہ لوگ اُلٹے پاؤں پھر گئے تھے۔

عن عمر ابن ابی ملیکۃ قالت اسماء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلّم قال انا علی حوضی انتظر من یرد علی فیؤخذ بناس من دونی فاقول امّتی فیقال لا تدری مشوا علی القھقری

بخاری، محمد بن اسماعیل متوفی ۲۵۶ھ صحیح جلد ا ص۱۰۴۵ سطر ۸ رشیدیہ دھلی

ابو وائل حضرت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ میں حوض پر تمہارا پیش کار ہوں گا تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب میں جھکوں گا کہ ان کو پانی دوں تو وہ میرے سامنے سے گھسیٹ لیئے جائیں گے میں کہوں گا کہ اے پروردگار یہ میرے ساتھی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم نہیں جانتے جو ان لوگوں نے تمہارے بعد نئی بات پیدا کی۔

عن ابی وائل قال قال عبد اللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلّم: انا فرطکم علی الحوض لیرفعنّ الیّ رجال منکم حتی اذا اھویت لاناولھم اختلجوا دونی فاقول ای رب اصحابی یقول لا تدری ما احدثوا بعدک

بخاری، محمد بن اسماعیل متوفی ۲۵۶ھ صحیح جلد ا ص۱۰۴۵ سطر ۱۱ رشیدیہ دھلی

ابو حازم سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں حوض کوثر پر تمہارا پیش کار ہوں گا۔ جو شخص حوض پر آئے گا۔ وہ اس سے پیئے گا۔ اور جو پیئے گا تو اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہو گا۔ میرے پاس کچھ لوگ لائے جائیں گے۔ تو میں ان کو پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچان لیں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان حجاب حائل ہو جائے گا۔ ابو حازم

عن ابی حازم قال سمعت سھل بن سعد یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلّم یقول: انا فرطکم علی الحوض من ورده شرب منه ومن شرب منه لم یظمأ بعده ابدا لیرد علیّ اقوام اعرفھم ویعرفونی ثم یحال بینی وبینھم۔ قال ابو حازم فسمعنی النعمان بن ابی عیاش انا احدثھم ھذا، فقال ھکذا سمعت سھلاً فقلت نعم۔ قال وانا اشھد علی ابی

نے کہا کہ جب میں نعمان بن عیاش سے یہ حدیث بیان کر رہا تھا، تو انہوں نے پوچھا کیا اسی طرح تم نے سہل سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں! انہوں نے کہا

سعید الخدری لسمعتہ یزید، فیہ قال: انہم منی فیقال انك لا تدری ما بدلوا بعدك فاقول سحقًا سحقًا لمن بدل بعدی

کہ میں ابو سعید خدری کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ ان کو اس زیادتی کے ساتھ روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا یہ لوگ مجھ سے ہیں تو کہا جائے گا تم اس تبدیلی کو نہیں جانتے جو انہوں نے تمہارے بعد کی تو میں کہوں گا۔ لعنت ہو لعنت جس نے میرے بعد بدل دیا۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضور اکرم حوض کے حالات جانتے تھے۔ چونکہ یہ حالات عالم حشر میں ہوں گے لہٰذا حضور اکرم غیب کو جانتے تھے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ حضور اکرم کے چند دیکھے ہوتے چہرے حقیقت سے منحرف ہو گئے تھے اور حضور اکرم کے فرامین کے منکر ہو کر مرتد ہو گئے تھے۔

بخاری، محمد بن اسماعیل ۲۵۳ھ صحیح جلد ا ص ۱۰۴۵ سطر ۱۵ رشیدیہ دہلی

زید بن وہب، عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ عنقریب تم اقربا پروری اور ایسے امور دیکھو گے جو تمہیں برے معلوم ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم ان کو ان کا حق دے دو اور اللہ سے تم اپنا حق مانگو۔

حدثنا زید بن وھب سمعت عبد اللہ قال قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انکم سترون بعدی اثرۃ وامورا تنکرونہا قالوا فما تامرنا یا رسول اللہ؟ قال ادوا الیہم حقہم وسلوا اللہ حقکم

اس حدیث میں بھی حضور اکرم نے اپنے سے بعد کے ہونے والے حالات بتائے لہٰذا آپ اپنے سے بعد کے ہونے والے حالات جانتے تھے۔

بخاری محمد بن اسماعیل صحیح جلد ۱ ص ۱۰۴۶ سطر ۴ رشیدیہ دہلی

عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید اپنے دادا کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت ابو ہریرہ کے پاس نبی صلعم کی مسجد میں مدینہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور ہمارے ہمراہ مروان بھی تھا حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ میں نے صادق و مصدوق کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمت کی ہلاکت قریش کے نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔ مروان نے کہا کہ ان لڑکوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ میں بتلادوں کہ وہ بنی فلاں اور بنی فلاں ہیں تو میں بتلا دیتا میں اپنے دادا کے ہمراہ بنی مروان کے پاس جاتا تھا۔ جب کہ وہ شام میں حکومت کرتے تھے جب ان نوعمر لڑکوں کو دیکھا تو ہم سے کہا کہ شاید یہ لڑکے انہیں میں سے ہوں، ہم نے کہا کہ آپ زیادہ جانتے ہیں۔

اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر فرمادیا کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی اور مروان کے نزدیک وہ لعنتی ہیں اور حضرت ابو ہریرہ نے واضح فرمادیا کہ ہم نے حضور اکرم کی اس غیبی خبر کو اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے ہوئے دیکھا۔

بخاری محمد بن اسماعیل ۲۵۳ھ صحیح جلد ۱ ص ۱۰۴۶ سطر ۱۰ رشیدیہ دہلی

عروہ زینب بنت ام سلمہ ام حبیبہ، زینب بنت جحش سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کا چہرہ سرخ تھا۔ اور آپ فرمارہے تھے کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے عرب کی ہلاکت ہے اس شر سے جو بے شک قریب آگیا آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اس قدر کھول دیا گیا۔ اور سفیان نے نوے یا سو کے لئے انگلی باندھی کسی نے پوچھا کیا ہم بھی ہلاک ہو جائیں گے جب کہ ہم نیک لوگ بھی موجود ہیں۔ فرمایا ہاں جب کہ خباثت کی کثرت ہوگی۔

عن عروة عن زينب بنت ام سلمة عن ام حبيبة عن زينب ابنة جحش رضى الله عنهن انها قالت: استيقظ النبى صلى الله عليه وسلم من النوم محمراً وجهه يقول لا اله الا الله ويل للعرب من شر قد اقترب فتح اليوم من ردم ياجوج و ماجوج مثل هذه وعقد سفيان تسعين اومائة قيل انهلك وفينا الصالحون قال نعم اذا كثر الخبث

اس حدیث میں آپ نے یاجوج و ماجوج کے حالات بیان فرمائے۔ ظاہر ہے کہ یہ حالات آپ کے بعد ہوں گے۔ اور بعد کے حالات سامنے نہیں غائب ہیں لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

غائب کو جانتے ہیں۔

بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح جلد ۱ ص ۱۰۴۶ سطر ۱۴ رشیدیہ دھلی

عروہ اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہیں	عن اسامة بن زيد رضی الله عنهما قال
انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم مدینے کے	اشرف النبی صلی الله عليه وسلم علی اطم من
کسی ٹیلے پر چڑھے اور فرمایا کہ تم دیکھ رہے ہو؟	اطام المدينة فقال هل ترون ما اری قالوا
جو میں دیکھ رہا ہوں، لوگوں نے کہا نہیں تو آپ نے	لا۔ قال: فانی لاری الفتن تقع خلال بيوتكم
ارشاد فرمایا کہ میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں، جو تمہارے	کوقع القطر
گھروں کے اندر بارش کی طرح برس رہے ہیں۔	

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جن فتنوں کو حضور اکرم دیکھ رہے تھے انہیں اصحابؓ نبی دیکھنے سے قاصر تھے لہٰذا جب اصحاب نبی کا علم حضور کے برابر نہیں تو ہمارا کیسے ہوگا۔

بخاری، محمد بن اسماعیل ۲۵۳ھ صحیح جلد ۲ ص ۱۰۴۶ سطر ۲۱ رشیدیہ دہلی

عبداللہ بن موسیٰ، اعمش، شقیق سے روایت	حدثنا عبيد الله ابن موسى عن الاعمش
کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میں عبداللہ اور ابو	عن شقيق قال كنت مع عبد الله وابی موسی
موسیٰ کے ہمراہ تھا، کہ ان دونوں نے بیان کیا کہ آنحضرت	فقالا قال النبی صلی الله عليه وسلم ان بين
صلعم نے فرمایا کہ قیامت سے چند یوم پہلے ایسے ہوں	يدی الساعة لايا ما ينزل فيها الجهل ويرفع
گے کہ ان میں علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت طاری	فيها العلم ويكثر فيها الهرج والهرج القتل
ہو جائے گی اور ہرج کی کثرت ہوگی اور ہرج سے مراد قتل ہے۔	

حضورؐ اکرم کی اس حدیث سے واضح ہوا کہ آپ قیامت سے آگاہ تھے اس لئے تو اس سے پہلے چند ایام کی تعیین فرمائی اور ان میں ہونے والے واقعات بیان فرمائے۔

بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح جلد ۲ ص ۱۰۴۹ سطر ۹ رشیدیہ دہلی

حدثنا محمد بن المثنى حدثنا الوليد بن مسلم حدثنا ابن جابر حدثنی بسر بن عبيد الله الحضرمی انه سمع ابا ادريس الخولانی انه سمع حذيفة بن اليمان يقول كان الناس يسألون رسول الله صلی الله عليه وسلم عن الخير وكنت اسأله عن الشر مخافة ان يدركنی فقلت يارسول الله انا كنا فی الجاهلية وشر فجاءنا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر قال نعم قلت وهل بعد ذلك الشر من خير؟ قال نعم

وفیہ دخن قلت وما دخنہ قال قوم یھدون بغیر ھدی تعرف منھم وتنکر قلت فھل بعد ذلک الخیر من شرٍ ؟ قال نعم دعاۃ علی ابواب جھنّم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا قلت یا رسول اللہ صفھم لنا

قال ھم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قلت

فما تامرنی ان ادرکنی ذلک ؟ قال تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم، قلت فان لم یکن لھم جماعۃ ولا امام قال فاعتزل تلک الفرق کلّھا ولو ان تعض باصل شجرۃ حتّٰی یدرکک الموت وانت علی ذلک۔

محمد بن مثنٰی، ولید بن مسلم، ابن جابر، بسر بن عبید اللہ حضرمی ابو ادریس خولانی، حذیفہ بن یمان سے روایت کرتے ہیں، ان کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق دریافت کیا کرتے تھے۔ اور میں آپ سے شر سے متعلق پوچھا کرتا تھا اس خوف سے کہ کہیں وہ مجھے نہ پالے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ ہم جاہلیت اور برائی میں تھے، اللہ تعالٰی نے ہمارے پاس یہ خیر بھیجا، تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ آپ نے فرمایا، کہ ہاں! میں نے پوچھا، کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اور اس میں کچھ دھواں ہوگا۔ میں نے پوچھا، کہ اس کا دھواں کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ایسے لوگ ہوں گے، کہ میرے طریقے کے خلاف چلیں گے، ان کی بعض باتیں تو تمہیں اچھی نظر آئیں گی، اور بعض باتیں بری نظر آئیں گی، میں نے پوچھا کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ آپ نے فرمایا ہاں! کچھ لوگ جہنم کی طرف بلانے والے ہوں گے؟ جو ان کی دعوت کو قبول کرے گا اور وہ اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ آپ ان لوگوں کی کچھ حالت ہم سے بیان فرمائیں آپ نے فرمایا کہ وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں گفتگو کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہو میں نے کہا کہ اگر ان کی جماعت اور امام نہ ہو تو فرمایا کہ ان تمام جماعتوں سے علیحدہ ہو جا اگرچہ تجھے درخت کی جڑ چبانی پڑے یہاں تک کہ اس حال میں تیری موت آجائے

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضور اکرم صلعم نے اپنے سے بعد کے ہونے والے واقعات بتائے اور ان میں یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد بعض ھادی جہنم کی طرف بلائیں گے۔ لہٰذا امت مسلمہ کو ایسے مضلین ھادیوں سے پرہیز کرنا چاہیئے اور ان ھادیوں کے درِ دولت پر اپنا سر خم کرنا چاہیئے جو

کہ نہ صرف جنتی ہیں بلکہ جنت کے تقسیم کرنے والے ہیں۔

بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح صفحہ ۱۰۵۰ جلد ۲ سطر ۲۲ رشیدیہ دھلی

سالم اپنے والد سے وہ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ منبر کے پہلو میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ فتنہ اس طرف ہے فتنہ اس طرف ہے، جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا یا فرمایا کہ سورج کا سینگ نکلے گا۔	عن سالم عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قام الی جنب المنبر فقال: الفتنۃ ھھنا الفتنۃ ھھنا من حیث یطلع قرن الشیطن اوقال قرن الشمس

اس حدیث میں بھی حضور نے اپنی ظاہری زندگی کے بعد کے حالات بیان فرمائے۔

بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۳ سطر ۵ رشیدیہ دہلی

حدثنا علی بن عبد اللہ، حدثنا سفیان حدثنا اسرائیل ابو موسیٰ ولقیتہ بالکوفۃ جاء الی ابن شبرمۃ فقال ادخلنی علی عیسیٰ فاعظہ فکان ابن شبرمۃ خاف علیہ فلم یفعل، قال حدثنا الحسن قال لما سار الحسن بن علی رضی اللہ عنھما الی معویۃ بالکتائب قال عمرو بن العاص لمعاویۃ اریٰ کتیبۃ لا تولی حتیٰ تدبر اخراھا قال معاویۃ من لذراری المسلمین فقال انا فقال عبد اللہ ابن عامر وعبد الرحمٰن ابن سمرۃ نلقا فنقول لہ الصلح، قال الحسن ولقد سمعت ابا بکرۃ قال: بینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب جاء الحسن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین۔

علی بن عبد اللہ، سفیان، اسرائیل، ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں، میں ان سے کوفے میں ملا تھا، وہ ابن شبرمہ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے عیسیٰ کے پاس لے چلو تاکہ میں اس کو نصیحت کروں لیکن ابن شبرمہ کو خوف ہوا۔ اس لئے اس نے ایسا نہیں کیا۔ اسرائیل نے کہا کہ ہم سے حسن نے بیان کیا کہ جب حسن بن علی معاویہ کے مقابلے کے لئے لشکر لے چلے تو عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا کہ میں ایسا لشکر (حسن) کے پاس دیکھتا ہوں جو واپس نہ ہوگا جب تک کہ مقابل کی فوج کو بھگا نہ لے، معاویہ نے کہا کہ مسلمانوں کی اولاد کی حفاظت کون کرے گا؟ عمرو بن عاص نے کہا کہ میں عبد اللہ بن عامر اور عبد الرحمٰن بن سمرہ نے کہا کہ ہم ان سے ملیں گے اور صلح کے لئے گفتگو کریں گے۔ حضرت حسن بصری نے کہا کہ میں نے ابوبکرہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما

رہے تھے حضرت حسن آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان مصالحت کرا دے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ صلح کی پیشکش حضرت امام حسن نے پیش نہ کی تھی بلکہ لشکر حضرت معاویہ نے کی۔ اور اس طرح ان حضرات میں صلح ہو گئی اور ہزاروں جانیں محفوظ ہو گئیں۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صلح کا ذکر اس کے وقوع ہونے سے بہت پہلے فرما دیا تھا۔

بخاری، محمد بن اسماعیل ۲۵۳ھ صحیح جلد ۲ ص ۱۰۵۴ سطر ۱۵ رشیدیہ دہلی

زہری، سعید بن مسیب، حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا، کہ قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک کہ حجاز کی زمین سے ایک آگ نکلے گی، جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔

عن الزہری قال سعید بن المسیب اخبرنی ابوھریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لاتقوم الساعۃ حتّٰی تخرج نار من ارض الحجاز تضئ اعناق الابل ببصریٰ

اس حدیث سے بھی حضور کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ نے قیامت سے پہلے ہونے والے ایک اہم واقعے کی نشاندھی کر دی۔ اور ایسی آگ کے متعلق خبر دے دی جو جلے گی تو حجاز میں اور اس کی شعاعیں بصرے تک جائیں گی۔

بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح جلد ۲ ص ۱۰۵۴ سطر ۲۴ رشیدیہ دہلی

حدثنا ابو الیمان اخبرنا شعیب حدثنا ابو الزناد عن عبد الرحمٰن عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قال: لاتقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان یکون بینھما مقتلۃ عظیمۃ دعوتھما واحدۃ وحتّٰی یبعث دجّالون کذابون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انّہ رسول اللہ وحتی یقبض العلم وتکثر الزلازل ویتقارب الزمان وتظھر الفتن ویکثر الھرج وھو القتل وحتی یکثر فیکم المال فیفیض حتّٰی یھمّ رب الزمان وتظھر الفتن ویکثر الھرج وھو القتل وحتی یکثر فیکم المال فیفیض حتی یھمّ رب المال من یقبل صدقتہ وحتّٰی یعرضہ فیقول الّذی یعرضہ علیہ لا ارب لی بہ وحتی یتطاول النّاس فی البنیان وحتّٰی یمرّ الرجل بقبر الرجل فیقول یالیتنی مکانہ وحتّٰی تطلع الشّمس من مغربھا فاذا طلعت وراھا النّاس یعنی امنوا اجمعون فذلک حین لا ینفع نفسًا ایمانھا لم تکن امنت من قبل اوکسبت فی ایمانھا خیرًا ولتقومن الساعۃ وقد نشر الرجلان ثوبھما بینھما

فلا يتبايعانه ولا يطويانه ولتقومن الساعة وقد انصرف الرجل بلبن لقحته فلا يطعمه ولتقومن الساعة وهو يليط حوضه فلا يسقي فيه ولتقومن الساعة وقد رفع اكلته الى فيه فلا يطعمها۔

ابوالیمان، شعیب، ابوالزناد، عبدالرحمان حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ دو بڑے گروہ آپس میں جنگ نہ کریں، ان کے درمیان زبردست خونریزی ہوگی ان کا دعویٰ ایک ہوگا اور اس وقت تقریباً تیس دجال پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور علم اٹھا لیا جائے گا۔ زلزلوں کی کثرت ہوگی اور زمانہ ایک دوسرے سے قریب ہوگا اور ہرج یعنی قتل کی زیادتی ہوگی اور اس وقت تم میں مال کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ بہتا پھرے گا اور مال کا مالک قصد کرے گا کہ کوئی اس کے صدقہ کو قبول کرے اور وہ اس کو پیش کرے اور جس کو پیش کیا جائے گا، وہ کہے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں اور اس وقت لوگ بڑی بڑی عمارتوں میں فخر کرنے لگیں گے اور اس وقت کہ ایک شخص کسی کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا کہ کاش میں اس کی جگہ ہوتا اور آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا* اور لوگ اسے دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے اس وقت کسی کا ایمان اس کو فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ جو پہلے سے ایمان نہ لایا یا اپنے ایمان میں نیکی نہ کی اور قیامت اس طرح قائم ہو گی کہ دو شخص کپڑے پھیلائے ہوں گے، نہ تو خرید و فروخت کرنے پائیں گے اور نہ اسے لپیٹ سکیں گے اور قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ ایک شخص اونٹنی کا دودھ دوہ کر لائے گا لیکن اسے پی نہ سکے گا اور قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ ایک آدمی مویشیوں کے لئے حوض درست کر رہا ہوگا لیکن اس میں کھلانے پلانے نہ پائے گا اور قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ ایک شخص اپنے منہ تک لقمہ اٹھائے گا لیکن کھانے نہ پائے گا۔

*جب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا

اس حدیث میں حضور نے اپنے بعد میں ہونے والے واقعات میں سے چند اہم ترین واقعات کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور قیامت آنے کی چند نشانیاں بیان فرمائیں اور لوگوں نے دیکھ لیا کہ ان میں سے اکثر علامات ظاہر ہو چکی ہیں اور بقایا پوری ہو جائیں گی۔ یعنی جو کچھ حضور نے اس غائب کے بارے میں فرمایا تھا وہ سب کچھ پورا ہوگا۔

بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح جلد ۲ ص۱۰۵۵ سطر ۱۹ رشیدیہ دہلی

عبدالعزیز بن عبداللہ، ابراہیم، صالح، ابن حدثنا عبد العزيز بن عبد الله حدثنا

شہاب سالم بن عبد اللہ، حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی جس کا وہ مستحق ہے پھر دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔ اور کوئی نبی نہیں آئے۔ مگر انہوں نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا لیکن میں تم سے عنقریب ایسی بات کہوں گا، جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کی۔ وہ یہ کہ دجال کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔

ابراھیم عن صالح عن ابن شہاب عن سالم بن عبد اللہ ان عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس فاثنی علی اللہ بما ھو اھلہ ثم ذکر الدجال فقال انی لانذرکموہ وما من نبی الا وقد انذرہ قومہ ولکنی ساقول لکم فیہ قولاً لم یقلہ نبی لقومہ انہ اعور وان اللہ لیس باعور

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکرِ دجال کے باب میں گیارہ احادیث تحریر کی ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم نے دجال کے آنے کا ذکر کیا اور اس وقت کے دیگر حالات سے آگاہ کیا۔ اور حضور اکرم اپنے زمانے کے بعد کے حالات کو عصر حاضر کی طرح جانتے تھے۔

بخاری، محمد بن اسماعیل۔ م ۲۵۳ھ صحیح جلد ۱ ص ۹۴۲ سطر ۸ رشیدیہ دہلی

عثمان بن ابی شیبہ، جریر، منصور، ابو وائل مسروق حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس یہود مدینہ کی دو بوڑھی عورتیں آئیں ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ قبر والے اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں تو میں نے ان کی تکذیب کی اور اچھا نہیں سمجھا کہ ان کی تصدیق کروں چنانچہ وہ دونوں چلی گئیں۔ پھر میرے پاس نبی صلعم تشریف لائے میں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ دو بوڑھی عورتیں آئیں تھیں اور آپ سے سارا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا ان دونوں نے ٹھیک کہا بے شک لوگ قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں جنہیں تمام چوپائے سنتے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے آپ کو ہر نماز میں عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے دیکھا۔

حدثنی عثمان بن ابی شیبۃ قال حدثنا جریر عن منصور عن ابی وائل عن مسروق عن عائشۃ قالت: دخلت علی عجوزان من عجز یھود المدینۃ فقالتالی ان اھل القبور یعذبون فی قبورھم فکذبتھما ولم انعم ان اصدقھما فخرجتا ودخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت لہ یا رسول اللہ ان عجوزین وذکرت لہ فقال صدقتا انھم یعذبون عذاباً تسمعہ البھائم کلھا فما رأیتہ بعد فی صلوٰۃ الا تعوذ من عذاب القبر

اس حدیث میں حضورؐ نے قبر کے حالات کے بارے میں فرمایا جو کہ غائب ہیں لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں جانتے ہیں۔

مسلم/ بن حجاج م ۲۶۱ھ صحیح جلد ۲ ص ۳۹۶ سطر ۲ شیخ غلام علی لاہور

حضرت زینب بنت جحش بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلعم نیند سے بیدار ہوئے اور فرمایا لا الہ الا اللہ عرب کی ہلاکت ہے اس شر سے جو کہ قریب آگیا۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی اور سفیان راوی نے اپنے ہاتھ سے دس کا عدد بنا کر بتایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے باوجودیکہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں جب فسق و فجور بڑھ جائے گا۔

عن زینب بنت جحش ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استیقظ من نومہ وھو یقول لا الہ الا اللہ ویل للعرب من شر قد اقترب فتح الیوم من ردم یاجوج وماجوج مثل ھذہ وعقد سفیان بیدہ عشرۃ قلت یا رسول اللہ انھلک وفینا الصالحون قال نعم اذا اکثر الخبث

اس حدیث میں حضور اکرمؐ نے یاجوج و ماجوج کے آنے کی خبر دی ہے اور اس وقت کے حالات سے آگاہ فرمایا ہے۔

صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۹۶ سطر ۸ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۰۵۶ سطر آخر

حضرت ابوہریرہ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنی کشادگی ہوگئی اور وہیب نے نوے کی شکل بنا کر بتایا۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فتح الیوم من ردم یاجوج وماجوج مثل ھذہ وعقد وھیب بیدہ تسعین۔

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ ص ۳۹۶ سطر ۱۰ شیخ غلام علی، لاہور مع شرح نووی عربی

عبید اللہ بن قبطیہ سے روایت ہے کہ حارث بن ربیعہ اور عبد اللہ بن صفوان دونوں حضرت ام سلمہ کے پاس گئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے حضرت ام سلمہ سے اس لشکر کے متعلق پوچھا جو زمین میں دھنس جائے گا اور اس زمانے کا ذکر ہے جب کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر مکہ مکرمہ کے حاکم تھے انہوں نے کہا کہ آنحضرت

عن عبید اللہ بن القبطیۃ قال دخل الحارث بن ابی ربیعۃ وعبد اللہ بن صفوان فانا معھما علی ام سلمۃ ام المؤمنین فسألاھا عن الجیش الذی یخسف بہ وکان ذلک فی ایام ابن الزبیر فقالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعوذ عائذ

صلعم نے فرمایا: ایک پناہ پکڑنے والا بیت اللہ کی پناہ پکڑے گا۔ اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ جب وہ لشکر ہموار میدان میں پہنچے گا تو اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ جو زبردستی سے اس لشکر کے ساتھ لایا گیا ہو۔ فرمایا وہ بھی ان کے ساتھ دھنس جائیگا لیکن قیامت کے دن اسے اس کی نیت کے مطابق اُٹھایا جائے گا۔

بالبیت فیبعث الیہ بعث فاذا کانوا ببیداء من الارض خسف بھم فقلت یارسول اللہ فکیف بمن کان کارھا قال یخسف بہ معھم و لکنہ یبعث یوم القیامۃ علی نیتہ

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ صـ ۳۹۶ سطر ۲۲ مع شرح نووی عربی شیخ غلام علی لاہور

عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرمؐ نے سونے کی حالت میں اپنے ہاتھ پیر ہلائے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ خواب میں ایک حرکت آپ نے ایسی کی ہے جو آپ پہلے نہیں کرتے تھے فرمایا تعجب ہے کچھ لوگ میری امت کے شخص کے لئے کعبے کا قصد کریں گے جو قریشی ہوگا اور وہ خانہ کعبے کی پناہ لے گا۔ جب وہ بیداء میں پہنچیں گے تو زمین میں دھنس جائیں گے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ راستے میں تو سب قسم کے لوگ چلتے ہیں فرمایا ہاں ان میں ایسے اور مسافر بھی ہوں گے یہ سب یکبارگی ہلاک ہو جائیں گے مختلف طرح سے اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیات کے مطابق اٹھائے گا۔

عن عبد اللہ بن الزبیر ان عائشۃ قالت عبث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منامہ فقلنا یارسول اللہ صنعت شیأً فی منامک لم تکن تفعلہ فقال العجب ان ناسا من امتی یومون بالبیت برجل من قریش قد لجاء بالبیت حتی اذا کانوا بالبیداء خسف بھم فقلنا یارسول اللہ ان الطریق قد یجمع الناس قال نعم فیھم المستبصر والمجبور وابن السبیل یھلکون مھلکا و احداً و یصدرون مصادر شتی یبعثھم اللہ علی نیاتھم

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ صـ ۳۹۷ سطر ۲ مع شرح نووی شیخ غلام علی لاہور

حضرت اسامہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ مدینہ منورہ کے محلوں میں سے ایک محل پر چڑھے پھر ارشاد فرمایا، جو مجھے نظر آرہا ہے وہ تمہیں بھی نظر آتا ہے۔ مجھے تمہارے گھروں کے درمیان

عن اسامۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشرف علی اطم من اطام المدینۃ ثم قال ھل ترون ما اری انی لاری مواقع الفتن خلال بیوتکم کمواقع القطر۔

فتنوں کے نازل ہونے کے مقامات ایسے نظر آرہے ہیں جیسے کہ بارش کے گرنے کے مقامات ہوتے ہیں۔
مطبع سعیدی کی مسلم کی جلد ۳ کے صفحہ ۸۷۴ کی سطر پہ ہے۔

فائدہ:۔ امام نووی فرماتے ہیں۔ اس تشبیہ سے عموم اور کثرت مراد ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ واقعہ جمل صفین، حرہ، شہادت حضرت عثمان اور شہادت حسین وغیرہ پیش آئے۔ اس روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہے اور یہ تمام پیش گوئیاں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی بتلا دیں اور یہی حال ان تمام روایات کا ہے، جو آنے والی ہیں اور جو گزر گئی ہیں۔
شرح نووی عربی جلد ۲ صفحہ ۳۹۷ سطر ۵ شیخ غلام علی لاہور۔
صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۷ سطر ۴ لاہور۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۸ سطر ۱۸ دہلی

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ عنقریب فتنے ہونگے جن میں بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا اس میں چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا اس میں دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو شخص گردن اٹھا کر ان کی طرف دیکھے گا اسے وہ ہلاک کر دیں گے۔ اگر کسی کو ان سے پناہ مل سکے تو ضرور بچ جائے۔

ان ابا ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستکون فتن القاعد فیھا خیر من القائم والقائم فیھا خیر من الماشی والماشی فیھا خیر من الساعی من تشرف لھا تستشرفہ ومن وجد فیھا ملجاء فلیعذ بہ

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ صفحہ ۳۹۷ سطر ۸ مع شرح نووی شیخ غلام علی لاہور

ابو کامل، فضیل بن حسین، حماد بن زید عثمان بن شحام بیان کرتے ہیں کہ میں اور فرقد سبخی دونوں مسلم بن ابی بکرہ کے پاس گئے وہ اپنی زمین میں تھے ہم نے کہا کہ تم نے اپنے والد سے فتنوں کے بارے میں کوئی حدیث بیان کرتے سنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے ابو بکرہ سے سنا ہے وہ نبی اکرم سے نقل کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ عنقریب فتنے ہوں گے خبردار ہو جاؤ کہ پھر فتنے ہوں گے جن میں بیٹھنے والا کھڑے ہوتے والے سے بہتر ہوگا

حدثنی ابو کامل الجحدری فضیل بن حسین حدثنا حماد بن زید حدثنا عثمان الشحام قال انطلقت انا وفرقد السبخی الی مسلم بن ابی بکرۃ وھو فی ارضہ فدخلنا علیہ فقلنا ھل سمعت اباک یحدث فی الفتن حدثنا قال نعم سمعت ابا بکرۃ یحدث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھا ستکون فتن الا ثم تکون فتنۃ القاعد فیھا خیر من الماشی

اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ خوب سن لو جب فتنے واقع یا نازل ہو جائیں تو جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں سے مل جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں سے جا کر مل جائے اور جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین پر چلا جائے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ جس کے پاس اونٹ نہ ہوں بکریاں اور نہ زمین وہ کیا کرے فرمایا اپنی تلوار کی دھار کو پتھر پر توڑ دے پھر اپنے بچاؤ میں جتنی جلدی ہو سکے سو کرے الٰہی میں نے تیرا حکم پہنچا دیا۔ الٰہی میں نے تیرا حکم پہنچا دیا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مجھے زبردستی پکڑ کر دو صفوں یا دو جماعتوں میں سے کسی ایک صف یا ایک جماعت میں شامل کر لیا اور کوئی شخص مجھے تلوار مار کر قتل کر دے یا کوئی تیر میرے آ کر لگ جائے اور میں مر جاؤں تو کیا ہوگا فرمایا وہ اپنا اور تیرا گناہ لے کر لوٹے گا۔

فیھما والماشی فیھا خیر من الساعی الیھا الا فاذا نزلت او وقعت فمن کان لہ ابل فلیلحق بابلہ ومن کانت لہ غنم فلیلحق بغنمہ ومن کانت لہ ارض فلیلحق بارضہ قال فقال رجل یا رسول اللہ ارأیت من لم یکن لہ ابل ولا غنم ولا ارض قال یعمد الی سیفہ فیدق علی حدہ بحجر ثم لینج ان استطاع النجاء اللّٰھم ھل بلغت اللّٰھم ھل بلغت قال فقال رجل یا رسول اللہ ارأیت ان اکرھت حتی ینطلق بی الی احد الصفین او احدی الفئتین فضربنی رجل بسیفہ او یجیٔ سھم فیقتلنی قال یبوء باثمہ واثمک ویکون من اصحاب النار۔

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ ص ۳۹۸ سطر ا مع شرح نووی شیخ غلام علی، لاہور

محمد بن رافع، عبدالرزاق، معمر، ہمام بن منبہ ان مرویات سے نقل کرتے ہیں، جو انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے رسول اللہ سے روایت کی ہیں چنانچہ چند احادیث کے ذکر کے بعد فرمایا۔ نبی اکرم صلعم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ دو بڑی جماعتوں کے درمیان زبردست لڑائی نہ ہو جائے گی۔ اور ان دونوں جماعتوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔

حدثنا محمد بن رافع حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن ھمام بن منبہ قال ھذا ما حدثنا ابوھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر احادیث منھا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان وتکون بینھما مقتلۃ عظیمۃ ودعواھما واحدۃ

مطبع سعیدی جلد ۳ صفحہ ۸۷۷ سطر ۲۵ کراچی

فائدہ: یہ بھی آپ کے معجزات میں سے ہے۔ (شرح نووی جلد ۲ صفحہ ۲۹۷ سطر ۶)

صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۹۸ سطر ۲ صحیح بخاری طبع دھلی جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۶ سطر ۱۸

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتقوم الساعۃ حتی یکثر الھرج قالوا وما الھرج یارسول اللہ قال القتل القتل

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا: جب تک ہرج بہت زیادہ نہیں ہو جائے گا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہرج سے کیا مراد ہے فرمایا قتل و خونریزی۔

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ صفحہ ۳۹۸ سطر ۴ شیخ غلام علی لاہور

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا ومغاربھا وان امتی یبلغ ملکھا مازوی لی منھا واعطیت الکنزین الاحمر والابیض وانی سالت ربی لامتی ان لا یھلکھا بسنۃ بعامۃ وان لایسلط علیھم عدوا من سوی انفسھم فیستبیح بیضتھم وان ربی قال یامحمد انی اذا قضیت قضاء فانہ لا یرد وانی اعطیتک لامتک ان لا اھلکھم بسنۃ بعامۃ وان لا اسلط علیھم عدوا من سوی انفسھم یستبیح بیضتھم ولو اجتمع علیھم من باقطارھا او قال من بین اقطارھا حتی یکون بعضھم یھلک بعضا ویسبی بعضھم بعضا۔

حضرت ثوبان بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لئے سمیٹ لیا تھا اور میں نے زمین کے مشرقی اور مغربی حصے دیکھ لئے اور میری حکومت عنقریب وہاں تک پہنچ جائے گی جہاں تک کہ زمین میرے لئے سمیٹ دی گئی تھی۔ اور مجھے سرخ اور سفید دو خزانے بھی دیئے گئے اور میں نے اپنے پروردگار سے دُعا کی کہ میری اُمت کو عام قحط سالی سے ہلاک نہ کر دینا اور نہ کسی ایسے دشمن کو ان پر مسلط کرنا جو ان کی جانوں کا خواستگار ہو اور یکسر انہیں فنا کر دے اور ان کی جڑ ہی کاٹ دے۔ میرے پروردگار نے فرمایا: اے محمد جب میں کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں تو اسے کوئی لوٹانے والا نہیں ہوتا میں نے تمہاری امت کے لئے یہ بات کر دی ہے کہ انہیں عام قحط سالی سے عموماً ہلاک نہیں کروں گا اور نہ ان پر کسی ایسے اجنبی دشمن کو مسلط کروں گا جو ان کا جتھہ توڑ دے اور ان کی جڑ ہی کاٹ دے اگرچہ اطراف زمین کے سب لوگ جمع ہو جائیں۔ ہاں وہ

خود ہی ایک دوسرے کو ہلاک یا قید کریں گے۔
مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ صفحہ ۳۹۸ سطر ۱۳ شیخ غلام علی لاہور۔

حضرت حذیفہ فرماتے تھے۔ خدا کی قسم میں تمام لوگوں سے زیادہ ہر اس فتنے کو جاننے والا ہوں جو میرے اور قیامت کے درمیان ہونے والا ہے اور یہ بات نہیں ہے کہ آنحضرت صلعم نے کوئی خاص بات مجھ سے چھپا کر بیان کی ہو جو اوروں سے نہ کی ہو۔ لیکن آنحضرت صلعم نے ایک مجلس میں فتنوں کا ذکر فرمایا جس میں میں بھی تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے فتنوں کا شمار کرتے ہوئے فرمایا۔ تین ان میں سے ایسے ہیں جو قریب قریب کسی چیز کو نہ چھوڑیں گے اور بعض ان میں سے گرمیوں کی آندھی کی طرح ہیں بعض ان میں بڑے ہیں اور بعض چھوٹے۔

عن ابن شھاب ان ابا ادریس الخولانی کان یقول قال حذیفۃ بن الیمان واللہ انی لاعلم الناس بکل فتنۃ ھی کائنۃ فیما بینی وبین الساعۃ ومالی الا ان یکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسر الی فی ذلک شیئا لم یحدثہ غیری ولکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وھو یحدث مجلسا انا فیہ عن الفتن فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یعد الفتن منھن ثلاث لا یکدن یذرن شیئا ومنھن فتن کریاح الصیف منھا صغار ومنھا کبار۔

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ صفحہ ۳۹۸ سطر ۲۲ شیخ غلام علی لاہور

حضرت ابو زید بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اس کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے اور وعظ فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا پھر آپ اتر آئے اور نماز پڑھی پھر آپ منبر پر چڑھے اور ہمیں وعظ کہنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا۔ پھر اترے اور نماز پڑھی اور اس کے بعد منبر پر چڑھے اور ہمیں وعظ کہنا شروع کیا حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا۔ آپ نے ہمیں وہ سب باتیں بتا دیں جو ہونے والی تھیں اور ہو چکی تھیں اور سب سے بڑا عالم ہم میں وہ ہے جس نے ان باتوں کو سب سے زیادہ یاد رکھا۔

حدثنی ابو زید قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر وخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان وبما ھو کائن فاعلمنا احفظنا

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ صفحہ ۳۹۹ سطر ۱۲ شیخ غلام علی، لاہور

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی تاوقتیکہ فرات میں سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر نہ ہو جائے گا جس پر لوگ مارے جائیں گے ننانوے فی صد قتل ہو جائیں گے ان میں سے ہر ایک شخص (اپنے دل میں) کہے گا شاید میں ہی نجات پا جاؤں (اور مجھے یہ پہاڑ مل جائے)

عن ابی ھریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا تقوم الساعة حتی یحسر الفرات عن جبل من ذھب یقتتل الناس علیه فیقتل من کل مائة تسعة وتسعون ویقول کل رجل منھم لعلی اکون انا الذی انجو

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ ص ۳۹۹ سطر ۲۲ مع شرح نووی عربی شیخ غلام علی لاہور

حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا: عراق اپنے درہم اور قفیز کو روک لے گا۔ شام اپنے مدی اور دینار کو روک لے گا اور مصر اپنے اردب اور دینار کو روک لے گا اور تم جہاں سے شروع سے چلے تھے وہیں لوٹ آؤ گے۔ جہاں سے شروع سے چلے تھے وہیں لوٹ آؤ گے پھر حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ

عن ابی ھریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم منعت العراق درھمھا وقفیزھا ومنعت الشام مدیھا ودینارھا ومنعت مصر اردبھا ودینارھا وعدتم من حیث بدأتم وعدتم من حیث بدأتم وعدتم من حیث بدأتم شھد علی ذلك لحم ابی ھریرة ودمه۔

اس حدیث پر ابوہریرہ کا گوشت اور خون گواہی دیتا ہے۔

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ ص ۳۹۹ سطر ۲۵ شیخ غلام علی لاہور

حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی تاوقتیکہ رومی اعماق یا دابق میں نہ اتریں۔ پھر مدینے سے ان کے مقابلے کے لئے ایک لشکر جائے گا یہ لشکر اس زمانے میں روئے زمین کے برگزیدہ لوگوں کا ہوگا جب دونوں لشکروں کی صف بندی ہو جائے گی تو رومی کہیں گے تم لوگ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان نہ آؤ جنہوں نے ہم سے قیدی بنائے

عن ابی ھریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا تقوم الساعة حتی ینزل الروم بالاعماق او بدابق فیخرج الیھم جیش من المدینة من خیار اھل الارض یومئذ فاذا تصافوا قالت الروم خلوا بیننا وبین الذین سبوا منا نقاتلھم فیقول المسلمون لا والله لا نخلی بینکم وبین اخواننا فیقاتلونھم فینھزم ثلث

ہم ان سے لڑیں گے۔ مسلمان کہیں گے بخدا ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے لئے تنہا نہ چھوڑیں گے۔ مسلمان ان سے لڑیں گے۔ تو ایک تہائی حصہ بھاگ جائے گا جن کی توبہ اللہ قبول نہ کریگا اور ایک تہائی حصہ شہید ہو جائے گا۔ جو اللہ کے نزدیک افضل الشہداء ہو گا اور تہائی حصہ فتح کرے گا جو کبھی فتنہ میں مبتلا نہ ہوگا حتیٰ کہ یہ قسطنطنیہ فتح کر لیں گے اور جا کر تلوار زیتون کے درخت سے لٹکا دیں گے۔ اور مال غنیمت کی تقسیم میں مشغول ہوں گے کہ شیطان آواز دے کر کہے گا کہ تمہارے بال بچوں میں مسیح دجال آ پڑا تو مسلمان وہاں سے نکلیں گے۔ حالانکہ یہ خبر غلط ہو گی۔ جب ملک شام میں پہنچیں گے تب دجال نکلے گا۔ جب مسلمان لڑائی کے لئے مستعد ہو کر صفیں باندھتے ہوں گے۔ نماز کی تیاری ہو گی اس وقت حضرت عیسیٰؑ اتریں گے۔ اور امام بن کر نماز پڑھائیں گے جب عدو اللہ یعنی دجال حضرت عیسیٰؑ کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ اگر عیسیٰ اسے یونہی چھوڑ دیں تب بھی وہ پگھل کر ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن اللہ اسے عیسیٰؑ کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور اس کا خون ان کے نیزے پر لگا ہوا لوگوں کو دکھائے گا۔

لا یتوب اللہ علیہم ابداً و یقتل ثلثہم افضل الشہداء عند اللہ و یفتتح الثلث لا یفتنون ابداً فیفتحون قسطنطینیہ فبینما ہم یقتسمون الغنائم قد علقوا سیوفہم بالزیتون اذ صاح فیہم الشیطان ان المسیح قد خلفکم فی اہلیکم فیخرجون و ذلک باطل فاذا جاؤا الشام خرج فبینما ہم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذا اقیمت الصلوٰۃ فینزل عیسیٰ ابن مریم فامہم فاذا راٰہ عدو اللہ ذاب کما یذوب الملح فی الماء فلو ترکہ لانذاب حتیٰ یہلک ولکن یقتلہ اللہ بیدہ فیریہم دمہ فی حربتہ

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ صفحہ ۳۹۲ سطر ۵ مع شرح نودی شیخ غلام علی لاہور

حضرت مستورد قرشی نے عمرو بن العاص کے سامنے کہا کہ میں نے آنحضرت صلعم سے سنا فرما رہے تھے۔ قیامت قائم ہو گی تو اس زمانے میں رومیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہو گی۔ حضرت عمرو نے کہا سوچ سمجھ کر بات کرو۔ مستورد بولے جو کچھ میں نے آنحضرت صلعم سے سنا وہی کہہ رہا ہوں۔ حضرت

حدثنی موسیٰ بن علیؓ عن ابیہ قال: قال المستورد القرشی عند عمرو بن العاص سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تقوم الساعۃ والروم اکثر الناس فقال لہ عمرو ابصر ما تقول قال اقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ

عمرو بولے اگر تم یہ کہتے ہو تو سچ ہے کیونکہ رومیوں میں چار خصائل ہیں۔ وہ لوگ فتنے کے وقت سب سے زیادہ متحمل مزاج ہیں۔ مصیبت کے بعد بہت جلد سکون پذیر ہو جاتے ہیں بھاگنے کے بعد سب سے پہلے پھر حملہ کرتے ہیں۔ مسکینوں یتیموں کمزوروں کے واسطے سب سے اچھے ہیں اور پانچویں ایک خصلت سب سے اچھی ہے کہ بادشاہوں کے ظلم کو بہت زیادہ روکنے والے ہیں۔

وسلم قال لئن قلت ذلک ان فیھم لخصالا اربعا انھم لاحلم الناس عند فتنۃ واسرعھم افاقۃ بعد مصیبۃ واوشکھم کرۃ بعد فرۃ وخیرھم لمسکین ویتیم وضعیف و خامسۃ حسنۃ جمیلۃ وامنعھم من ظلم الملوک

مسلم بن حجاج جلد ۲ صفحہ ۳۹۴ سطر ۸ شیخ غلام علی لاہور

حضرت مستورد قرشی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرت صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے قیامت تک قائم نہ ہو گی۔ جب تک کہ نصاریٰ سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو جائیں گے۔

ان المستورد القرشی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تقوم الساعۃ والروم اکثر الناس

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ صفحہ ۳۹۴ سطر ۱۰ شیخ غلام علی لاہور

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ وعلی بن حجر کلاھما عن ابن علیۃ حدثنا اسماعیل بن ابراھیم عن ایوب عن حمید بن ھلال عن ابی قتادۃ العدوی عن یسیر بن جابر قال ھاجت ریح حمراء بالکوفۃ فجاء رجل لیس لہ ھجیری الا یا عبد اللہ بن مسعود جاءت الساعۃ قال فقعد وکان متکئا فقال ان الساعۃ لا تقوم حتی لا یقسم میراث ولا یفرح بغنیمۃ ثم قال بیدہ ھکذا ونحاھا نحو الشام فقال عدو یجمعون لاھل الاسلام ویجمع لھم اھل الاسلام قلت الروم تعنی قال نعم وتکون عند ذاکم القتال ردۃ شدیدۃ فیشترط المسلمون شرطۃ للموت لا ترجع الا غالبۃ فیقتتلون حتی یحجز بینھم اللیل فیفیئ ھؤلاء کل غیر غالب وتفنی الشرطۃ ثم یشترط المسلمون شرطۃ للموت لا ترجع الا غالبۃ فیقتتلون حتی یحجز بینھم اللیل فیفیئ ھؤلاء وھؤلاء کل غیر غالب وتفنی الشرطۃ ثم یشترط المسلمون شرطۃ للموت لا ترجع الا غالبۃ فیقتتلون حتی یمسوا فیفیئ ھؤلاء وھؤلاء کل غیر غالب وتفنی الشرطۃ فاذا کان یوم الرابع نھد الیھم بقیۃ اھل الاسلام فیجعل اللہ الدبرۃ علیھم فیقتتلون مقتلۃ اما قال لا یری مثلھا واما قال لم یر مثلھا حتی ان الطائر لیمر بجنباتھم فما

يخلفهم حتى يخر ميتا فيتقادينو الاب كانوا مائة۔ فلا يجد ونه بقى منهم الا الرجل الواحد فباى غنيمة يفرح اواى ميراث يقاسم فبينما هم كذلك اذ سمعوا بباس هو اكبر من ذلك فجاءهم الصريخ ان الدجال قد خلفهم فى ذراريهم فير فضون ما فى ايديهم ويقبلون فيبعثون عشرة فوارس طليعة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى لاعرف اسماءهم واسماء آبائهم والوان خيولهم هم خير فوارس على ظهر الارض يومئذ اومن خير فوارس على ظهر الارض يومئذ

ابو بکر بن ابی شیبہ، علی بن حجر، ابن عیینہ، اسماعیل بن ابراہیم، ایوب، حمید بن ہلال، ابو قتادہ عدوی، یسیر بن جابر بیان کرتے ہیں، کہ ایک بار کوفے میں لال آندھی آئی، ایک شخص آیا، جس کا تکیہ کلام ہی تھا۔ اے عبداللہ بن مسعود قیامت آگئی، یہ سن کر عبداللہ بن مسعود بیٹھ گئے اور وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے اور فرمایا۔ قیامت قائم ہونے سے پہلے میراث تقسیم نہ ہوگی۔ اور نہ مال غنیمت ملنے کی خوشی ہوگی اس کے بعد ہاتھ سے ملک شام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ وہاں اہل اسلام کے دشمن جمع ہوں گے اور مسلمان ان کے مقابلے کے لئے اکٹھے ہوں گے۔ میں نے کہا دشمن سے مراد آپ کی رومی ہیں۔ فرمایا ہاں اور اس قتال کے وقت سخت ارتداد ہوگا۔ اور مسلمان لشکر کے آگے ایک فوجی دستہ مرنے کے لئے روانہ کریں گے۔ تاکہ وہ بغیر غالب ہوئے واپس نہ آئیں۔ مسلمان جاکر خوب لڑیں گے۔ بالآخر رات کا پردہ حائل ہو جائے گا۔ اور ہر ایک فریق لوٹ آئے گا۔ کسی کو غلبہ نہ ہوگا۔ مگر وہ فوجی دستہ فنا ہو جائے گا دوسرے دن مسلمان لشکر کے آگے ایک فوجی دستہ مرنے کے لئے پھر روانہ کریں گے تاکہ وہ بغیر غالب ہوئے واپس نہ آئیں۔ مسلمان جاکر خوب لڑیں گے بالآخر رات کا پردہ حائل ہو جائے گا اور ہر ایک فریق لوٹ آئے گا۔ کسی کو غلبہ نہ ہوگا۔ مگر وہ فوجی دستہ فنا ہو جائے گا۔ دوسرے دن مسلمان لشکر کے آگے ایک فوجی دستہ مرنے کے لئے پھر روانہ کریں گے۔ تاکہ بغیر غالب ہوئے وہ لوٹ کر نہ آئے وہ جاکر لڑیں گے۔ کوئی غالب نہ ہوگا۔ اور شام ہو جائے گی۔ تو ہر فریق لوٹ آئے گا مگر وہ فوجی دستہ فنا ہو جائے گا۔ پھر تیسرے دن مسلمان لشکر کے آگے ایک فوجی دستہ روانہ کریں گے تاکہ وہ مر جائے یا غالب ہو جائے وہ لڑیں گے لیکن شام ہو جائے گی۔ تو ہر فریق لوٹ آئے گا۔ اور کوئی غالب نہ ہوگا۔ مگر یہ فوجی دستہ بھی فنا ہو جائے گا۔ جب چوتھا دن ہوگا۔ تو بقیہ مسلمان کافروں پر چڑھائی کر دیں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کافروں کو شکست دے گا اور ایسی لڑائی ہوگی کہ ویسی کوئی نہیں دیکھے گا یا ویسی کسی نے نہ دیکھی ہوگی۔ یہاں تک کہ پرندے اِدھر اُدھر سے ہوکر گزریں گے۔ مگر آگے نہ بڑھ سکیں گے مردہ ہوکر پڑیں گے۔ ایک باپ کی اولاد جن کی تعداد ایک سو ہوگی۔ ان میں سے ایک کے علاوہ کوئی باقی نہ رہیگا۔

ایسی حالت میں مال غنیمت سے کیا خوشی ہوگی۔ اور میراث کیا تقسیم ہوگی۔ مسلمان اسی حالت میں ہوں گے۔ کہ یکایک اس سے بھی بڑھ کر ایک مصیبت کی آواز سنائی دے گی۔ ایک چیخ سنائی دے گی کہ مسلمانوں کی اولاد میں دجال قائم ہو گیا۔ فوراً مسلمان اپنے ہاتھوں کی چیزیں چھوڑ کر ادھر متوجہ ہو جائیں گے۔ لیکن پہلے دس سواروں کا دستہ بطور ہراول کے بھیج دیں گے۔ حضور نے فرمایا۔ میں ان سواروں کے اور ان کے باپوں کے نام جانتا ہوں۔ اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی مجھے معلوم ہیں۔ وہ روئے زمین کے سواروں سے اس زمانے میں بہتر ہوں گے۔

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ صفحہ ۴۰۱ سطر ۱ شیخ غلام علی، لاہور

قتیبہ بن سعید، جریر، عبدالملک بن عمیر، جابر بن سمرہ، حضرت نافع بن عقبہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد میں تھے، تو حضورؐ کی خدمت میں مغرب کی طرف سے کچھ لوگ بالوں کا لباس پہنے ہوئے حاضر ہوئے اور ٹیلے کے پاس حضورؐ سے ملاقات ہوئی۔ آپ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے اور وہ لوگ کھڑے تھے۔ میرے دل نے کہا تو بھی ان کے پاس چل۔ اور درمیان میں جا کر کھڑا ہو جا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ قریب سے ان پر حملہ کر دیں۔ پھر میں نے خود ہی کہا ممکن ہے کہ آپ ان سے سرگوشی کر رہے ہوں۔ غرض میں وہاں چلا گیا اور آپ کے اور ان کے درمیان جا کر کھڑا ہو گیا۔ چار باتیں مجھے حضور کی یاد ہیں۔ جنہیں میں نے انگلیوں پر شمار کر لیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ تم جزیرہ عرب پر لڑو گے اور اللہ تمہارے ہاتھوں پر اسے فتح کرے گا۔ پھر فارس سے لڑو گے۔ اللہ اسے بھی فتح کرائے گا۔ پھر روم سے لڑو گے وہاں بھی اللہ فتح دے گا۔ اس کے بعد دجال سے لڑو گے وہاں بھی اللہ فتح دے گا۔ نافع نے کہا۔ اے جابر ہم سمجھتے ہیں کہ دجال ملک شام کی فتح ہونے کے بعد نکلے گا۔

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ صفحہ ۴۰۲ سطر ۱ شیخ غلام علی، لاہور

عبیداللہ بن سعید، یحیٰی القطان، یحیٰی بن سعید، عبیداللہ بن عمر، نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہ کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر مشرق کی طرف دست مبارک سے اشارہ کر کے فرما رہے تھے۔ کہ فتنہ اس طرف ہوگا۔ جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔ آپ نے اسے دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا۔ عبیداللہ بن سعید نے اپنی روایت میں کہا ہے کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر کھڑے تھے۔

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ ص۴۰۳ سطر ۱۴ شیخ غلام علی، لاہور

حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا: کہ تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ایسا ہوگا۔ جو مال کو لپ بھر بھر کر دے گا اور شمار نہیں کرے گا۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خلفائکم خلیفۃ یحثو المال حثیًا لا یعدہ عدداً

مسلم بن حجاج صحیح جلد ۲ ص۴۰۴ سطر ۳ شیخ غلام علی، لاہور

حضرت ابوہریرہ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میری اُمّت کو قریش کا یہ قبیلہ ہلاک کر دے گا۔ صحابہ نے عرض کیا پھر حضور ہمیں کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا کاش لوگ ان سے علیحدہ رہیں۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یھلک اُمّتی ھذا الحیّ من قریش قالوا فما تامرنا قال لو ان النّاس اعتزلوھم

اشعتہ اللمعات جلد ۱ ص۳۳۳ شیخ عبدالحق رقمطراز ہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا پس جانا میں نے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی وکلی کے حاصل ہونے اور ان کے احاطہ کرنے کی۔

فعلمت ما فی السموات والارض پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین بود عبارت است از حصول تمام علوم جزوی وکل واحاطہ آں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پس میرے لئے ہر چیز ظاہر ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔

فتجلّی لی کلّ شیءٍ وعرفت

ترمذی جلد ۲ ص۱۵۶ حاشیہ ۹ مشکوٰۃ ص۷۲ مسلک اولیاء ص۱۲۶

حضرت عمر رضی فرماتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں قیام فرما کر مخلوقات کی ابتدا سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی تمام خبریں دیں۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنّۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ من نسیہ

بخاری جلد ۱ ص ۴۵۳ سطر ۱۲ مشکوٰۃ ص ۵۰۶ سطر ۶ فتح الباری جلد ۶ ص ۲۸۶ عمدۃ القاری جلد ۱۵ ص ۱۱۰ ارشاد الساری جلد ۵ ص ۲۵۰، اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص ۴۴۴، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۴

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

حضور اکرمؐ نے کسی چیز کو نہ چھوڑا بلکہ جو قیامت تک ہونے والا تھا وہ سب کچھ بتا دیا جس نے یاد رکھا یاد رکھا۔ جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

ماترک شیأً یکون فی مقامہ الی یوم القیامۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ

بخاری جلد ۲ ص ۹۷۷ مسلم جلد ۲ ص ۳۹۰ مشکوٰۃ ص ۴۶۱ سطر ۹، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۲۶ شفا عیاض مصر ص ۲۸۲ مسند حنبل جلد ۵ ص ۳۸۶ ابن عساکر ص ۹۴ جلد ۴ تیسیر الوصول جلد ۴ ص ۲۴۱۔ خلاصۃ التہذیب ص ۶۳ اصابہ ص ۲۱۸ جلد ۱۔ التقریب ص ۸۲

حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں

حضور اکرمؐ نے ہم سے اس حال میں مفارقت فرمائی کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں جو اپنے بازو کو ہلائے مگر آپ نے ہم سے اس کا بھی ذکر فرمادیا۔

لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومایحرک طائر جناحیہ الا ذکر لنا منہ علماً

زرقانی شرح مواھب جلد ۷ ص ۲۰۶ شفا جلد ۱ ص ۲۸۳

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔

بدر سے ایک دن پہلے آپؐ نے فرمایا کہ یہ ہے کل فلاں کے گرنے کی جگہ اور آپ نے اپنے دستِ مبارک کو زمین پر رکھا اور یہ ہے کل فلاں کے گرنے کی جگہ اور اپنے دستِ مبارک کو زمین پر رکھا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے حضور علیہ السلام کے دستِ مبارک کی جگہ سے اُن مردہ آدمیوں میں سے کوئی بھی پس و پیش نہ ہوا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا مصرع فلان غداً ووضع یدہ علی الارض ھذا مصرع فلان غداً ووضع یدہ علی الارض وھذا مصرع فلان غداً ووضع یدہ علی الارض فقال والذی نفسی بیدہ ماجاوز احد منھم عن موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مسلم جلد ۲ ص ۳۸۶، نسائی جلد ۱ ص ۳۹۳، بخاری جلد ۲ ص ۵۶۵ حاشیہ ۲ ابوداؤد جلد ۲ ص ۸ خصائص کبریٰ ص ۱۹۹، اداب النبی محمد شفیع ص ۸۸، کنز العرفان جلد ۱ ص ۱۲۵

امام بیہقی عبداللہ بن بسر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ

یہ لڑکا ایک قرن زندگی پائے گا، ان کے چہرے پر ثولول تھے۔ حضورؐ نے فرمایا ان کے مرنے سے پہلے دور ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا

لیعیش هذا الغلام قرناً وكان في وجهه ثولول قال لا يموت هذا حتى يذهب

(جامع الصفات ص ۱۴۴ ۔ حجۃ اللہ ص ۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔ اگر اہل سنت کی تمام کتب سے اس حدیث کے متون تحریر کروں تو ایک مستقل کتاب بن جائے گی۔ یہاں پر چند عبارات تحریر کی جاتی ہیں تاکہ موضوع تشنہ نہ رہے۔

حدیث حضرت ابوسعید الخدریؓ

بخاری، محمد بن اسماعیل متوفی ھ صحیح جلد ۱ ص ۶۴ سطر رشیدیہ دہلی

ابراہیم بن موسیٰ، عبدالوہاب، خالد، عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے ان سے اور علی بن عبداللہ سے کہا کہ تم دونوں ابوسعید خدری کے پاس جاؤ اور ان سے ان کی حدیثیں سنو۔ چنانچہ ہم ان کے پاس گئے اس وقت وہ اور ان کے بھائی اپنے ایک باغ میں پانی کھینچ رہے تھے۔ جب انہوں نے ہم کو دیکھا تو آئے اور بصورت احتباء بیٹھ گئے اور کہا کہ ہم تعمیر مسجد نبوی کے وقت ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے اور عمار دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے پھر رسول اللہ ان کے پاس سے گذرے اور ان کے سر سے غبار صاف کیا فرمایا عمار پر بہت افسوس ہے ان کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی وہ ان کو خدا کی طرف بلاتے ہوں گے اور وہ ان کو دوزخ کی طرف بلاتے ہوں گے۔

صحیح مسلم جلد ۲ ص ۴۰۳ سطر ۲۵، مشکوٰۃ ص سطر ، مسند ابو داؤد طیالسی ص ۲۹۳ مناقب خوارزمی ص ۱۲۰ ، الفتح الکبیر جلد ۳ ص ۳۰۴ ، جلد ۲ ص ۲۱۴ ، البدایہ جلد ا ص ۲۷ ، جلد ۳ ص ۲۱۷ حلیۃ الاولیاء جلد ۷ ص ۱۹۷ ، المستدرک جلد ۲ ص ۱۴۹ تیسیر الوصول جلد ۲ ص ۱۵۱ سیر اعلام النبلاء جلد ا ص ۲۹۹ ، طبقات ابن سعد

جلد ۳ ص ۲۵۲، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۲۴۵، تاریخ اسلام ذہبی جلد ۲ ص ۱۷۹، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۹۶
تاریخ بغداد جلد ۲ ص ۲۸۲ خصائص نسائی ص ۴۱، مبارق الازھار شرح مشارق الانوار ص ۲۹۹ جلد ۲، سنن
بیہقی جلد ۸ ص ۱۸۹ منتخب الصحیحین نبھانی ص ۸۷

حدیث اُمّ سلمہؓ

نیشاپوری، مسلم بن الحجاج صحیح جلد ۲ ص ۴۰۳ سطر ۲۵ مع شرح نووی لاہور

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے عمار سے فرمایا کہ تجھے باغی گروہ قتل کریگا۔

عن ام سلمة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لعمار: تقتلك فیئة الباغیة

مسند حنبل جلد ۳ ص ۵ سطر ۲ طبقات ابن سعد ص ۲۵۲ جلد ۳ خصائص نسائی ص ۱۳۲ سطر ۱۲
عقد الفرید جلد ۲ ص ۲۰۳ مبارق الازھار جلد ۲ ص ۱۷۹، معرفة علوم الحدیث ص ۸۴، مناقب خوارزمی
ص ۱۱۹ حلیة الاولیاء جلد ۷ ص ۱۹۷، تاریخ بغداد ص ۲۸۹ جلد ۱۱، الفتح الکبیر ص ۳۵ جلد ۲، سیر اعلام النبلاء جلد ۱
ص ۳۰۰، نہایة الارب جلد ۱۶ ص ۳۴۵، تاریخ اسلام ذہبی جلد ۲ ص ۱۸۰، تاریخ مدینہ منورہ سمہودی ص ۲۳۶
جلد ۱ - البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۱۷ خصائص کبریٰ ص ۱۴۰ جلد ۲، ینابیع المودة ص ۱۲۸ سر العالمین ص ۲۳
سطر ۳، مسند دمشق ص ۲۳۷ سطر آخر، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵ ۲۵۸۷، منتخب کنز جلد ۵ ص ۳۳ سطر ۳، زرقانی
جلد ۵ ص ۱۹۳

حدیث حضرت عثمان بن عفان

معجم الصغیر ص ۱۰۶، حلیة الاولیاء جلد ۴ ص ۱۴۲، سیر اعلام النبلاء جلد ۱ ص ۳۰۰، مجمع الزوائد
جلد ۷ ص ۲۴۲

حدیث حضرت ابو ہریرہ

اسد الغابہ جلد ۴ ص ۴۵، تاریخ اسلام ذہبی جلد ۲ ص ۱۷۹ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۹۶، ذخائر المواریث
جلد ۴ ص ۱۱۳ ینابیع المودة ص ۱۲۹

حدیث عبداللہ بن عمر

خصائص نسائی ص۱۳۳ سطر ۷، طبقات ابن سعد جلد ۳ ص۲۵۳، العقد الفرید ص۲۰۳ جلد ۲، کتاب الصفین ابن مزاحم ص۳۶۷، تاریخ بغداد ص۲۱۴ جلد ۷، المستدرک جلد ۳ ص۳۸۷، البدایہ ص۲۶۵ جلد ۷، الاغتباط اندلسی ص۵۸، کامل ابن اثیر جلد ۳ ص۱۵۸، سیر اعلام النبلاء ص۱۵۵ جلد ۳ ص۶، تاریخ اسلام ذہبی جلد ۳ ص۹۳، مجمع الزوائد ص۲۴۲ جلد ۷، تاریخ مدینہ منورہ ص۲۳۶ جلد ۱، منتخب کنز العمال ص۴۴۹ جلد ۵

حدیث عمرو بن عاص

الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص۱۲۶، البدء والتاریخ جلد ۵ ص۴، کتاب الصفین ابن مزاحم ص۳۸۶ المستدرک جلد ۳ ص۳۸۶، سنن بیہقی جلد ۸ ص۱۸۹، مناقب خوارزمی ص۱۵۲، سیر اعلام النبلاء جلد ۱ ص۲۲۹ ص۳۰۰ ص۱۳۰۵، تلخیص المستدرک جلد ۳ ص۳۸۶، تاریخ اسلام ذہبی جلد ۲ ص۱۸۰، البدایہ جلد ۷ ص۲۶۷، جلد ۶ ص۲۱۵ مجمع الزوائد جلد ۷، ص۲۴۲ جلد ۹ ص۲۹۷، تہذیب التہذیب جلد ۳ ص۲۹۰، تاریخ مدینہ منورہ جلد ۱ ص۲۳۶، سیرت حلبیہ ص۷۲ جلد ۲، نور الابصار ص۹۰

حدیث خزیمہ بن ثابت رض

طبقات ابن سعد جلد ۳ ص۲۵۹، العقد الفرید ص۲۰۳ جلد ۲، منتخب ذیل المذیل ص۱۵، اسد الغابہ جلد ۲ ص۱۱۴، مناقب خوارزمی ص۱۱۹، تاریخ ابن عساکر ص۱۳۴ جلد ۵، المستدرک جلد ۳ ص۲۹۷ و ص۳۸۵ سیرت حلبیہ ص۷۲ جلد ۲، الاصابہ جلد ۱ ص۴۲۵، اکمال الرجال ص۶۳۹، شرح حدیدی ص۳۳۹ جلد ۲، مجمع الزوائد جلد ۷ ص۲۴۲

حدیث حبہ عرنی

تاریخ طبری جلد ۴ ص۲۷، تاریخ بغداد ص۲۷۴ جلد ۸، المستدرک جلد ۳ ص۳۹۱، مجمع الزوائد جلد ۹ ص۲۹۶، تلخیص المستدرک جلد ۳ ص۳۹۱، الخصائص الکبریٰ جلد ۲ ص۱۴۱ اس کے علاوہ اسماعیل بن عبدالرحمٰن کی روایت اصابہ جلد ۱ ص۱۲۸، ہانی بن ہانی کی روایت فیض القدیر کے ص۲۵۱ حسن کی روایت

کتاب الصفین ابن مزاحم کے ص ۳۶۹ ۔ ابو رافع کی روایت مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۹۶ حفی مولای عمر کی روایت طبقات ابن سعد کی جلد ۳ کے ص ۲۵۳ ۔ ابو ایوب انصاری کی روایت مناقب خوارزمی کے ص ۶۳ ، عائشہ کی روایت منتخب کنز العمال کی جلد ۵ کے ص ۲۴۸ جلد ۵ ۔ سعید بن جبیر کی روایت منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۲۴۸ جابر کی روایت منتخب کنز العمال کی جلد ۵ ص ۲۴۶ حبیب بن ثابت کی روایت کتاب الصفین ص ۳۶۷ ۔ محمد بن عمر بن حزم کی روایت المستدرک جلد ۳ ص ۳۸۶ سنن بیہقی جلد ۸ ص ۱۸۹ مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۲۴۱ تلخیص المستدرک جلد ۳ ص ۳۸۶ سیر اعلام النبلاء جلد ۱ ص ۳۰۰ ۔ خود عمار بن یاسر کی روایت مسند ابو داؤد ص ۹۰ حلیۃ الاولیاء جلد ۴ ص ۳۶۱ سیر اعلام النبلاء ص ۳۰۰ جلد ۱ مناقب خوارزمی ص ۱۵۲ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۹۵ جلد ۷ ، ص ۲۴۲ جلد ۹ ص ۲۹۸ البدایہ جلد ۶ ص ۲۱۴ خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۴۰ نہایت الارب جلد ۵ ص ۱۹۲ روایت معاویہ بن ابی سفیان ۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۹۶ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۲۴۷ مجمع الزوائد ص ۲۹۷ جلد ۹ ینابیع المودۃ ص ۱۲۹ ۔ روایت زیاد بن عزد ۔ اسد الغابہ جلد ۲ ص ۲۱۷ اصابہ جلد ۱ ص ۱۲۸ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۹۶ ۔ روایت عبد اللہ بن ابی ھذیل طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۴۱ جلد ۳ ص ۲۵۱ مسند ابو داؤد طیالسی ص ۹۰ ۔ روایت انس تاریخ بغداد جلد ۵ ص ۳۱۵ مجمع الزوائد ص ۲۴۲ جلد ۷ ، روایت زید بن ابی اوفی مناقب خوارزمی ص ۹۰ سیر اعلام النبلاء ص ۹۶ جلد ۱ ۔ روایت عمرو بن میمون ۔ طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۴۸ تاریخ اسلام ذھبی جلد ۲ ص ۱۷۷ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۲۴۵

علامہ الشیخ منصور علی ناصف ازہری نے اُن تمام احادیث و اخبار (کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کو جانتے تھے) کو اپنی کتاب التاج الاصول فی احادیث الرسول کی جلد ۵ کے کتاب الفتن و الملاحم میں شرح و بسط کے ساتھ جمع کر دیا ہے یہ تقریباً ایک سو ستر احادیث ہیں جسے ضرورت ہو وہ مذکورہ کتاب کی مذکورہ جلد کے صفحہ نمبر ۳۱۹ سے لے کر ص ۳۸۱ تک کا مطالعہ کرلے۔

بغوی، حسین بن مسعود تفسیر معالم التنزیل جلد ۱ طبع مصر

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بعد العصر فما ترک شیاء الی یوم القیامۃ الا ذکرہ فی مقام ذلک حتی اذا کانت الشمس علی رؤس النمل و

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبیؐ کریم نے ایک روز عصر کے بعد ہم میں کھڑے ہو کر قیامت تک ہونے والی چیزیں سب ہی بیان فرما دیں اور کوئی چیز نہ چھوڑی یہاں تک کہ جب دھوپ کھجوروں کی چوٹیوں

اور دیواروں کے کنارے پر پہنچی تو فرمایا کہ دنیا کے احوال میں سے صرف اس قدر باقی رہ گیا جتنا دن باقی رہ گیا۔

اطراف الحیطان قال اما انہ لم یبق من الدنیا فیما مضی منھا الا کما من یومکم

ولی الدین تبریزی مشکوٰۃ ص۲۱ سطر ۱۱ نور محمد کراچی

حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا: کہ سب سے پہلے اللہ نے جو چیز پیدا کی وہ قلم ہے۔ خدا نے قلم سے فرمایا لکھ، قلم نے عرض کیا: کیا لکھوں؟ اللہ نے فرمایا: تقدیر کو لکھ۔ چنانچہ جو کچھ ہو چکا تھا اور جو ہونے والا تھا سب قلم نے لکھا۔

عن عبادۃ ابن الصامت قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول ما خلق اللہ القلم فقال لہ اکتب قال ما اکتب القدر فکتب ما کان وما ھو کائن الی الابد

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ ص۲۱ سطر ۲۱ باب نور محمد کراچی

عن عبد اللہ بن عمر قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی یدیہ کتابان فقال تدرون ما ھذان الکتابان قلنا لا یا رسول اللہ الا ان تخبرنا فقال للذی فی یدہ الیمنی ھذا کتاب من رب العالمین فیہ اسماء اھل الجنۃ واسماء اباءھم وقبائلھم ثم اجمل علی آخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابداً ثم قال للذی فی شمالہ ھذا کتاب من رب العالمین فیہ اسماء اھل النار واسماء اباءھم وقبائلھم ثم اجمل علی آخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابداً

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں تو آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں تو ہم نے عرض کی کہ نہیں مگر یہ کہ آپ ہمیں خبر دیں تو آپ نے فرمایا یہ کتاب جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام جنتیوں کے نام اور ان کے آباء کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں۔ پھر اس کے اخیر پر میزان لگائی گئی اور ان میں نہ زیادہ کیا جائے گا۔

اور نہ کم کیا جائے گا۔ ہمیشہ تک پھر فرمایا یہ جو کتاب میرے بائیں ہاتھ میں ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام دوزخیوں کے نام ہیں اور ان کے آباد کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام۔ پھر ان کے آخیر میں میزان لگائی گئی نہ اُن میں کچھ زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم ہمیشہ تک۔

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ المصابیح ص ۶۹ سطر ۲۷ نور محمد کراچی

حضرت عبدالرحمٰن بن عایش سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنے خدا کو اچھی صورت میں دیکھا[1] فرمایا رب نے کہ ملائکہ کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں تو میں نے عرض کی تو ہی بہتر جانتا ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ پھر میرے رب نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور آپ نے اس حال کے مناسب یہ آیت تلاوت فرمائی

عن عبد الرحمٰن بن عایش قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت ربی عزو جل فی احسن صورۃ قال فیما یختصم الملأ الاعلیٰ قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدی فعلمت ما فی السموات والارض وتلا وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۱۲ سطر ۹ اصح المطابع کراچی باب فضائل سید المرسلین

ثوبان سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ خدا نے میرے لئے زمین سمیٹ دی پس میں نے زمین کے مشرقوں کو مغربوں کو دیکھ لیا۔

عن ثوبان قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی الی الارض فرایت مشارقھا و مغاربھا۔

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۶۲ سطر ۵ کتاب الفتن نور محمد کراچی

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ عنقریب فتنوں کا ظہور ہوگا۔ اس زمانے میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا چلنے والے سے اور چلنے

عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون الفتن القاعد فیھا خیر من القائم والقائم فیھا خیر من الماشی فیھا من الساعی من تشرف لھا تستشرفہ

---

[1] مذہب امامیہ کے نزدیک خدا کو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا ملاحظہ فرمائیے شرح تجرید و دیگر کتب علم کلام

والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے جو شخص ان فتنوں کی طرف جھانکے گا فتنہ اس کو اپنی طرف کھینچ لے گا۔ پس جو شخص پناہ کی کوئی جگہ پائے وہ وہاں جاکر پناہ حاصل کرے۔ — فمن وجد ملجاءً او معاذاً فلیعذ بہ

مسند احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۳۸۸ کتاب التاج الجامع للاصول جلد ۵ ص ۳۲۴
تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ ص ۴۶۲ سطر ۹ اصح المطابع کراچی کتاب الفتن

حضرت ابوبکرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے عنقریب فتنوں کا ظہور ہوگا اور یاد رکھو کہ پھر ان فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ پیش آئے گا اس بڑے فتنہ میں بیٹھا ہوا شخص چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا بہتر ہوگا فتنے کی طرف دوڑنے والے سے خبردار! جب یہ فتنہ وقوع میں آئے تو وہ شخص جس کے پاس اونٹ ہو اپنے اونٹ کے ساتھ ہو جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں میں مل جائے اور جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین میں جا پڑے (یعنی تمام کاموں کو چھوڑ کر گوشۂ تنہائی اختیار کرے اور ان چیزوں میں مشغول و منہمک ہو جائے ایک شخص نے (یہ سن کر) عرض کیا یا رسول اللہ جس کے پاس اونٹ بکریاں اور زمین نہ ہو وہ کیا کرے۔ فرمایا وہ اپنی تلوار کی طرف متوجہ ہو اور اس کو پتھر مار کر توڑ ڈالے (یعنی اس کی دھار کو بیکار کر دے تاکہ جنگ و پیکار کا خیال دل میں پیدا نہ ہو) اور پھر اس کو چاہیے کہ ان فتنوں سے نجات پانے کے لئے بھاگ نکلے اگر وہ جلد ایسا کر سکے اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اے اللہ میں نے تیرے احکام تیرے بندوں کو پہنچا دیئے تین مرتبہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مجھ پر جبر کیا جائے یہاں تک کہ مجھ کو دونوں فریق میں سے کسی ایک فریق کی صف میں لے جایا جائے اور مجھ کو ایک شخص اپنی تلوار سے مارے یا کوئی تیر آکر

عن ابی بکرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا ستکون فتن الاثم تکون فتن الاثم تکون فتنۃ القاعد خیر من الماشی فیھا والماشی خیر من الساعی الیھا الا فاذا وقعت فمن کان لہ ابل فلیلحق بابلہ ومن کان لہ غنم فلیلحق بغنمہ ومن کانت لہ ارض فلیلحق بارضہ فقال رجل یا رسول اللہ ارایت من لم یکن لہ ابل ولا غنم ولا ارض قال یعمد الی سیفہ فیدق علی حدہ بحجر ثم لینج ان استطاع النجاء اللھم ھل بلغت ثلثا فقال رجل یا رسول اللہ ارایت ان اکرھت حتی ینطلق بی الی احد الصفین فضربنی رجل بسیفہ او یجئ سھم فیقتلنی قال یبوء باثمہ واثمک ویکون من اصحاب النار

لگے اور مجھ کو مار ڈالے تو میری نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔ فرمایا یا تیرے قاتل پر اپنا اور تیرا دونوں کا گناہ ہوگا۔ اور یہ شخص دوزخیوں میں سے شمار ہوگا۔

بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح جلد ۱ ص ۱۸۴ سطر ۱۳ رشیدیہ دہلی

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ دو قبروں پر گزرے جن میں عذاب ہو رہا تھا تو حضورؐ نے فرمایا کہ ان دونوں صاحبان قبر کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی سخت بات کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک تو پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا۔ پھر حضورؐ نے ایک تر شاخ لے کر اس کو آدھا آدھا چیرا پھر دونوں قبروں میں ایک ایک گاڑ دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ لکڑیاں خشک نہ ہوں گی ان دونوں شخصوں سے عذاب میں کمی کی جاوے گی۔

عن ابن عباس مرّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین یعذبان فقال انّھما یعذّبان فی کبیر امّا احدھما فکان لا یستتر من البول واما الاخر فکان یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقھا بنصفین ثم غرز فی کلّ قبر واحدۃ وقال لعلّہ ان یخفف عنھما مالم ییبسا

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۴۱ سطر ۱۳ نور محمد کراچی

حضرت ابو ھریرہ کہتے ہیں کہ ایک بھیڑیا آیا اور چرواہے کے ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھا لے گیا۔ چرواہے نے اس کا تعاقب کیا اور بکری کو اس سے چھین لیا۔ ابوہریرہ کا بیان ہے کہ پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا۔ اور وہاں اپنی وضع پر بیٹھ کر کہا میں نے اپنے رزق کا ارادہ کیا تھا جو مجھ کو خدا نے دیا۔ میں نے اس پر قبضہ کیا تھا۔ لیکن تو نے اے چرواہے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم ایسی عجیب بات میں نے کبھی نہیں دیکھی جو آج کے دن دیکھی ہے۔ بھیڑیا بولتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ عجیب اس شخص کا حال ہے جو درختوں میں ہے۔ وہ کھجور کے درخت جو دو سنگستانوں کے درمیان واقع ہیں وہ

عن ابی ھریرۃ قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منھا شاۃ فطلبہ الراعی حتی انتزعھا منہ قال فصعد الذئب علی تلّ فاقعی واستثفر وقال قد عمدت الی رزق رزقنیہ اللہ اخذتہ ثم انتزعتہ منی فقال الرجل تاللہ ان رایت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من ھذا رجل فی النخلات بین الحرّتین یخبرکم بما مضی وما ھو کائن بعدکم قال: فکان الرجل یھودیا فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ واسلم فصدّقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انھا امارات

شخص گزری ہوئی باتوں کی خبریں دیتا ہے اور جو واقعات تمہارے بعد ہونے والے ہیں ان کو بتاتا ہے۔ ابوھریرہ کا بیان ہے کہ وہ چرواہا یہودی

بين يدي الساعة قد اوشك الرجل ان يخرج فلا يرجع حتى يحدثه نعلاه وسوطه بما احدث اهله بعده

تھا بھیڑیئے سے یہ بات سن کر وہ نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ سے آگاہ کیا اور مسلمان ہوگیا رسول اللہ صلعم نے اس بات کو درست تسلیم کیا اور پھر فرمایا یہ واقعہ اور اسی قسم کی دوسری علامات قیامت سے پہلے کی نشانیاں ہیں۔ قریب ہے وہ وقت کہ آدمی باہر جائے اور اس کے واپس ہونے پر اس کی جوتیاں اور اس کا کوڑا وہ تمام باتیں بیان کریں جو اس کی عدم موجودگی میں گھر کے اندر ہوئی ہوں گی۔

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص۴۶۷ سطر ۷ کتاب الفتن۔ باب الملاحم نور محمد کراچی

حضرت عبد اللہؓ بن مسعود کہتے ہیں کہ قیامت اس وقت آئے گی جبکہ میراث تقسیم نہ کی جائے گی مسلمان مال غنیمت سے خوش نہ ہوں گے اس کے بعد ابن مسعود نے اس حقیقت کی تشریح کی اور کہا شام والوں سے لڑنے کے لئے کافر لشکر جمع کریں گے اور ان کافروں سے مقابلہ کے لئے مسلمان بھی لشکر جمع کریں گے پھر مسلمان ایک جماعت کا انتخاب کر کے رومیوں سے مقابلہ کے لئے آگے بھیجیں گے اور اس سے یہ شرط کریں گے کہ وہ لڑے اور مر جائے اور واپس آئے تو فتح حاصل کر کے آئے پھر فریقین ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں گے یہاں تک کہ دونوں لشکروں کے درمیان رات حائل ہو جائے گی اور دونوں فریق اپنی اپنی جگہ واپس آجائیں گے اور کسی کو فتح حاصل نہ ہوگی۔ لیکن مسلمانوں کی وہ جماعت جس کو آگے بھیجا گیا تھا فنا ہو جائے گی پھر مسلمان ایک اور جماعت کو اسی شرط کے ساتھ آگے بھیجیں گے اور دونوں

عن عبد الله بن مسعود قال: ان الساعة لاتقوم حتى لا يقسم ميراث ولا يفرح بغنيمة ثم قال عدو يجمعون لاهل الشام ويجمع لهم اهل الاسلام يعني الروم فيتشرط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة فيقتتلون حتى يحجز بينهم الليل فيفئ هؤلاء وهؤلاء كل غير غالب وتفنى الشرطة ثم يتشرط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة فيقتتلون حتى يحجز بينهم الليل فيفئ هؤلاء وهؤلاء كل غير غالب وتفنى الشرطة ثم يتشرط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة فيقتتلون حتى يمسوا فيفئ هؤلاء وهؤلاء كل غير غالب وتفنى الشرطة فاذا كان يوم الرابع نهد اليهم بقية اهل الاسلام فيجعل الله الدبرة عليهم فيقتتلون مقتلة لم ير مثلها حتى ان الطائر ليمر بجنباتهم فلا يخلفهم

فریق ایک دوسرے سے مقابلہ کریں گے یہاں تک کہ رات درمیان میں حائل ہو جائے گی اور دونوں فریق واپس ہو جائیں گے اور ان میں سے کوئی فتح یاب نہ ہوگا۔ لیکن مسلمانوں کی وہ جماعت جس کو آگے بھیجی گیا تھا فنا ہو جائے گی۔ پھر مسلمان ایک اور جماعت کو آگے بھیجیں گے اسی شرط کے ساتھ اور دونوں فریق معرکہ آرا ہوں گے یہاں تک کہ شام ہو جائے گی اور دونوں فریق واپس ہو جائیں گے جن میں سے کسی ایک کو بھی فتح حاصل نہ ہو گی اور مسلمانوں کی وہ جماعت جو آگے بھیجی گئی تھی فنا ہو جائے گی۔ چوتھے روز مسلمانوں کی باقی فوج لڑنے کے لئے تیار ہو گی اور خدا اس کو کفار پر فتح دے گا یہ لڑائی نہایت سخت ہو گی مسلمان جان توڑ کر لڑیں گے اور ایسا لڑیں گے کہ اس وقت تک ایسی لڑائی نہ دیکھی ہو گی یہاں تک کہ اگر پرندہ اطراف لشکر سے گزرنا چاہے گا تو وہ لشکر کو پیچھے نہ چھوڑ سکے گا یعنی لشکر سے آگے نہ جا سکے گا۔ کہ مر کر زمین پر گر پڑے گا۔ پھر شمار کریں گے ایک باپ کے بیٹوں کو جو تعداد میں سو تھے اور ان میں سے صرف ایک زندہ بچے گا۔ پھر کسی غنیمت سے وہ خوش کئے جائیں گے یا کون سی میراث ان میں تقسیم کی جائے گی۔ مسلمان اسی حال میں ہوں گے کہ ان کو ایک سخت لڑائی کی خبر ملے گی جو اس لڑائی سے زیادہ سخت ہو گی۔ پھر مسلمان یہ فریاد سنیں گے کہ دجال ان کی عدم موجودگی میں ان کے اہل وعیال میں پہنچ گیا ہے۔ اس خبر کو سن کر وہ سب کچھ پھینک دیں گے اور دجال کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ اور دس سواروں کو آگے بھیجیں گے کہ وہ دشمن کا حال معلوم کریں رسول اللہ نے فرمایا مسلمان جن سواروں کو آگے بھیجیں گے مجھ کو ان کے اور ان کے باپوں کے نام معلوم ہیں اور ان کے گھوڑوں کا رنگ بھی وہ بہترین سوار ہیں یا اس وقت روئے زمین پر بہترین سواروں میں سے ہوں گے۔

حتی یخر میتا فیتعاد بنوالاب کانوامائة فلا یجدونه بقی منهم الا الرجل الواحد فبای غنیمة یفرح او ای میراث یقسم فبینا هم کذلك اذا سمعوا بباس هو اکبر من ذلك فجاءهم الصریخ ان الدجال قد خلفهم فی ذراریهم فیرفضون ما فی ایدیهم و یقبلون فیبعثون عشر فوارس طلیعة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی لاعرف اسماءهم واسماء اٰبائهم والوان خیولهم هم خیر فوارس او من خیر فوارس علی ظهر الارض یومئذ

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۴ سطر ۲۴ ، بخاری جلد ۲ ص ۱۱۲۸ سطر ۲۱

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ہم (مقام جوانہ میں) رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر تھے

عن ابی سعید الخدری قال: بینما نحن عند رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو

اور آپ غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے
کہ آپ کی خدمت میں قبیلہ بنو تمیم کا ایک شخص جس
کا نام ذوالخویصرہ تھا حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول
اللہ عدل و انصاف سے کام لیجئے۔ حضور صلعم نے
فرمایا افسوس ہے تجھ پر میں انصاف نہ کروں گا۔
تو کون کرے گا بے شک تو نا امید اور گھاٹے میں
رہا اگر میں انصاف نہ کروں۔ عمر نے عرض کیا مجھ
کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔
آپ نے فرمایا: اس کو اس کے حال پر چھوڑ دے
اس لئے کہ اس شخص کے کچھ لوگ تابعدار ہوں گے
اور تم ان کی نمازوں کو اور ان کے روزوں سے
اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے اس لئے کہ وہ لوگ
ریاکار اور طالب شہرت ہوں گے اور دکھانے کے
لئے اچھی طرح نمازیں پڑھیں گے اور روزے
رکھیں گے۔ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن
ان کے حلق سے نیچے نہ جائے گا۔ اور یہ لوگ
دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکاری
کے ہاتھ سے چھوٹ کر شکار میں سے گزر جاتا ہے
جب تیر شکار کے جسم سے گزر جائے گا اور باہر
آجائے تو اس کے پیکان سے پر تک صاف ہوتا ہے
اور کوئی چیز اس کے کسی حصے میں لگی نظر نہیں آتی حالانکہ
وہ نجاست اور خون میں سے نکل کر آتا ہے اور اس
شخص کے بعض تابعداروں کی علامت یہ ہے کہ وہ
سیاہ رنگ کا آدمی ہوگا جس کے ایک بازو میں عورت
کے پستان کے مانند ابھرا ہوا گوشت کا ایک ٹکڑا

يقسم قسما اتاه ذو الخويصرة وهو رجل
من تميم فقال يا رسول الله اعدل فقال
ويلك فمن يعدل اذا لم اعدل قد خبت
وخسرت ان لم اكن اعدل فقال عمر ائذن
لي اضرب عنقه فقال دعه فان له اصحابا
يحقر احدكم صلواته مع صلوتهم و
صيامه مع صيامهم يقرؤن القران لا يجاوز
تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من
الرمية ينظر الى نصله الى رصافه الى نضيه
وهو قدحه الى قذذه فلا يوجد فيه
شئ قد سبق الفرث والدم ايتهم رجل
اسود احدى عضديه مثل ثدى المراة
او مثل البضعة تدردر ويخرجون على
خير فرقة من الناس قال ابو سعيد
اشهد اني سمعت هذا الحديث من
رسول الله صلى الله عليه وسلم واشهد
ان علي بن ابي طالب قاتلهم وانا معه فامر
بذلك الرجل فالتمس فاتي به حتى نظرت
اليه على نعت النبي صلى الله عليه وسلم
الذي نعته وفي رواية اقبل غائر العينين
ناتي الجبهة كث اللحية مشرف الوجنتين
محلوق الراس فقال يا محمد اتق الله فقال
فمن يطع الله اذا عصيته فيامنني الله
على اهل الارض ولا تامنوني فسال رجل
قتله فمنعه فلما ولى قال ان من ضئضئ

ہو گا جو ملتا ہو گا اور یہ لوگ لوگوں کے ایک بہترین فرقے کے خلاف بغاوت کریں گے۔ ابوسعید خدری کا بیان ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے رسول اللہ صلعم سے سنی ہے اور پھر میں یہ شہادت

هذا اقوما يقرؤن القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الاسلام مروق السهم من الرمية فيقتلون اهل الاسلام ويدعون اهل الاوثان لئن ادركتهم لاقتلنهم قتل عاد

دیتا ہوں کہ حضرت علی سے ان لوگوں کی ایک جماعت لڑی اور میں اس جنگ میں حضرت علی کے ساتھ تھا۔ جب حضرت علی نے فتح پائی تو اس شخص کو تلاش کرنے کا حکم دیا جس کی نسبت رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا۔ چنانچہ نعشوں میں تلاش کر کے اس کی نعش کو لایا گیا۔ میں نے اس کو دیکھا اس کی جو صفت رسول اللہ صلعم نے بیان کی تھی اس میں موجود تھی اور ایک روایت میں ذوالخویصرہ کے حاضر ہونے کے بجائے یہ الفاظ ہیں کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں۔ پیشانی بلند تھی۔ گنجان داڑھی تھی۔ رخسار اٹھے ہوئے تھے اور سر منڈا ہوا تھا اور آپ سے یہ فرمایا کہ اے محمد خدا سے ڈر آپ نے فرمایا اگر میں ہی خدا کی نافرمانی کروں گا تو کون اس کی اطاعت کرے گا۔ خدا مجھ کو امین جانتا ہے اور زمین کے لوگوں میں امین سمجھتا ہے۔ تم مجھ کو امین نہیں جانتے اور مجھ پر اعتماد نہیں رکھتے۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کیا اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ آپ نے منع فرما دیا پھر جب وہ شخص چلا گیا تو حضور صلعم نے فرمایا اس شخص کی اصل سے ایک قوم پیدا ہو گی جو قرآن کو پڑھے گی اور قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ جائے گا۔ یہ لوگ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکاری کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ پھر یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو اس طرح ہلاک کر دوں جس طرح عاد ہلاک کئے گئے۔

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۹ سطر آخر۔ باب فی المعجزات۔ اصح المطابع کراچی

حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے میرے صحابیوں میں اور ایک روایت میں ہے میری امت میں بارہ منافق ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے داخل ہونا کیا جنت کی بو بھی نہ پائیں گے جب تک سوئی کے ناکے میں سے اونٹ نہ گزر جائے۔ ان میں سے آٹھ منافقوں کے شر اور فتنے کو دبیلہ دفع کرے گا۔ وہ

عن حذيفة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال في اصحابي وفي رواية قال في امتي اثنا عشر منافقا لا يدخلون الجنة ولا يجدون ريحها حتى يلج الجمل في سم الخياط ثمانية منهم تكفيهم الدبيلة سراج من نار يظهر في اكتافهم حتى تنجم في صدورهم

ایک آگ کا شعلہ ہوگا جو ان کے مونڈھوں میں پیدا ہوگا۔

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص۵۳۹ سطر ۲ باب فی المعجزات نور محمد کراچی

حضرت ابو ذر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے عنقریب تم مصر کو فتح کروگے اور مصر ایک زمین کا نام ہے جس میں ایک سکے کا نام قراط لکھا جاتا ہے۔ جب تم اسے فتح کرلو تو اس کے باشندوں سے اچھا سلوک کرنا اس لئے کہ مصر والوں کے لئے امان اور قرابت ہے یا یہ فرمایا کہ مصر والوں کے لئے امان ہے اور ان سے سسرال کا رشتہ ہے پھر جب تم دیکھو کہ دو شخص ایک اینٹ کے مقام پر جھگڑا کرتے ہیں تو تو اس سے نکل جا ابو ذر کہتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمٰن بن شرجیل بن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے دیکھا اور میں مصر سے چلا آیا۔

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم ستفتحون مصر وھی ارض یسمی فیھا القراط فاذا فتحتموھا فاحسنوا الی اھلھا فان لھا ذمۃ ورحما او قال ذمۃ و صھرا فاذا رایتم رجلین یختصمان فی موضع لبنۃ فاخرج منھا قال فرایت عبد الرحمٰن بن شرحبیل بن حسنۃ واخاہ ربیعۃ یختصما فی موضع لبنۃ فخرجت منھا۔

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص۵۳۹ سطر ۱۳ نور محمد کراچی

حضرت ابو حمید ساعدی کہتے ہیں کہ (مدینہ سے غزوہ تبوک کے لئے) رسول اللہ کے ساتھ ہم روانہ ہوئے اور وادی قریٰ میں ایک عورت کے باغ کے پاس پہنچے۔ رسول اللہ صلعم نے لوگوں سے فرمایا۔ اس باغ کے پھلوں کا اندازہ کرو ہم نے اندازہ کیا اور رسول اللہ صلعم نے بھی اندازہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ دس اوسق پھل ہوں گے۔ اس کے بعد اس عورت سے آپ نے فرمایا (جب پھل اتریں تو) وزن کا خیال رکھنا جب تک کہ ہم لوٹ کر آئیں انشاءاللہ یہاں سے چل کر ہم تبوک پہنچے رسول اللہ صلعم نے فرمایا آج رات تم پر تیز و تند ہوا چلے گی۔ کوئی شخص کھڑا نہ ہو اور جس کے پاس اونٹ ہو

عن ابی حمید الساعدی قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرصوھا فخرصناھا وخرصھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرۃ اوسق وقال: احصیھا حتی نرجع الیک ان شاء اللہ وانطلقنا حتی قدمنا تبوک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستھب علیکم اللیلۃ ریح شدیدۃ فلا یقم فیھا احد فمن کان لہ بعیر فلیشد عقالہ فھبت ریح شدیدۃ فقام رجل فحملتہ الریح حتی القتہ بجبلی طیئ ثم اقبلنا حتی قدمنا وادی القری فسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المراۃ عن حدیقتھا کم بلغ ثمرھا فقالت عشرۃ

وہ اس کے پاؤں کو مضبوط باندھ دے چنانچہ اوسق
سخت آندھی آئی ایک شخص آندھی میں کھڑا ہو گیا جس کو ہوا نے اٹھا کر طے کے پہاڑوں کے درمیان
پھینک دیا پھر ہم مدینے کی طرف متوجہ ہوتے اور وادی قریٰ میں پہنچے رسول اللہ صلعم نے باغ والی
عورت سے پوچھا تیرے باغ کے پھل کتنے ہوئے اس نے کہا دس اوسق۔

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص۵۴۸ سطر ۲۲ نور محمد کراچی

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم اپنی اس علالت میں جس میں آپ نے وفات پائی، گھر سے باہر تشریف لاتے ہم لوگ اس وقت مسجد میں تھے اور اپنے سر پر کپڑا باندھے ہوئے تھے حضور صلعم نے مسجد میں داخل ہو کر منبر کا رخ کیا اور پھر منبر پر بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا قسم ہے
اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں منبر پر بیٹھے ہوئے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔

عن ابی سعید الخدری قال: خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ونحن فی المسجد عاصبا رأسہ بخرقۃ حتی اھوی نحو المنبر فاستوی علیہ واتبعناہ قال والذی نفسی بیدہ انی لانظر الی الحوض من مقامی ھذا۔

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص۵۱۱ سطر ۱۰ باب فضائل سید المرسلین۔ اصح المطابع کراچی

حضرت ابو ھریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے قیامت کے دن میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے قبر سے میں اٹھوں گا اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد ادم یوم القیامۃ و اوّل من ینشق عنہ القبر و اوّل شافع واوّل مشفّع

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص۴۸۷ سطر ۱۸ نور محمد کراچی

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے میرے حوض کی درازی اتنی ہے جتنی کہ مقام ایلہ وعدن کے درمیان فاصلہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور اس شہد سے زیادہ میٹھا ہے جس میں دودھ ملا ہوا ہو۔ اور اس کے پینے کے برتن

عن ابی ھریرہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ ان حوضی ابعد من ایلۃ من عدن لھو اشد بیاضا من الثلج واحلی من العسل باللبن ولانیتہ اکثر من عدد النجوم وانی لاصد الناس عنہ کما یصد الرجل ابل الناس عن حوضہ قالوا یا رسول اللہ اتعرفنا یومئذ قال نعم

آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں اور میں غیر اُمتوں کے لوگوں کو اپنے حوض کوثر پر آنے سے اسی طرح روکوں گا جس طرح کوئی آدمی اپنے اونٹوں کے حوض پر دوسرے اونٹوں کو آنے سے روکتا ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ اس روز آپ ہم کو پہچان لیں گے فرمایا ہاں

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص۴۸۷ سطر آخر نور محمد کراچی

حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں حوض کوثر پر تمہارا میر سامان ہوں گا۔ جو شخص میرے پاس سے گذرے گا پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا البتہ میرے پاس بہت سی قومیں آئیں گی میں ان کو پہچانوں گا اور وہ مجھ کو پہچان لیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائے گی میں کہوں گا۔ یہ لوگ

عن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی فرطکم علی الحوض من مر علی شرب ومن شرب لم یظمأ ابدا لیردن علی اقوام اعرفہم و یعرفونی ثم یحال بینی وبینہم فاقول انہم منی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی

تو میرے ہیں یا میرے طریقے پر ہیں۔ اس کے جواب میں بتایا جائے گا۔ کہ تم کو معلوم نہیں۔ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کی ہیں۔ میں کہوں گا۔ وہ لوگ دور ہوں مجھ سے دور خدا کی رحمت سے دور۔ جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی۔

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص۴۸۳ سطر ۵ نور محمد کراچی

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے قیامت کے دن تم کو اس حال میں جمع کیا جائے گا کہ تم ننگے پاؤں اور ننگے بدن اور بے ختنہ ہوگے۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھی کَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ اور آپ نے یہ فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم کو لباس پہنایا جائے گا اور میرے دوستوں میں بہت سے لوگ ہیں جن کو بائیں جانب لے جایا جائے گا۔ میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انکم محشورون حفاۃ عراۃ غرلا ثم قرأ کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین واول من یکسی یوم القیامۃ ابراہیم وان ناسا من اصحابی یوخذ بہم ذات الشمال فاقول اصحابی اصحابی فیقول انہم لن یزالوا مرتدین علی اعقابہم مذ فارقتہم فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم الی قولہ العزیز الحکیم۔

خداوند تعالیٰ فرمائے گا جب سے تم ان سے جدا ہوئے یہ ہمیشہ دین سے برگشتہ اور پھرے رہے ہیں

وہی کہوں گا جو بندہ صالح نے کہا تھا یعنی یہ کہ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيداً مَّا دُمْتُ فِيهِمْ الخ

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص۴۸۰ سطر۳ نور محمد کراچی

حضرت جابر کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق کے واسطے جنگ کرتی رہے گی۔ اور قیامت کے دن دشمنوں پر غلبہ حاصل کرتی رہے گی پھر عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور امیر ان سے کہے گا آؤ ہم کو نماز پڑھاؤ۔ حضرت عیسیٰ کہیں گے میں امامت نہیں کرتا اس لئے کہ تم میں سے بعض لوگ بعض پر امیر و امام ہیں اور خداوند تعالیٰ اس اُمت کو بزرگ و برتر سمجھتا ہے

عن جابر قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامۃ قال فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرہم تعال صلّ لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص۴۷۰ سطر۱

حضرت عمرو بن حریث حضرت ابوبکر سے راوی ہیں کہ رسول اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ دجال مشرق کی ایک زمین سے نکلے گا جس کا نام خراسان ہوگا۔ بہت سی قومیں جن کے چہرے ڈھال کی مانند تہ بہ تہ پھولے ہوئے ہوں گے اس کی اطاعت اختیار کر لیں گی۔

عن عمرو بن حریث عن ابی بکر الصدیق قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الدجال یخرج من ارض بالمشرق یقال لہا خراسان یتبعہ اقوام کان وجوہہم المجانّ المطرقۃ

قسطلانی، احمد بن محمد مواہب لدنیہ جلد۲ ص۱۹۳ بیروت

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ بے شک خداوند تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو بلند فرمایا قیامت تک اس میں جو کچھ ہونے والا ہے میں اس کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم انّ اللہ قد رفع الی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانّما انظر الی کفی ہذا

اس روایت سے واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ تمام واقعات تھے جو ابھی رونما ہونے تھے اور وہ سارے واقعات چنانچہ لوگوں کی نظروں سے غائب تھے اور حضور کے سامنے تھے لہذا آپ عالم الغیب ہیں۔ اس حدیث میں اَنظُرُ مضارع کا صیغہ ہے جو استمرار تجددی پر دلالت

کرتا ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے نبی کریم حوادثات کو نبیہ کے ناظر بالا استمرار ثابت ہونگے حضور اکرمؐ نے دنیا کی کتاب کی مثال ہتھیلی سے دی ہے تو جس طرح انسان کے لئے ہتھیلی کا دیکھنا مشکل نہیں اس لئے نبی کریمؐ کے لئے بھی دنیا کا دیکھنا کوئی مشکل نہیں جس طرح ہتھیلی کا علم انسان کے سامنے ہے اس طرح دنیا کا علم بھی حضور کے سامنے ہے۔ چونکہ دیکھنے اور ملاحظہ کرنے والے انسان کو عربی میں شاھد کہتے ہیں اسی لئے حضور اکرم قرآنی نصوص کے مطابق بھی اور ان احادیث کے مطابق بھی شاہد ہیں۔ اور شاھد چونکہ واقعہ کے وقت حاضر بھی ہوتا ہے اور ناظر بھی لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر بھی ہیں اور ناظر بھی۔

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص۱۲ سطر۱۲ اصح المطابع کراچی

عن ابی ھریرۃ قال اتی اعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال دلنی علی عمل اذا عملتہ دخلت الجنۃ قال تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیاء وتقیم الصلوٰۃ المکتوبۃ وتودی الزکوٰۃ المفروضۃ وتصوم رمضان قال والذی نفسی بیدہ لا ازید علی ھذا شیاء ولا انقص منہ فلما ولی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی ھذا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور اکرمؐ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسولؐ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جسے اختیار کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں تو حضور نے اسے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور فرضی نماز قائم کر۔ اور واجب زکوٰۃ ادا کر اور ماہ صیام کے روزے رکھ۔ اس اعرابی نے کہا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں نہ اس سے کچھ زیادہ کروں گا اور نہ ہی اس سے کچھ کم کروں گا۔ جب وہ اعرابی پشت پھیر کر چلا گیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص اس بات سے خوشی حاصل کرے کہ اہل جنت میں سے کسی کو دیکھے تو وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اعرابی کے مستقبل کے اعمال کو دیکھ رہے تھے اور یہ جان رہے تھے کہ واقعی یہ اعرابی اپنے وعدے کے مطابق عمل بھی کرے گا۔

اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنتیوں کی فہرست میں اس کا نام بھی دیکھ رہے تھے۔

اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ ابھی اس نے صرف عقیدے کا اظہار فرمایا ہے اور عمل تو وہ ابھی کرے گا لیکن عمل کرنے سے پہلے جنتی ہونے کی سند حاصل کر لی۔ اس سے واضح ہوا کہ اعتقاد کامل کا نجات حاصل کرنے میں بنیادی مقام ہے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق نہ صرف اعتقاد کافی ہے اور نہ صرف عمل بلکہ دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: کہ جنت تین آدمیوں کی طرف مشتاق ہے علی، عمار اور سلمان

عن انس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الجنۃ تشتاق الی ثلثۃ علی و عمار و سلمان

ترمذی ص۵۴۲ سطر۱۲، مشکوٰۃ ص۵۷۸ سطر۲۳، میزان الاعتدال جلد۳ ص۱۱۶ سطر۱۸ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی جلد۴ ص۳۴۵ سطر۳، المستدرک جلد۳ ص۱۳۷ سطر۱۴ تلخیص المستدرک جلد۳ ص۱۳۷ سطر۴۔ مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۱۷ سطر۹۔ کنز العمال جلد۶ ص۱۶۳ ۲۷۳۱ ریاض ص۲۰۹ جلد۲ سطر۱۱، ذخائر العقبیٰ ص۸۹ سطر۲۰، شرح حدیدی جلد۴ ص۲۲۱ سطر۷ و جلد۴ ص۷۷ سطر۴، نور الابصار ص۷۱ سطر۲، اسعاف الراغبین ص۱۲۷ سطر۲۵، صواعق محرقہ ص۱۲۵ سطر۱۹ مفتاح کنوز السنہ ص۲۵۳ کالم۳ سطر۲، مسند دمشق مع مناقب ابن مغازلی ص۴۳۶ سطر آخر ارجح المطالب ص۶۵۸ کوکب دری ص۱۸۸ حلیۃ الاولیاء جلد۱ ص۸۴ سطر۲

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضور اکرم نے دنیا ہی میں ان واجب الاحترام صحابیوں کے جنتی ہونے کی خبر دے دی۔

حضرت علی علیہ السلام کے لئے جنت میں کیا کیا ہے اس کا مفصل ذکر تو انشاء اللہ جلد ۲۷ میں ہوگا چند احادیث یہاں بھی تحریر کی جاتی ہیں تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ حضور اکرم کو جنت کے حالات کا دنیا ہی میں علم تھا۔ اور یہ کہ حضرت علی علیہ السلام نہ صرف جنتی ہیں بلکہ جنتیوں کے سردار بھی ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوگا اور تو میرے ساتھ قیامت کے دن وہاں داخل ہوگا جہاں میں داخل ہوں گا (جنت میں)

ذخائر العقبیٰ ص۸۹۔ الریاض النضرہ جلد۲ ص۲۰۹۔ منتخب کنز العمال جلد۵ ص۳۵ القول الفصل جلد۲ ص۳۰۔ الروض الازہر ص۹۸۔ میزان الاعتدال جلد۳ ص۹۷ سطر۱۸۔ ارجح المطالب ص۸۱۵۔ کنز العمال جلد۶ ص۱۵۹، ۲۶۷۵

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس صور کے نیچے سے آئے گا وہ شخص اہل جنت سے ہوگا۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ اتنے میں حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔
المستدرک جلد ۳ ص۱۳۶ سطر ۷۔ تلخیص المستدرک صفحہ مذکورہ سطر ۲۲۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۱۶ سطر آخر

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضور اکرمؐ کو معلوم تھا کہ یہاں سے ابھی حضرت علی ہی تشریف لائیں گے اور یہ بھی کہ حضرت علی علیہ السلام اہل جنت میں سے ہیں۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی اس طرح جنت میں چمکے گا جس طرح صبح کا ستارہ اہل جنت کے لئے چمکتا ہے
جامع الصغیر جلد ۲ ص۶۵ سطر ۱۱۔ کنوز الحقائق جلد ۲ ص۱۶ سطر ۱۔ کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۳ ۲۵۳۵ ص۱۵۵ ۲۵۷۵ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۳۱ سطر ۵۔ نور الابصار ص۷۱ سطر ۲۷ اسعاف الراغبین ص۱۲۷ سطر ۱۲ صواعق محرقہ ص۱۲۵ سطر ۱۶ مناقب ابن مغازلی ص۱۴۰ سطر ۵ آخر۔ ارجح المطالب ص۸۱۶ سطر ۷ ینابیع المودت ص۱۹۵ سطر ۱۵ کوکب دری ص۱۶۱ سطر الفتح الکبیر جلد ۲ ص۲۴۳

ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا نے (حضرت علی سے) فرمایا: کہ تو جنت میں ہوگا۔
تذکرہ الخواص ص۵۴، کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۱ حدیث ۵۹۹۷ مسند احمد بن حنبل ص۳۷۔ جامع المسانید ص۲۲۱ جلد ۱ موضع اوھام الجمع والتفریق ص۴۳۔ شرح حدیدی ص۳۵۸ جلد ۱۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۲۸۹ سطر ۱۹

ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول خدا ایک دن دیوار پر کھڑے تھے اور آپ نے فرمایا: کہ اب وہ شخص تمہارے پاس آئے گا جو اہل جنت سے ہوگا۔ اتنے میں حضرت علی علیہ السلام تشریف لے آئے۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۵۸ سطر ۳ ص۱۰ سطر ۴۔ ینابیع المودۃ ص۶۸ سطر ۱۴

ام مرشد کہتی ہیں کہ حضور اکرم نے فرمایا: کہ ابھی تمہارے پاس وہ شخص آئے گا جو کہ اہل جنت سے ہے تو حضرت علی علیہ السلام تشریف لے آئے۔
اسد الغابہ جلد ۵ ص۶۱۸ منتخب ذیل المذیل ص۱۱۵ اصابہ جلد ۴ ص۴۲۸۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۱۸ سطر آخر کوکب دری ص۱۶۲

انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے ارشاد کیا اے انس تجھے کس بات نے برانگیختہ کیا ہے کیا تو نے جو مجھ سے علی کی

نسبت سنا لوگوں کو نہیں سناتا" تاوقتیکہ تجھے عذاب الٰہی پہنچے۔ اگر علی تیرے لئے معفرت نہ کرتے تو تو کبھی جنت کی بو نہ سونگھتا۔ لیکن اب اپنی باقی عمر میں لوگوں کو بشارت بیان کرتا رہو کہ علی کے محب سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی ہمسائیگی میں رہیں گے اور خدا کے ولی حمزہ اور جعفر اور حسن اور حسین ہیں علی تو صدیق اکبر ہے۔ جو شخص کہ ان سے محبت رکھے گا وہ قیامت کے روز نہیں خائف ہو گا۔

مناقب خوارزمی ص۳۲ سطر ۵۔ ارجح المطالب ص۶۵۳ سطر آخر۔ کوکب دری ص۲۷۷ سطر

حضرت علیؑ، عبداللہ اور حضرت محمد بن عبداللہ بن ابی رافع روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ چار شخص ایسے ہیں کہ جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور وہ میں اور تم اور حسنین ہیں۔

تفسیر نیشاپوری جلد ۲۵ ص۳۱ سطر ۲۹۔ المستدرک جلد ۳ ص۱۵۱ سطر ۱۴۔ تلخیص المستدرک سطر ۶۔ تفسیر کشاف ص۸۱ جلد ۳ سطر ۲۷۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۳۱ سطر ۱۷۔ کنز العمال جلد ۶ ص۲۱۶ حدیث ۳۷۸۷۔ الشرف المؤبد ص۸۶ سطر ۱ نور الابصار ص۴۱ سطر ۱۱ ص۹۹ سطر ۹۔ اسعاف الراغبین ص۸۸ سطر ۱ ص۱۰۲ سطر ۱۲ - ۱۷۔ صواعق محرقہ ص۱۵۳ سطر ۱۷ ص۱۶۱ سطر ۱ - ۸۔ ارجح المطالب ص۳۹۰ سطر ۹ مناقب خوارزمی ص۱۰۸۔ کفایۃ الطالب ص۱۸۴

حضرت علی سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنین کے ہاتھ کو پکڑا ہوا تھا اور آپ نے فرمایا کہ جو شخص ان دونوں سے اور ان کے باپ سے اور ان کی ماں سے محبت رکھتا ہو گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہو گا۔

ترمذی ص۵۲۵ سطر ۱۷، میزان الاعتدال جلد ۲ ص۲۲ سطر ۹۔ المرقات ص۳۳۷ جلد ۱۱ سطر ۲۷ ص۳۸۶ سطر آخر۔ اسد الغابہ جلد ۴ ص۲۹ سطر آخر۔ کنز العمال جلد ۶ ص۲۱۶ حدیث ۳۷۸۲۔ الریاض النضرہ جلد ۲ ص۲۱۴ سطر ۶۔ المعجم الصغیر ص۱۹۹ سطر ۱۲۔ ذخائر العقبیٰ ص۹۱ سطر ۱۲۔ الشرف المؤبد ص۸۶ سطر ۴۔ نور الابصار ص۱۰۲ سطر ۵۔ اسعاف الراغبین ص۹۱ سطر ۱۲۔ صواعق محرقہ ص۱۳۸ سطر ۲۱ ص۱۵۳ سطر ۱۴۔ ص۱۷۳ سطر ۲۱ ص۱۸۷ سطر ۲۲۔ مناقب ابن مغازلی ص۳۷ سطر ۸ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص۸۸ سطر آخر۔ ارجح المطالب ص۴۲ سطر ۱۳

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور تم اور حسنین قیامت کے دن مکان واحد میں ہوں گے۔

المستدرک جلد ۳ ص۱۳۷ سطر ۳ تلخیص ص۱۳۷ سطر ۳۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۷۱ سطر ۹۔ کنز العمال جلد ۶ ص۴۰۳ ۶۱۱۶۔ ص۲۱۶ حدیث ۳۷۹۳ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۳۳ سطر ۲۴، مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص۱۰۱ مسند ابوداؤد ص۲۶ اسد الغابہ جلد ۵ ص۲۶۹۔ البدایہ جلد ۸ ص۲۰۷ تاریخ المدینہ جلد ۱ ص۳۳۲ سیر اعلام النبلاء جلد ۳ ص۱۷۱ مقتل خوارزمی ص۷۵۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے بھائی رسول اللہ نے فرمایا کہ اے علی کرتو جنت میں میرا ساتھی اور رفیق ہوگا۔

تاریخ دمشق جلد ۱ ص۱۲۱۔ کنز العمال جلد ۱۵ ص۱۳۱۔ تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص۲۶۸ مناقب عینی ص۴۰ مودۃ القربیٰ ص۸۶ سطر آخر۔

زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا کہ تو میرے ساتھ میرے گھر میں قیامت کے روز جنت میں میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا۔

اخوانا علی سرر متقابلین

الریاض النضرہ جلد ۲ ص۲۰۹ سطر ۸۔ ذخائر العقبیٰ ص۷۹ سطر ۱۴۔ ارجح المطالب ص۸۵ سطر ۱ ینابیع المودت ص۴۲ سطر ۵۔ اسد الغابہ جلد ۲ ص۲۲۰ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۷۳۔ تاریخ دمشق جلد ۱ ص۱۰۸ ازالۃ الخفا جلد ۲ ص۱۷۶۔ مفردات راغب ص۵۴۰۔ تذکرۃ الخواص ص۲۸ سیر اعلام النبلاء جلد ۱ ص۹۶ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۷۳ مناقب عینی ص۲۹ تفریح الاحباب ص۳۱۳۔ مناقب خوارزمی ص۹۰۔ کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۰ حدیث ۵۹۷۲ سیرت حلبیہ جلد ۳ ص۲۶۔ فتح القدیر جلد ۳ ص۱۳۰ نیشاپوری ص۵۹ جلد ۱۷ سطر آخر

حضرت انس مالک سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسولؐ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ جنت چار اشخاص کی مشتاق ہے۔ علی، سلمان، عمار، مقداد

حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص۱۴۲ سطر ۲۔ اخبار اصفہان جلد ۱ ص۴۹ شرح حدیدی جلد ۲ ص۲۳۰ جلد ۴ ص۲۲۱۔ الفتح الکبیر جلد ۱ ص۲۹۸ کنز العمال جلد ۶ ص۱۶۳ ۲۷۳۲۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۵۵ تاریخ اسلام ذہبی جلد ۲ ص۱۱۷ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۱۲۹ تاریخ ابن عساکر جلد ۶ ص۱۹۸

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں جس بھی آسمان سے گزرا وہاں کے رہنے والوں کو اپنے بھائی علی کا مشتاق پایا اور جنت میں جو بھی نبی ہوگا وہ علی کا مشتاق ہوگا۔

ذخائر العقبیٰ ص۹۵ سطر آخر الریاض جلد ۲ ص۲۲۲ سطر۱ ینابیع المودة ص۱۷۸ سطر۱۸۔ ارجح ص۸۲ سطر ا۔

انس رض بن مالک سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین مرد ایسے ہیں کہ حور عین ان کی مشتاق ہے۔ علی، عمار، سلمان

مجمع الزوائد ص۳۰۳ جلد۹۔ کنوز الحقائق ص۱۱۱ جلد ا سطر آخر

انس بن مالک سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اولاد عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں۔ میں، علی، حمزہ، جعفر، حسن، حسین اور مہدی

کنوز الحقائق جلد ۲ ص۱۲۸ سطر۲۰۔ کنز العمال جلد۶ ص۲۱۶ ح۳۷۸۳، الریاض جلد ۲ ص۲۰۹ سطر۱۵ ذخائر العقبیٰ ص۸۹ سطر آخر۔ الحاوی للفتاوی ص۵۸ جلد ۲ سطر۱۰۔ اسعاف الراغبین ص۸۹ سطر۲۹ صواعق محرقہ ص۱۶۰ سطر۲۲ ص۱۸۷ سطر۲۴۔ مناقب ابن مغازلی ص۴۸ سطر۸ مودۃ القربیٰ ص۳۰ سطر۱۸۔ ارجح المطالب ص۳۹۴ سطر۳ ینابیع المودت ص۱۴۷

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔ میرا اور حضرت ابراہیمؑ کا قصر جنت میں آمنے سامنے ہوگا۔ اور علی کا قصر ہمارے قصروں کے درمیان میں ہوگا۔ پس مبارک ہے اس کے لئے جس کا حبیب دو خلیلوں کے درمیان میں ہو۔

کنز العمال جلد۶ ص۱۵۶ ح۲۶۰۵ ح۲۶۰۶۔ الریاض النضرہ ص۲۱۰ سطر۴۔ ص۲۱۱ سطر۸ ارجح المطالب ص۵۳ سطر ا۔ الروض الفائق ص۳۸۹ مقتل خوارزمی ص۱۱۰ مناقب الآل واصحاب ص۳۳۸۔ مناقب عینی ص۲۔ منتخب کنز العمال جلد۵ ص۳۳ سطر۳۸

محذوج بن یزید الھذلی سے روایت ہے کہ رسول خدا نے صحابیوں کے درمیان رشتہ اخوت قائم کرتے ہوئے حضرت علی سے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ قیامت میں سب سے اول میں بلایا جاؤں گا اور عرش کے داہنے بازو پر کھڑا کیا جاؤں گا اور مجھے جنت کے حلوں میں سے سبز پوشاک پہنائی جائے گی۔ یا علی میں تمہیں مطلع کرتا ہوں کہ قیامت کے روز سب امتوں سے پہلے میری امت حساب دے گی۔ پھر سب سے پہلے تو میری قرابت کی وجہ سے بلایا جاوے گا اور تجھے میرا علم یعنی لواء الحمد دیا جائے گا۔ الخ

مناقب ابن مغازلی ص۴۳ سطر۱۰۔ ذخائر العقبیٰ ص۷۵ سطر۱۹۔ الریاض جلد ۲ ص۲۰۱ کنز العمال

جلد ۶ ص ۱۶۱ حدیث ۲۷۰۰۔ تاریخ دمشق جلد ۱ ص ۱۰۹۔ شرح حدیدی ص ۴۵۰ جلد ۲۔ مناقب خوارزمی ص ۲۰۹ سطر ۶ تذکرۃ الخواص ص ۲۴۔ مقتل خوارزمی ص ۴۸۔ ارجح المطالب ص ۵۳۵ سطر ۶۔ ینابیع المودت ص ۶۵ سطر ۱۶۔ ص ۱۱۷ سطر ۸۔

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ حضرت علیؑ کے لئے قیامت کے دن ایک نوری منبر لگایا جائے گا جس پر علیؑ بیٹھیں گے اور انہیں جنت و دوزخ کی چابیاں دی جائیں گی۔

مودۃ القربیٰ ص ۸۳ سطر ۳۔ کوکب دری ص ۱۸۵ سطر ۹ لسان المیزان جلد ۴ ص ۲۶۶ و جلد ۱ ص ۴۴۰ سطر ۵ میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۱۱۷ سطر ۱۰۔ مناقب ابن مغازلی ص ۳۳۳ سطر ۱

عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں ہو کہ قیامت کے دن تیری منزل میری منزل کے مد مقابل ہوگی۔

کنز العمال جلد ۶ ص ۱۶۴ ح ۲۷۵۷ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۱۲۷

حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جنت میں میرا گھر اور علی کا گھر ایک مکان میں ہوگا۔ نزھتہ المجالس ص ۲۰۹ جلد ۲

حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ جنت میں تیرے لئے ایک گھر ہوگا۔

الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۱ سطر ۴۔ غریب الحدیث ص ۸۰ جلد ۳۔ جنی الجنتین ص ۱۶۱۔ مفردات راغب ص ۴۱۱ تاج العروس ص ۳۰۷ جلد ۹ لسان العرب جلد ۱۳ ص ۳۲۲ کالم ۲ سطر ۱۴۔ التدوین ص ۱۹۹ جلد ۲ المحاسن والمساوی ص ۳۰

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام قیامت کے دن ایسے چار پایوں کے اوپر سوار کئے جائیں گے جو ان کی قوم کے مومنوں کے مطابق ہوں گے اور صالح پیغمبر اونٹنی پر سوار کئے جائیں گے اور میں براق پر سوار ہوں گا اور میرے آگے فاطمہ ہوگی۔

میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۳۰۶ سطر ۱۵۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۷ حدیث ۶۰۵۳ ص ۴۰۲ جلد ۶ حدیث ۶۱۱۵ الریاض جلد ۲ ص ۲۱۱ سطر آخر۔ ذخائر العقبیٰ ص ۹۱ سطر ۳۔ مودۃ القربیٰ ص ۳۲ سطر ۱۹۔ ارجح المطالب ص ۲۵ سطر ۹۔ ینابیع المودۃ ص ۱۷۶ سطر ۱۳ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۱۲۷۔ مناقب خوارزمی ص ۲۰۹ سطر ۱۸ ص ۲۵۹ سطر ۱۶۔ المستدرک جلد ۳ ص ۱۵۲ سطر ۱۷۔ تلخیص ص ۱۱ سطر آخر۔ تاریخ خمیس ص ۱۸۰۔ مشارق الانوار ص ۱۷۷۔ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۳۳ سطر ۱۰ تاریخ بغداد ص ۱۴۰ جلد ۳۔ سیرت حلبیہ ص ۳۰۱ جلد ۳۔ تاریخ دمشق ص ۳۰۸ جلد ۳۔ تذکرۃ الخواص ص ۵۰۔ تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۱۳۲ جلد ۱۱ ص ۱۱۲۔ لسان المیزان جلد ۲ ص ۳۹۷ سطر ۱۰ کفایۃ الطالب ص ۷۷۔

جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم دونوں مدینے کی گلیوں میں پھر رہے تھے کہ ناگاہ ہم ایک باغ میں پہنچے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا اچھا باغ ہے فرمایا بہت اچھا ہے اور تیرے لئے بہشت میں اس سے بھی بہتر موجود ہے۔ یہاں تک کہ ہم سات باغوں میں گئے جب میں یہ کہتا تھا کہ یہ باغ اچھا باغ ہے تو آپ فرماتے تھے تیرے واسطے بہشت میں اس سے بھی بہتر موجود ہے۔ پھر جب خالی راستہ میں پہنچے تو مجھ کو حضرت نے گلے سے لگایا بعد اس کے آپ رونے لگے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا تیرے لئے لوگوں کے دلوں میں کینہ بھرا ہوا ہے کہ اس کو تیرے لئے میرے مرنے کے بعد ظاہر کریں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میرے دین کی سلامتی میں یہ بات ہوگی۔ فرمایا ہاں تیرے دین کی سلامتی میں۔

میزان الاعتدال جلد ۲ ص۳۳۱ سطر ۲۴۔ المستدرک جلد ۳ ص۱۳۹ سطر ۷۔ تلخیص المستدرک جلد ۳ ص۱۳۹ سطر ۵۔ کنزالعمال جلد ۶ ص۴۰۵ حدیث ۶۱۳۹۔ الریاض النضرہ جلد ۲ ص۲۱۰ سطر ۱۶۔ مقتل خوارزمی ص۳۶ سطر ۱۱۔ نورالابصار ص۷۲ سطر ۲۳۔ ارجح المطالب ص۸۲۱ سطر آخر۔ ینابیع المودت ص۱۷۶ سطر ۱۰۔ مناقب خوارزمی ص۲۶ سطر ۱۴۔ تذکرۃ الخواص ص۵۱ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۱۸ سطر ۹ آئمۃ الھدیٰ ص۴۰۔ کفایۃ الطالب ص۷۲۔ نفحات اللاھوت ص۸۵۔ منتخب کنزالعمال جلد ۵ ص۵۳۔

اس حدیث میں حضور اکرمؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لوگوں کے کینے کا ذکر بھی کیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون لوگ تھے جو حضرت علی علیہ السلام کو تکلیف پہنچا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچا رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ کوئی غیر نہیں تھے بلکہ اپنے ہی تھے۔ کلمہ پڑھنے والے مسلمان تھے۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے۔

جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی تیرے لئے جنّت میں خزانہ ہے اور تو اس کا ذوالقرنین ہے۔

المستدرک جلد ۳ ص۱۲۳ سطر ۱۵۔ تلخیص المستدرک جلد ۳ ص۱۲۳ سطر ۸۔ کنزالعمال جلد ۶ ص۱۵۹ حدیث ۲۶۷۴۔ منتخب کنزالعمال جلد ۵ ص۳۶ سطر ۳۔ الریاض النضرہ ص۱۶۷ جلد ۲ سطر ۲۵ ص۲۱۰ سطر ۳ ذخائر العقبیٰ ص۶۶ سطر ۱۸۔ ارجح المطالب ص۸۲۲ سطر ۴۔ الزواجر جلد ۲ ص۳۔ حسن الاسوۃ ص۳۶۱ تاج العروس جلد ۹ ص۳۰۔ الترغیب جلد ۳ ص۳۵۔ تاریخ کبیر امام بخاری جلد ۲ ص۸۷۔ مشکل الآثار جلد ۲ ص۳۵۔ الدرر الال ص۱۹۸۔ مناقب خوارزمی ص۲۵۷ سطر ۱۱۔ تفریح الاحباب ص۳۳۸۔ مناقب عینی ص۵۹

تاریخ دمشق جلد ۲ ص ۳۲۷ شرح مشکل الآثار جلد ۲ ص ۸۔ المحکم جلد ۶ ص ۲۲۱۔ لسان العرب جلد ۱۳ ص ۲۲۳ کالم ۱ سطر ۱۳۔ غریب الحدیث جلد ۳ ص ۶۷۔ جنی الجنتین ص ۱۶۱۔ المحاسن والمساوی ص ۳۰ صواعق محرقہ ص ۱۲۶ سطر ۱۵۔ رفع اللبس والشبہات ص ۵۔ اسعاف الراغبین ص ۱۲۸ سطر آخر۔ رشفتہ الصادی ص ۳۹۔ وسیلۃ المآل ص ۱۱۱۔ اسد الغابہ ص ۱۰۱ جلد ۵۔ راموز الاحادیث ص ۱۶۵

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مرفوعاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن علیؑ بن ابی طالب جنت کے ایک پہاڑ فردوس پر جس پر کہ خدا کا عرش ہے۔ نور کی کرسی پر رونق افروز ہوں گے۔ ان کے سامنے نہر تسلیم بہتی ہوگی۔ علیؑ بن ابی طالب اور اس کی اہلبیت کی محبت کے راہداری کے پروانے کے بغیر کوئی صراط پر سے ہوکر نہیں گزرے گا۔

مناقب خوارزمی ص ۳۱ سطر ۱۴۔ ص ۱۹۵ سطر ۵ مقتل خوارزمی ص ۳۹۔ ینابیع المودۃ ص ۸۷ سطر ۷۔ ص ۹۲ سطر آخر۔ کوکب دری ص ۱۶۷۔ ارجح المطالب ص ۶۸۳ سطر ۱۵

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علیؑ کے لئے جنت میں ایک حلقہ ہے جو جنت کے دروازے کے ساتھ معلق ہے۔ مناقب خوارزمی ص ۲۲ سطر ۱۱۔ ص ۲۳۲ سطر ۱۲۔

یہ حلقۂ جنت یا علی یا علی کہتا ہے۔

کوکب دری ص ۱۶۲ سطر آخر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز سب سے اول جناب ابراہیم علیہ السلام بباعث خلیل اللہ ہونے کے جنت کے لباس سے ملبوس ہوں گے۔ پھر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ وہ برگزیدہ درگاہِ الٰہی ہیں پھر علی اور وہ ان دونوں کے درمیان جنت میں ٹہلتے ہوں گے۔

مجمع بحار الانوار ص ۶۳ جلد ۲۔ ارجح المطالب ص ۹ سطر ۱۳۔ مناقب خوارزمی ص ۲۱۹ سطر ۳ ینابیع المودۃ ص ۱۹۵ سطر آخر۔ الانس الجلیل ص ۵۱۔ اوائل ص ۸۷ محاضرۃ الاوائل ص ۸۔ الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۰۱ لسان المیزان جلد ۳ ص ۵۲ سطر ۷۔ مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۱۰۔ جلد ۹ ص ۳۵ سطر آخر۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۳ حدیث ۶۱۱۸ میزان الاعتدال جلد ۵ ص ۱۰

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز میرے لئے سرخ یاقوت کا خیمہ داہنے طرف عرش کے گاڑا جائے گا اور میرے والد ابراہیم

کے لیئے سبز یاقوت کا خیمہ بائیں طرف عرش کے گاڑا جائے گا اور علیؑ کے لئے ہم دونوں کے بیچ میں سفید موتی کا قبہ کھڑا کیا جائے گا۔ پس تمہارا ایسے حبیب کی نسبت جو دو خلیلوں کے درمیان میں ہے کیا خیال ہے۔

الریاض النضرہ جلد ۲ ص۲۱۱ سطر ۱۔ کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۶ ۲۶۰۵۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۳۳ ارجح المطالب ص۸۱۹ سطر ۱۳۔ ذخائر العقبیٰ ص۹۰ سطر آخر۔ مقتل خوارزمی ص۴۹ سطر ۱۴۔ مناقب ابن مغازلی ص۲۱۹ سطر ۹ ص۲۲ سطر ۷

ابن عمر سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات نے فرمایا بالتحقیق فاطمہ۔ علی حسن اور حسین رب العزت کی پاک درگاہ میں گنبد سفید میں ہوں گے کہ جس کی سقف خدا کا عرش ہے۔

مناقب خوارزمی ص۲۱۴ سطر آخر۔ کنز العمال ص۲۱۶ جلد ۶ ۲۷۸۸۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۳۳ سطر ۲۵۔ ارجح المطالب ص۳۹۲ سطر آخر۔ القول الفصل ص۲۹۔ ریاض جلد ۲ ص۲۱۱ سطر ۱۱۔ ذخائر العقبیٰ ص۹۰ سطر آخر۔ لسان المیزان جلد ۲ ص۹۴ سطر ۹۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۷۴ سطر ۲

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے نیچے اوپر جواہرات ہیں۔ نیچے خیل بلق اور بیچ میں حور عین اور اوپر رضوان ہے۔ اور یہ درخت میرے بھائی علیؑ کے لئے ہے

مناقب خوارزمی ص۳۳ سطر ۳۔ مناقب ابن مغازلی ص۲۹۸ سطر ۵۔ مودۃ القربیٰ ص۶۱ سطر ۲۔ ینابیع المودۃ ص۷۹ سطر ۸

جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو میں اور تیری اولاد ابلق گھوڑوں پر سوار ہوں گے اور ان کے سروں پر در یاقوت کے جڑاؤ تاج رکھے ہوئے ہوں گے۔ پس ان کو اللہ تعالیٰ جنت کی طرف جانے کا حکم دے گا۔ اور لوگ دیکھتے ہوں گے۔

مقتل خوارزمی ص۴۰ سطر ۲۳۔ ارجح المطالب ص۳۳۴ سطر آخر۔ ذخائر العقبیٰ ص۱۳۵ سطر ۱۰۔ رشفۃ الصادی ص۸۱۔ ینابیع المودۃ ص۲۲۴ سطر ۱۵۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اے علی! جب قیامت کا دن ہو گا تمہارے لئے ایک نور کا تخت لایا جائے گا اور تمہارے سر پہ ایک تاج ہو گا۔ جس کی روشنی سے ممکن ہو گا کہ اہل موقف کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آواز بلند ہو گی کہ محمدؐ

کے وصی کہاں ہیں؟ (اے علیؑ) تم کہو گے کہ میں یہاں موجود ہوں۔ منادی ندا دے گا۔ جس نے کہیں تمہیں دوست رکھا تھا اس کو بہشت میں داخل کر دو اور جس نے تم سے دشمنی رکھی تھی اس کو دوزخ میں داخل کرو۔ اے علی تم بہشت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو۔

ینابیع المودت ص۶۹ سطر ۱۔ ذیل اللئالی ص۶۲

حضرت علی سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جنت میں ایک درجہ ہے جس کا نام وسیلہ ہے۔ جب بھی تم خدا سے کچھ مانگو تو اس درجے کو مانگو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس درجے میں آپ کے ساتھ سکونت کون کرے گا تو آپ نے فرمایا: علیؑ، فاطمہؑ اور حسنین مناقب ابن مغازلی ص۲۴۷ سطر ۱۱۔ ینابیع المودۃ ص۶۹۔ مقتل خوارزمی ص۶۶ سطر۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص۳۴۱۔ القول الفصل جلد ۲ ص۲۹۔ کنز العمال جلد ۶ ص۲۱۷ حدیث ۳۸۱۶

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرماتے تھے کہ یا علیؑ تو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور بغیر حساب کے اس میں داخل ہوگا

الریاض النضرہ جلد ۲ ص۱۶۰ سطر ۱۶۔ ذخائر العقبیٰ ص۶۱ سطر ۱۲۔ الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ ص۴۳ سطر آخر۔ نزھۃ المجالس جلد ۲ ص۲۰۵ مناقب عینی ص۵۹۔ ارجح المطالب ص۸۱۶ سطر ۱۲۔

مذکورہ احادیث میں حضور اکرم نے اپنے علم غیب سے بتایا کہ قیامت کے دن حضرت علی علیہ السلام کو جنت میں یہ یہ چیز ملے گی۔

علاوہ ازیں اہل سنت کی متعدد کتب میں ایسی احادیث بھی درج ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام جنت اور دوزخ کو تقسیم کریں گے۔

کنوز الحقائق جلد ۲ ص۱۵ سطر ۱۲۔ حبیب السیر جزو سوم از جلد اول ص۴۴ سطر آخر۔ صواعق محرقہ ص۱۲۶ سطر ۲۰۔ کنز العمال جلد ۶ ص۴۰۲ حدیث ۶۱۱۲۔ مناقب ابن مغازلی ص۶۷ سطر ۶۔ مودۃ القربیٰ ص۵۹ سطر ۱۷۔ ص۸۲ سطر آخر ص۸۳ سطر ۳۔ ۱۶۔ ارجح المطالب ص۱۷ سطر ۱۵ ص۳۶ سطر ۱۔ ینابیع المودۃ ص۶۹ سطر ۶ ص۷۱ سطر ۵۔ مجمع بحار الانوار جلد ۳ ص۱۴۴۔ شرح حدیدی جلد ۲ ص۴۴۸۔ کوکب دری ص۱۶۷۔ مناقب عینی ص۲۹ مناقب خوارزمی ص۲۰۹ سطر ۴۔ نہایۃ اللغت ص۲۹۴ جلد ۳ لسان المیزان جلد ۳ ص۲۴۷ سطر ۲۔ طبقات حنابلہ جلد ۱ ص۳۲۰۔ البدایہ جلد ۷ ص۳۵۵ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۵۲ جلد میزان الاعتدال جلد ۲ ص۲۰۰۔ تاریخ دمشق ص۲۴۶ جلد ۲۔ مشارق الانوار ص۱۲۲۔ الریاض ص۱۷۲۔ وسیلۃ النجاۃ ص۱۳۵۔ شواھد التنزیل جلد ۲ ص۱۹۱، جامع مسانید ابی حنیفہ جلد ۲ ص۲۸۴ الجواہر المضیئہ جلد ۲ ص۵۰۔

اہل سنت کی کتب سے یہ بھی ثابت ہے کہ رسول اکرم کے علم غیب کے مطابق جس وسیع و عریض جھنڈے کے نیچے محشر کے دن جنتی لوگ بیٹھیں گے اسے حضرت علی علیہ السلام اٹھائیں گے۔

عمدۃ القاری جلد ۱۶ ص ۲۱۶ سطر ۱۳۔ المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۷ سطر ۵۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵ ع ۲۵۸۳، ص ۱۵۹ ع ۲۶۸۰۔ تلخیص المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۷ سطر ۶۔ البدایہ جلد ۷ ص ۳۳۵ سطر ۲۳ میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۱۰۱ سطرا۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۵ سطر ۱۵۔ الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۱ سطر ۱۷۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۶۶ سطر ۱۶۔ ذخائر العقبیٰ ص ۷۵ سطر ۱۰۔ مقتل خوارزمی ص ۴۹ سطر ۵ حبیب السیر جز ۱ جلد ۲ ص ۱۰ سطر ۲۷۔ تاریخ بغداد جلد ۴ ص ۳۳۹ سطر ۸ جلد ۱۲ ص ۲۲۳ سطر ۱۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۵ سطر ۱۱۔ کنوز الحقائق جلد ۲ ص ۱۶ سطر ۲۔ مناقب ابن مغازلی ص ۴۳ سطر ۱ ص ۲۰ سطر ۵ ص ۳۲۳ سطر ۱ مسند دمشق ص ۱۴۱ سطر ۴۔ مؤدت ص ۱۳۸ سطر ۴۔ ارجح المطالب ص ۲۵ سطر ۲ مطالب السئول ص ۵۷ سطر ۱۳۔ تاریخ دمشق جلد ۱ ص ۱۴۵۔ کفایۃ الطالب ص ۳۳۶۔ مناقب خوارزمی ص ۲۵۸ سطر ۱۵ نہایۃ اللغت جلد ۳ ص ۸۔ مجمع بحار الانوار جلد ۲ ص ۲۶۸۔ الفائق ص ۴۷ جلد ۲۔ مقتل خوارزمی ص ۱۴۰۔ مناقب عینی ص ۶۳۔ وسیلۃ المآل ص ۱۱۶۔ ینابیع المودۃ ص ۱۷۳ سطر ۷

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؑ تمہارے پاس قیامت کے دن جنت کے عصاؤں میں سے ایک عصا ہوگی۔ تو منافقوں کو اس کے ساتھ حوض سے ہانکے گا۔

میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۱۰۱ سطر ۱۔ المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۸ سطر ۴۔ صواعق محرقہ ص ۷۴ سطر ۱۴، ۱۵ ارجح المطالب ص ۵۱۸ سطر ۱۸ کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۳ ع ۶۱۲۰۔ المعجم الصغیر جلد ۲ ص ۸۹۔ مناقب عینی ص ۶۲۔ الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۱ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۵ سطر ۱۶۔ صواعق محرقہ ص ۱۲۴ سطر ۱۷۔ میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۴۰۰ ذخائر العقبیٰ ص ۹۱۔ وسیلۃ المآل ص ۱۳۲۔ ینابیع المودۃ ص ۱۰۸ سطر آخر ص ۲۳۰ سطر ۱۴۔ لسان العرب جلد ۲ ص ۲۶۲۔ رشفۃ الصادی ص ۴۸۔ القول الفصل ص ۴۴۸ جلد ۱

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علی بن ابی طالب قیامت کے روز میرے حوض کے صاحب ہوں گے اس پر پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق ہوں گے میرے حوض کی وسعت جابیہ سے صنعاء تک ہوگی۔

کنز العمال جلد ۶ ص ۲۱۷ حدیث ۳۷۹۸، صواعق محرقہ ص ۱۵۳ سطر ۷، ص ۱۰۱ سطر ۳۔ ارجح المطالب ص ۸۸ سطر ۵ ینابیع المودۃ ص ۱۰۸ کوکب دری ص ۱۷۴۔ کنوز الحقائق ص ۱۹۲ جلد ۲ سطر ۱۲۔ مجمع الزوائد ص ۱۳۱

جلد ۹ سطر ۱۴ در منثور جلد ۶ ص ۳۷۹ سطر ۱۹ - ذخائر العقبیٰ ص ۱۸ - الشرف المؤبد ص ۸۵ - شرح حدیدی جلد ۴ ص ۱۶ - رشفۃ الصادی ص ۴۸ - مقاتل الطالبین ص ۶۷ - کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۳ حدیث ۶۱۲۰ مناقب عینی ص ۳۸ - جمع الفوائد ص ۲۱۲ - المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۸ - قول فصل ص ۴۴۸ جلد ۱ - احیاء المیت ص ۴۳ سطر ۱۰ - شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۳۷۶

جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کہ بالتحقیق میری امت تم سے غدر کرے گی۔ اور تم میری ملت پر زندہ رہو گے۔ اور میری سنت پر مارے جاؤ گے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اے علی میرے بعد تم پر بے شمار تکالیف آئیں گی لیکن تم صبر کرنا۔

مناقب خوارزمی ص ۱۰۹ سطر آخر - ینابیع المودۃ ص ۱۳۴ - المستدرک جلد ۳ ص ۱۴۰ سطر ۸ - کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۷ حدیث ۲۶۱۴ - نور الابصار ص ۷۱ - تلخیص المستدرک جلد ۳ ص ۱۴۰ سطر ۲۱ - الشرف المؤبد ص ۴۸ - تاریخ کبیر امام بخاری جلد ۱ قسم ۲ ص ۱۷۴ - تاریخ بغداد جلد ۱۱ ص ۲۱۶ - البدایہ جلد ۶ ص ۲۱۸ - ازالۃ الخفا جلد ۱ ص ۱۲۵ - مجمع بحار الانوار جلد ۲ ص ۴۴۳ - نزل الابرار ص ۲۹ - الکنیٰ والاسماء دولابی ص ۱۴۰ جلد ۱ شرح حدیدی جلد ۳ ص ۶۶ - خصائص سیوطی ص ۱۳۸ جلد ۲ - نفحات اللاہوت ص ۸۵ - کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۷ حدیث ۲۶۱۵ - مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۷ سطر آخر - میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۶۷ سطر ۲۵ -

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر تم علیؑ کو خلیفہ بناؤ گے حالانکہ تم ایسا ہرگز نہیں کرو گے تو اس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے اور وہ تم کو صراط مستقیم پر چلائے گا۔

کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵ حدیث ۲۵۸۴ - مستدرک جلد ۳ ص ۷۰ سطر ۳ - ۷، تلخیص ص ۷۰ سطر ۲۰ شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۶۳، تاریخ دمشق جلد ۳ ص ۶۸، شرح حدیدی جلد ۳ ص ۴ - اربعین ص ۵۷ تاریخ بغداد ص ۴۶ سطر ۱۱، ینابیع المودۃ ص ۱۹۸ سطر آخر ارجح المطالب ص ۲۰۷ سطر ۱ - مشکوٰۃ ص ۵۶۷ سطر ۱۲ - فضل اللہ الصمد جلد ۲ ص ۴۱ - مسند حنبل جلد ۱ ص ۱۰۸ - اسد الغابہ جلد ۴ ص ۳۰ - تقویۃ الایمان ص ۱۴۸ سطر ۲ - ازالۃ الخفا جلد ۲ ص ۴۶۹ - مناقب خوارزمی ص ۲۱۳ سطر ۱ حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۶۳ کوکب دری ص ۲۵۷ سطر ۳۰ مناقب عینی ص ۱۷ آکام المرجان ص ۵۲، مجمع الزوائد ص ۳۱۴ جلد ۸ - جلد ۵ ص ۱۸۵ - نفحات اللاہوت ص ۸۵ - قرۃ العینین ص ۲۳۳ وسیلۃ النجاۃ ص ۱۷۹

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کی تفصیل تو آئندہ جلد ۱۸ میں آئے گی انشاء اللہ۔

یہاں یہ عرض ضرور کرتا ہوں کہ حضور اکرم صلعم کا یہ فرمانا کہ تم ایسا ہرگز نہیں کرو گے اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم کی مراد خلافت بلافاصلہ تھی ورنہ چوتھے نمبر پر تو آپ کو لوگوں نے تسلیم کرنا ہی تھا۔ لہذا جو حضرات حضرت علی علیہ السلام کو خلیفۂ بلافصل مانتے ہیں وہی حضور اکرمؐ کے فرمان پر عمل کرتے ہیں اور وہی صراط مستقیم پر ہیں اور وہی لوگ سورۂ فاتحہ میں یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ اے اللہ تو ہمیں سیدھی راہ پر قائم رکھ۔

حضور اکرمؐ کے فرمان کے مطابق کہ اگر تمام لوگ حضرت علی علیہ السلام کو خلیفہ بلافصل تسلیم کر لیتے تو کوئی بھی صراط مستقیم سے نہ بھٹکتا۔

حضرت ابو لیلیٰ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ عنقریب میری امت میں فتنہ برپا ہوگا۔ جب ایسا ہو تو تم علیؑ کو لازم پکڑنا کیونکہ وہ حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ ارجح المطالب ص ۲۶ سطر ۲

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علم غیب سے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں اور علیؑ اور اس کے شیعہ قیامت کے روز یہی لوگ جنت تک پہنچنے والے ہیں۔

فتح البیان جلد ۱۰ ص ۴۱۶ سطر ۱۰، مناقب خوارزمی ص ۶۲ سطر ۸، فتح القدیر جلد ۵ ص ۴۶۴ سطر ۳۰ درمنثور جلد ۶ ص ۳۷۹ سطر ۱۲۔ کفایۃ الطالب ص ۱۱۸۔ شواھد التنزیل ص ۳۶۱ جلد ۲۔ انتہاء الافہام ص ۱۵ ینابیع المودۃ ص ۶۱ سطر ۱۶، ارجح المطالب ص ۸۱ سطر ۹

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور اکرم نے حضرت علی سے فرمایا: کہ تو اور تیرے شیعہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئیں گے کہ تم خدا سے راضی ہو گے اور خدا تم سے راضی ہوگا۔

فتح القدیر جلد ۵ ص ۴۶۴ سطر ۳۔ درمنثور جلد ۶ ص ۳۷۹ سطر ۱۵۔ روح المعانی جلد ۳۰ ص ۲۰۷ سطر ۲۱۔ فتح البیان جلد ۱۰ ص ۳۲۳ النہایہ جلد ۳ ص ۲۷۶۔ مجمع الزوائد ۱۳۱ جلد ۹ سطر ۶۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۳ حدیث ۶۱۱۹۔ اسعاف الراغبین ص ۱۲۵ سطر ۲۲۔ وسیلۃ النجات ص ۶۶۔ انتہاء الافہام ص ۱۵ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۵۲ نور الابصار ص ۶۹ سطر ۲۱ ص ۱۰۰ سطر ۳ ص ۱۰۱ سطر ۲۹۔ لسان العرب جلد ۲ ص ۵۶۶ سطر ۲۶ کالم ۲ الفصول المہمہ ص ۱۰۵ کوکب دری ص ۱۶۴ سطر ۶۔ ینابیع المودت ص ۲۲۴۔ ارجح المطالب ص ۸۲ سطر ۱ ص ۶۵۷ سطر ۹

حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ شیعوں کی پیشانیاں بروز قیامت چمک رہی ہوں گی۔
ینابیع المودۃ ص ۶۰ سطر آخر

عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ کیا تو راضی نہیں کہ تو میرے ساتھ جنت میں چلے۔ حسنینؑ اور ہماری ذریت ہماری پس پشت اور ہمارے شیعہ ہمارے داہنے بائیں ہوں۔ ارجح المطالب ص۶۵۵ سطر آخر۔ صواعق ص۱۶۱ سطر ۹۔ کنز العمال جلد ۶ ص۲۱۲، ص۲۱۸ حدیث ۳۸۲۶۔ میزان الاعتدال جلد ۳ ص۹۷ سطر ۱۶۔ تذکرہ الخواص ص۳۱۔ مجمع الزوائد ص۳۱ جلد ۹ سطر ۶۔ صواعق محرقہ ص۱۶۱ سطر ۱ ص۳۳۵ سطر ۴۔ ص۲۳۵ سطر ۴۔ الریاض النضرہ جلد ۲ ص۲۰۹ سطر ۲۶ مقتل خوارزمی ص۱۰۹ سطر ۴۔ اسعاف الراغبین ص۱۰۲ سطر ۲، ذخائر العقبیٰ ص۹۰ سطر ۴۔ تفسیر نیشاپوری جلد ۲۵ ص۳۱ سطر ۲۹۔ ینابیع المودت ص۲۴۴ سطر ۴۔ ص۱۷۶ سطر ۸

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: کہ اے علیؑ تو اور تیرے شیعہ جنت میں ہوں گے۔

تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص۲۸۹ سطر ۴۔ جلد ۴ ص۳۲۹۔ میزان الاعتدال جلد ۳ ص۲۸۶ سطر ۷۔ جلد ۱ ص۱۹۵ سطر ۲۲۔ جلد ۱ ص۳۲۳ سطر ۲۲۔ جلد ۱ ص۳۳۳ سطر ۲۱۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۴۳۹۔ اسعاف الراغبین ص۹۳ سطر ۱۰۔ صواعق محرقہ ص۱۶۱ سطر ۲۱۔ اللئالی المصنوعہ ص۱۹۷ سطر ۲۔ مناقب خوارزمی ص۲۵۷ سطر آخر۔ مودت القربیٰ ص۸۷ سطر ۱۹۔ ارجح المطالب ص۶۵۹ سطر ۱۸۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۲۱ سطر آخر۔ موضع اوھام الجمع والتفریق جلد ۱ ص۴۳ سطر ۱۰

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے علیؑ تو اور تیرے شیعہ روز قیامت کامیاب ہوں گے۔

انتہاء الافہام ص۱۹۔ کوکب دری ص۱۸۳ سطر ۷۔ کنوز الحقائق جلد ۱ ص۱۴۹ سطر ۱۔ جلد ۲ ص۱۶ سطر ۲ انتہاء الافہام ص۲۲۲۔ تذکرۃ الخواص ص۵۹

حضرت علی علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے رسول کونسا فرقہ روز قیامت ناجی ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا جس فرقے سے آپ اور آپ کے ساتھی متمسک ہوں گے۔

السیف الیمانی المسئول ص۱۶۹۔ نفحات اللاھوت ص۸۶۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: کہ اے علی بالتحقیق خدائے تعالیٰ نے تجھے اور تیری ذریت اور تیری اولاد اور تیرے شیعوں کو بخش دیا ہے۔ پس تو خوش ہو کہ انزع اور بطین ہے۔

صواعق محرقہ ص۱۶۱ سطر ۱۔ ص۲۳۲ سطر ۱۷۔ ص۲۳۵ سطر ۱۶۔ مقتل خوارزمی ص۲۰۹ سطر ۱۱

رشفۃ الصادی ص۸۱۔ ارحج المطالب ص۶۵۸ سطر۱۶۔ ص۸۱۶ سطر۱۸ ص۴۳۳ سطر۱۸ ینابیع المودت ص۴۷۸ سطر آخر۔ ص۲۲۴ سطر۱۷

حضرت علی علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے نیند سے بیدار کر کے فرمایا کہ اے علیؑ! تمہارے لئے خوش خبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تیری ذرّیت اور تیرے شیعوں کو بخش دیا ہے۔

انتہاء الافہام ص۱۹۔ ینابیع المودۃ ص۲۴۴ سطر آخر۔ مودۃ القربیٰ ص۲۸ سطر۹

حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔ کہ اے علی قیامت کے دن ستر ہزار تیرے شیعہ بغیر حساب کتاب کے بخشے جائیں گے۔

مناقب ابن مغازلی ص۶۷ سطر۷ ص۲۹۳ سطر۵۔ مناقب خوارزمی ص۲۳۵ سطر۶۔ الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۶۰ سطر۱۶۔ ذخائر العقبیٰ ص۶۱ سطر۱۲۔ الحاوی للفتاوی ص۴۳ سطر آخر جلد۲۔ ارحج المطالب ص۶۵۸ سطر۱۔ ص۳۶ سطر۱۔ ینابیع المودت ص۱۵۲ سطر۱۔ مودۃ القربیٰ ص۲۹ سطر۲

روایت انس بن مالک۔ مناقب ابن مغازلی ص۲۸۹ سطر۴۔ ص۱۷۳ سطر۷۔ لسان المیزان جلد۴ ص۶۰ سطر۱۔ ینابیع المودۃ ص۱۰۲ سطر۲

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو علیؑ کو سات اسماء سے بلایا جائے گا۔ یا صدیق یا دال یا عابد یا ہادی یا مہدی یا فتیٰ اور اے علی تیرے شیعہ جنت کی طرف بغیر حساب کے جائیں گے۔

مناقب خوارزمی ص۲۵۳

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ سب سے اوّل میں، فاطمہ اور حسنین جنّت میں داخل ہوں گے۔ میں نے عرض کی مولا ہمارے محب کہاں ہوں گے۔ فرمایا تمہارے پیچھے۔

المستدرک جلد۳ ص۱۵۱ سطر۱۲۔ تلخیص المستدرک ص۱۱ سطر۲۷۔ تفسیر نیشاپوری جلد۲۵ ص۳۱ سطر۲۹۔ تفسیر کشاف جلد۳ ص۸۱ سطر۲۷۔ مجمع الزوائد ص۱۳۱ سطر۱۷ جلد۹۔ کنز العمال جلد۶ ص۲۱۶ حدیث ۳۷۸۷۔ الشرف المؤبد ص۸۶ سطر۱۔ نور الابصار ص۴۱ سطر۱۱۔ ص۹۹ سطر۹ اسعاف الراغبین ص۸۸ سطر۱۔ ص۱۰۲ سطر۱۷۔ صواعق محرقہ ص۱۵۳ سطر۱۷۔ ص۱۶۱ سطر۱۔ ۸ منتخب کنز العمال جلد۵ ص۹۲۔ القول الفصل جلد۲ ص۳۰۔ ذخائر العقبیٰ ص۱۲۳۔ مشارق الانوار ص۹۱

میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۹۷ سطر ۱۸

حضرت ابو رافع سے روایت ہے کہ بالتحقیق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ تو اور تیرے شیعہ حوض سے اچھی طرح سیراب ہوں گے۔ تمہارے منہ نورانی سفید ہوں گے اور تمہارے دشمن پیاس سے سر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

صواعق محرقہ ص ۱۶۱ سطر ۱۲۔ ص ۱۷۴ سطر ۲۵۔ ارجح المطالب ص ۶۵۹ سطر ۷۔ درمنثور جلد ۶ ص ۳۷۹ سطر ۱۹۔

روایت حضرت علی علیہ السلام۔ مناقب خوارزمی ص ۶۵۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۳ حدیث ۶۱۲۰ صواعق محرقہ ص ۱۵۳ سطر ۷۔ ص ۱۶۱ سطر ۳۔ ذخائر العقبیٰ ص ۱۸۔ مقاتل الطالبین ص ۶۷۔ الشرف المؤبد ص ۸۵ شرح حدیدی جلد ۴ ص ۱۶۔ ینابیع المودۃ ص ۳۱ سطر ۱۴

روایت حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ۔ مناقب خوارزمی ص ۶۵۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۳ حدیث ۶۱۲۰

روایت حضرت ابوہریرہ۔ المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۸۔ مجمع الزوائد ص ۳۶۷ جلد ۱۰ سطر ۱۱۔ مناقب خوارزمی ص ۲۱۹ سطر ۱۶۔ جمع الفوائد ص ۲۱۲۔ کنوز السنہ ص ۹۸۔ مناقب عینی ص ۳۸۔ ینابیع المودت ص ۱۰۸ سطر ۲۲۔ ارجح المطالب ص ۸۱۸ سطر ۱۲

روایت معاویہ بن حذیج۔ مجمع الزوائد ص ۲۷۸ جلد ۴ سطر ۱۶۔ ص ۱۷۲ جلد ۹ سطر ۴۔ اسعاف الراغبین ص ۱۲۶۔ القول الفصل جلد ۱ ص ۴۴۸۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۲۱۸ حدیث ۳۸۲۵۔ احیاء المیت ص ۴۳ سطر ۱ رشفۃ الصادی ص ۴۸۔ صواعق محرقہ ص ۱۷۴ سطر ۱۳۔ ص ۲۴۰ سطر ۳

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اے علیؑ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اس کی امت کے تین فرقے ہو گئے تھے اور تیرے بارے میں میری امت کے تین فرقے ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ تیری پیروی کرے گا۔ اور تمہیں دوست رکھے گا۔ اور یہ لوگ مومن ہیں۔ اور ایک فرقہ تم سے دشمنی رکھے گا۔ یہ ناکثین (جمل والے) مارقین (صفین والے) اور فاسق لوگ ہیں۔ تیسرا فرقہ تیرے بارے میں غلو کرے گا یہ لوگ گمراہ ہیں۔ اے علیؑ! تیرے پیرو جنت میں داخل ہوں گے۔

مناقب خوارزمی ص ۲۳۷ سطر ۱۷۔ ص ۲۲۶۔ ینابیع المودت ص ۷۹ سطر ۲۰۔ درمنثور جلد ۳ ص ۱۳۶ روایت انس بن مالک۔ نفحات اللاھوت ص ۸۶۔ السیف الیمانی المسلول ص ۱۶۹

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا: کہ قیامت کے روز عرش کے نزدیک سبقت کرنے والوں میں سب سے بہتر لوگوں کو میری طرف سے مبارک ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہ یارسولُ اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ لوگ اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ ہو۔ صواعق محرقہ ص۱۶ سطر ۱۸۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؑ ہمارے شیعہ قیامت کے دن اپنی قبور سے اس طرح نکلیں گے کہ ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ صواعق محرقہ ص۱۳۷ سطر آخر۔ مناقب ابن مغازلی ص۲۹۶ سطر ۷۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ! تم کل قیامت کو سب خلقت سے زیادہ میرے قریب اور حوض پر میرے خلیفہ ہو گے اور تمہارے شیعہ نور کے منبروں پر سفید منہ والے میرے اردگرد ہوں گے۔ میں ان کی شفاعت کروں گا۔ وہ جنت میں میرے ہمسایہ ہوں گے۔ ارجح المطالب ص۶۵۹ سطر ۲

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: کہ قیامت کے دن میرے اور میرے اہلبیت علیہم السلام کے شیعوں کے لئے جو ہماری ولایت میں مخلص ہوں گے۔ عرش کے گرد منبر رکھے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا۔ اے میرے بندو آؤ۔ میں اپنی کرامت کو تم پر ڈالوں کہ دنیا میں تم نے ایذا سہی ہے۔
موذۃ القربیٰ ص۲۹ سطر ۱۳۔ انتہاء الافہام ص۱۹۔ ینابیع المودت ص۲۰۳ سطر ۷۔ مجمع الزوائد ص۱۳۱ جلد ۹۔ کفایۃ الطالب ص۱۳۵

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس میں ایک ایسا درخت دیکھا کہ جس کے اوپر ہیرے و جواہرات ہیں اور اس کے نیچے خیل بلق ہے اور اس کے درمیان میں حور عین ہے اور اس کی بلندی پر رضوان ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ درخت کس کے لئے ہے۔ کہا کہ یہ تیرے چچازاد بھائی علیؑ کے لئے ہے۔ جب یوم محشر لوگوں کو خدا جنت میں جانے کا حکم فرمائے گا تو شیعیان علی کو اس درخت کے پاس لایا جائے گا تو وہ ہیرے جواہرات پہنیں گے۔ خیل بلق پر سوار ہوں گے اور ہاتف غیبی سے ندا آئے گی کہ دیکھو یہ علیؑ کے شیعہ

ہیں۔ جنہوں نے دنیا میں مصیبتوں پر صبر کیا اور آج خوش ہیں۔
مناقب خوارزمی ص۳۳ سطر۳۔ مقتل خوارزمی ص۴۰

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: کہ علی کے شیعوں کو خفیف اور سبک مت سمجھو۔ کیونکہ ان میں سے ایک مرد ایسی جماعت کے گناہوں کے بارے میں معافی کی سفارش کرے گا جس کی تعداد قبیلہ ربیعہ و مضر کی تعداد کے برابر ہوگی۔ کوکب دری ص۱۰۱ سطر آخر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ اپنے اور اپنی امہات کے اسماء سے پکارے جائیں گے۔ مگر حضرت علیؑ اور ان کے شیعہ صحت ولادت کی وجہ سے اپنے آباء کے اسماء سے پکارے جائیں گے۔ مروج الذھب ص۵۱ جلد ۲

مزید تفصیل بندہ کے تحقیقی رسالے خیر البریہ کے ص۹۲ سے لے کر ص۱۱۸ تک ملاحظہ فرمائیے۔ یہ رسالہ حقیر نے اخبار جنگ میں چھپنے والے، مولوی محمد یوسف لدھیانوی کے مقالے کے جواب میں لکھا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علم غیب سے محبان علیؑ کے اجر کے بارے میں بھی بہت ساری احادیث بیان فرمائی ہیں۔ جن کی تفصیل انشاء اللہ جلد ۱۲ میں آئے گی۔

حافظ زرندی نے کہا کہ امام علی بن حسین علیہما السلام کی خدمت میں صحابہ کرام کی ایک جماعت آپ کی عیادت کی خاطر حاضر ہوئی۔ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا: کہ جس شخص نے اللہ کی خاطر ہمیں دوست رکھا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ایک ایسے سائے میں ساکن کرے گا جس دن اس سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ینابیع المودت مطبوعہ بمبئی ص۲۳۰ سطر ۱۳۔ مطبوعہ لاہور ص۴۳۸ سطر ۶

حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستے ہیں؟ فرمایا: میرے ابن عم اور بھائی اور بیٹی کی نسبت خدا کی طرف سے مجھے بشارت آئی ہے کہ جب پروردگار نے فاطمہؑ کا نکاح کیا۔ رضوان کو حکم دیا۔ اس نے طوبیٰ کے درخت کو ہلایا۔ اس سے رقعے یعنی نجات کے پروانے ہم اہل بیت کے محبوں کی تعداد کے موافق گرے پھر اس کے نیچے نور کے فرشتے پیدا کیے۔ انہوں نے وہ رقعے لے لئے۔ جب قیامت اپنے لوگوں کے ساتھ قائم ہوگی۔ وہ فرشتے خلقت کو پکاریں گے۔ اور اہل بیت کے محبوں سے یوں ہی نہ ملیں گے۔ بلکہ وہ نجات کے پروانے ان کو دیں گے۔ جن میں دوزخ

سے نجات پانے کی برأت درج ہو گی۔ پس میرا ابن عم اور بھائی آگ سے لوگوں کی گردن چھڑانے کا باعث ہوا ہے۔ ارجح المطالب ص۶۵۲ سطر آخر

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ جس نے علیؑ سے محبت کی اللہ تعالیٰ اس سے نماز اور روزہ اور عبادت قبول کرتا ہے۔ اور اس کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔ جس نے علیؑ سے محبت کی خدا اس کے بدن کے ہر ایک قطرہ کے عوض جنت میں اس سے ایک شہر عطا کرتا ہے۔ جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو دوست رکھتا ہے وہ حساب سے اور میزان سے اور صراط سے امن میں ہے۔ جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی محبت پر مر گیا اس کا میں ضامن ہوں کہ انبیاء کے ساتھ جنت میں داخل ہو گا۔ اور جو شخص کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے بغض رکھتا ہے وہ قیامت کے روز اس طرح سے حاضر کیا جائے گا کہ اس کی پیشانی پر خدا کی رحمت سے ناامیدی کی آیت لکھی ہوئی ہو گی۔

مناقب خوارزمی ص۳۲ سطر ۱۲۔ لسان المیزان جلد ۵ ص۶۲ سطر ۱۲۔ مقتل خوارزمی ص۴۰ سطر ۱۵۔ ارجح المطالب ص۶۵۴ سطر ۵

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص علیؑ سے محبت رکھتا ہو اسے کہہ دو جنت میں داخل ہونے کے لئے آمادہ ہو جائے۔

کنوز الحقائق ص۳۲ سطر ۳۳ جلد ۲۔ ینابیع المودت ص۱۸۰۔ اسلامبول سطر ۶ ص۲۲۵

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کر کے گیا۔ حضرت نے مجھے فرمایا: اے ابو سعید میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ فرمایا عرش کے نیچے خدا کا ایک ستون ہے جو اہل جنت کے لوگوں پر اس طرح سے چمکتا ہے جس طرح سے آفتاب اہل دنیا پر اس کے قریب کوئی نہیں جا سکے گا مگر علی یا اس کے محب۔ ارجح المطالب ص۶۵۵ سطر ۱۶

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے حضرت علیؑ سے فرمایا: کہ اے علیؑ! تو قیامت کے دن اپنے محبوں کو حساب کے بغیر جنت میں داخل کرے گا۔

الریاض النضرہ جلد ۲ ص۱۶۱۔ مناقب خوارزمی ص۲۶ سطر ۴۔ مودۃ القربیٰ ص۲۹ سطر ۱ ارجح المطالب ص۸۱۶ سطر ۱۳

مسروق بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اے علیؑ! تمہارے لئے

یہ بات کافی ہے کہ تجھے دوست رکھنے والے شخص کو مرنے کے وقت کوئی حسرت اور افسوس نہ ہوگا۔ اور نہ قبر میں کوئی گھبراہٹ اور وحشت ہوگی اور نہ قیامت کے روز کوئی ڈر اور خوف ہوگا۔
ینابیع المودۃ بمبئی ص۲۱۳ سطر ۱۳۔ لاہور ص۲۶۰ سطر آخر۔ موذۃ القربیٰ مودت ۹۔ تاریخ بغداد ص۱۰۲ جلد ۴۔ ذیل اللئالی ص۶۴۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت کی محبت سات مقامات پر نفع رساں ہے جن کے خوف بھاری ہیں وفات کے وقت، قبر میں، اٹھتے وقت، حساب کتاب کے مقام پر، میزان کے قریب اور پل صراط کے پاس
ینابیع المودت اسلامبول ص۳۹۷ سطر ۱۰۔ صواعق محرقہ ص۲۳۲ سطر ۲۳۔ رشفۃ الصادی ص۴۴۔ ارجح المطالب ص۴۱۹ سطر آخر۔

حضرت حسن بن علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! ہمارے اہل بیت کی مودّت کو لازم گردانو۔ جس نے ہم سے محبت رکھتے ہوئے اللہ سے ملاقات کی وہ ہماری شفاعت کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگا۔ اس کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کسی بھی بندے کو اس کا عمل ہمارے حق کی معرفت کے بغیر فائدہ نہ پہنچائے گا۔
مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۷۲۔ احیاء المیّت ص۴۴ سطر ۱۲۔ مشارق الانوار ص۹۱۔ رشفۃ الصادی ص۴۴۔ صواعق محرقہ ص۱۷۳ سطر ۷، ص۲۳۲ سطر ۱۳۔ الشرف المؤبد ص۸۵۔ وسیلۃ المال ص۶۴
روایت امام حسین علیہ السلام۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۷۲ سطر ۱۔ ینابیع المودۃ ص۲۲۴ سطر آخر
الشرف المؤبد ص۹۶۔ احیاء المیت ص۱۱۲۔ صواعق محرقہ ص۱۷۳ سطر ۷، ص۲۳۲ سطر ۱۳۔ مشارق الانوار ص۹۱۔ رشفۃ الصادی ص۴۳

حضرت ابو بردہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت کے روز کوئی شخص قدم سے قدم نہیں اٹھا سکے گا۔ جب تک کہ اس سے چار باتوں کی نسبت نہیں پوچھا جائے گا۔ اوّل اس کی عمر سے کہ اس نے کس بات میں صرف کی ہے۔ پھر اس کے جسم سے کہ کس امر میں اس کو آزمایا ہے اور اس کے مال سے کہ کس طرح اس نے اسے حاصل کیا اور کہاں اس پر اس کو خرچ کیا۔ اور ہم اہلبیت کی محبت سے۔

حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی محبت کی کیا نشانی ہے؟ حضرت علیؑ حضور اکرمؐ کے ایک طرف پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت نے ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ہماری محبت کی نشانی اس کے ساتھ ہمارے بعد محبّت رکھنا ہے۔

مناقب خوارزمی ص۳۵ سطر آخر۔ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص۲۴۶ سطر ۱۰۔ کفایۃ الطالب ص۱۸۳۔ لسان المیزان جلد ۷ ص۱۵۹۔ مقتل خوارزمی ص۴۲۔ رشفۃ الصادی ص۴۵۔ میزان الاعتدال جلد ۱ ص۲۰۶ سطر ۱۳۔ ارجح المطالب ص۶۵۱ سطر ۲۱۔ احیاء المیت ص۵۸ سطر ۱۔ الشرف المؤبد ص۷۲ کوکب دری ص۱۷۲۔ ینابیع المودّت ص۲۲۵ سطر ۱۴ ص۹۲ سطر ۱۱ ص۹۳ سطر ۴ ص۸۷ سطر ۱۱

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ چار آدمیوں کو قیامت کے روز میری شفاعت پہنچے گی۔ ایک وہ شخص جو کہ میری ذرّیت کی تکریم کرنے والا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو ان کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔ تیسرے وہ جو کہ ان کے امور میں جن میں وہ مضطر ہیں کوشش کرتا ہے۔ چوتھے وہ جو کہ دل اور زبان سے ان کا دوست ہے۔

احیاء المیت ص۶۰ سطر ۲۔ ذخائر العقبیٰ ص۲۰ سطر ۵۔ رشفۃ الصادی ص۴۶۔ ائمۃ الصدیٰ ص۱۴۸۔ مقتل خوارزمی ص۲۵ سطر ۲۔ ارجح المطالب ص۴۳۳ سطر ۳۔ ینابیع المودّت ص۱۵۹ سطر ۱۔ مؤدۃ القربیٰ ص۳۲ سطر ۱۲۔ صواعق محرقہ ص۱۷۶ سطر ۱۰۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۹۲۔ مشارق الانوار ص۹۱ کنز العمال جلد ۶ حدیث ۳۷۶۶، ۳۸۰۱۔ جامع الصغیر جلد ۲ ص۳۹ سطر ۲۔ کنوز الحقائق ص۴۸ اجلد ا سطر ۲۹

حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اے علی جو تجھ سے محبت کرے گا وہ قیامت کے دن انبیاء کے ساتھ ان کے درجے میں ہوگا اور جو تیرے ساتھ دشمنی رکھے ہوئے مرے گا وہ یہودی اور نصرانی ہو کر مرے گا۔

کوکب دری ص۱۸۵ سطر ۱۵ مؤدّت القربیٰ ص۵۵ سطر آخر

حضرت عبداللہ بجلی کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کہ جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ شہید مرا۔ اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرا وہ مغفور مرا۔ اور جو شخص آل محمدؐ کی محبت پر مرا وہ جنّت کی طرف خراماں ہوگا جیسے کہ دلہن اپنے دولہا کے گھر کی طرف خراماں ہوتی ہے۔ اور جو شخص آل محمدؐ کی محبت پر مرا وہ قیامت کے دن آئے گا اس کی پیشانی پر اللہ کی رحمت کی آیت لکھی ہوئی ہوگی۔ اور جو شخص آل محمدؐ کے بغض پر مرے گا وہ کافر مرے گا اور جو شخص آل محمد کے بغض پر مرے گا وہ جنّت کی بو تک نہیں سونگھے گا۔

الفصول المہمہ ص۱۱۲ سطر ا ۔ نور الابصار ص۱۰۲ سطر ۸ ۔ لسان المیزان جلد ۲ ص۴۵ سطر ۱۶
صواعق محرقہ ص۲۳۲ سطر آخر ۔ رشفۃ الصادی ص۴۵ ۔ المحاسن المجتمعہ ص۱۸۹ ۔ رفع اللبس والشبہات
ص۵۳ ۔ نزہتہ المجالس جلد ۲ ص۲۲۲ ۔ کشاف جلد ۳ ص۸۲ سطر ۲ فصل الخطاب ص۳۹۹ ۔ الکاف الشاف
ص۱۴۵ ۔ الحوادث الجامعۃ ص۱۵۳ ۔ ارجح المطالب ص۴۰۴ سطر ۱۰ مودت القربیٰ ص۱۳۵ سطر ۲ ۔ ص۱۱۲
سطر ا ۔ ینابیع المودت ص۲۳ سطر ۱۴ ۔ تفسیر کبیر جلد ۲۷ ص۱۶۶ سطر ا ۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۲۱
سطر ۱۶ ۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۳۱ سطر آخر ۔ الشرف المؤبد ص۴۷ سطر ۱۳

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ میں اور فاطمہؑ اور حسنینؑ اور جو لوگ ہمیں دوست رکھتے ہیں ایک مکان میں مجتمع ہوں گے کھائیں گے اور پئیں گے ۔ یہاں تک کہ لوگ متفرق کئے جائیں گے ۔ دوزخی دوزخ کے لئے اور جنتی جنت کیلئے

مجمع الزوائد ص۱۷۴ جلد ۹ سطر ۶ ۔ کنز العمال ص۲۱۶ جلد ۶ حدیث ۳۷۸۶ ۔ ارجح المطالب ص۳۹۳ سطر آخر

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب اگلے پچھلے لوگوں کو جمع کرے گا اور جہنم پر صراط کو نصب کرے گا ۔ کوئی اس سے علی بن ابی طالب کی ولایت کے پروانہ راہداری کے سوا نہیں گزر سکے گا ۔

لسان المیزان جلد ا ص۵۱ سطر ۳ ۔ ریاض جلد ۲ ص۱۷۲ ۔ اخبار اصفہان جلد ا ص۳۴۱ ۔
میزان الاعتدال ص۱۵ جلد ا ۔ ارجح المطالب ص۶۸۳ سطر ۹ ۔ ینابیع المودت ص۹۳ سطر ۷

قیس بن عازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت علی علیہ السلام سے ملے اور جناب علیؑ کو دیکھ کر ہنسنے لگے ۔ حضرت علیؑ نے پوچھا کہ آپ کیوں کر ہنستے ہیں ۔ حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوتے سنا ہے کہ قیامت کے روز حضرت علیؑ کے پروانہ راہداری کے سوا کوئی شخص صراط سے نہیں گزر سکے گا ۔

ذخائر العقبیٰ ص۷۱ ۔ صواعق محرقہ ص۱۲۶ سطر ۲۳ ۔ الروض الازہر ص۹۰ ۔ اسعاف الراغبین
ص۱۶۹ ۔ الریاض ص۱۷۷ جلد ۲ ۔ ینابیع المودت ص۲۵۷ سطر ۱۷ ۔ لاہور ۔ ارجح المطالب ص۶۸۳ سطر آخر
مناقب خوارزمی ص۲۲۹ سطر ۴ شمس الاخبار ص۳۶ ۔ لسان المیزان جلد ۴ ص۱۱۱ سطر ۶ ۔ مودت القربیٰ
ص۶۲ ۔ کوکب دری ص۱۸۶ ۔ اخبار اصفہان جلد ا ص۳۴۱

حضرت ابن عباس نے کہا کہ میں نے حضور اکرمؐ سے درخواست کی کہ اے اللہ کے

رسول کیا آگ سے گزرنے کا بھی کوئی وسیلہ ہے تو آپ نے فرمایا: ہاں وہ علی کی محبت ہے۔

تاریخ بغداد ص۱۶۱ جلد ۳ ۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص۳۲۴ سطر ۱۰ ۔ لسان المیزان جلد ۴ ص۲۲۴ سطر آخر ۔ کفایۃ الطالب ص۱۸۴

حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت علیؑ کو غسل ولادت دینے لگے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔ یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہو گئی حضرت علیؑ کی والدہ نے وجہ پوچھی تو جواب دیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ بچہ مجھے غسل دے رہا ہے اور میں بھی اس کے آگے اسی طرح سے ایک پہلو سے دوسرا پہلو پر خود بخود پلٹ رہا ہوں ۔ اور اس کو کروٹ بدلنے کی زحمت نہیں دیتا۔ میں نے اس کو پہلے دن غسل دیا ہے اور یہ مجھے آخری روز غسل دے گا ۔

کوکب دری ص۳۲۷ سطر ۵ ۔ اسد اللہ ص۱۰ سطر آخر ۔ سیرت حلبیہ ص۲۹۴ ۔ احسن الانتخاب ص۱۰ سطر ۳ ۔

حضرت ابو لیلیٰ غفاری کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بعد عنقریب ایک فتنہ نمودار ہو گا ۔ تم علی بن ابی طالب کا دامن پکڑنا ۔ علی سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ۔ اور یہ سب سے پہلے قیامت کے روز مجھ سے مصافحہ کرے گا ۔ یہ صدیق اکبر ہے ۔ یہ اس اُمت کے فاروق ہیں یہ مومنین کے یعسوب ہیں۔

کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۵ حدیث ۲۵۸۲ ۔ میزان الاعتدال جلد ۱ ص۳۱۶ سطر ۶ ۔ شرح حدیدی جلد ۳ ص۲۵۷ سطر ۲ ۔ مودت القربیٰ ص۵۶ سطر ۱ ۔ ارجح المطالب ص۲۶ سطر ۲ ۔ ینابیع المودت ص۶۵ سطر ۶ ۔ کوکب دری ص۱۶۸ سطر ۳ ۔ استیعاب جلد ۴ ص۱۶۹ ۔ اسد الغابہ جلد ۵ ص۲۸۷ تاریخ خمیس ص۳۰۶ صواعق محرقہ ص۱۲۵ حاشیہ ۲ کفایۃ الطالب ص۷۹ مجمع الزوائد ص۳۱۳ جلد ۲ ۔ نزل الابرار ص۳۱ ۔ مناقب خوارزمی ص۶۲ ۔ تاریخ دمشق ص۱۲۲ جلد ۳

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُم سلمہ کے گھر میں تشریف لائے ۔ اتنے میں حضرت علیؑ بھی آ گئے ۔ حضور صلعم نے فرمایا: اے اُم سلمہ یہ میرے بعد ناکثین ، قاسطین اور مارقین سے لڑنے والا ہے ۔

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ہمیں حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ تم علیؑ کی معیت میں ناکثین قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرو۔

ان کے علاوہ اور بھی کافی احادیث ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے علم غیب سے مارقین، قاسطین اور ناکثین کے حالات جان لئے اور حضرت علی کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم فرمایا۔ انشاء اللہ جلد ۳۲ میں مفصل بحث کی جائے گی۔

مذکورہ مفہوم کی روایات مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہیں۔

اسد الغابہ جلد ۴ ص ۳۳ سطر ۱۔ شرح حدیدی جلد ۴ ص ۲۲۱ سطر ۸۔ ارجح المطالب ص ۴۴۸ تا ص ۷۵۲۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۱ حدیث ۵۹۹۸۔ ۶۰۰۴۔ مجمع الزوائد ص ۲۳۵ جلد ۶ سطر ۱۱۔ میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۱۲۶ سطر ۳ ص ۱۹۰ سطر ۱۸۔ المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۹ سطر ۱۶۔ تلخیص المستدرک ص ۱۱ سطر آخر۔ مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۲۳۸ سطر آخر۔ جلد ۵ ص ۱۸۶ سطر ۶۔ لسان العرب جلد ۲ ص ۱۹۶ کالم ۲ سطر آخر۔ جلد ۷ ص ۳۷۸ کالم ۱ سطر ۴۔ مجمع بحار الانوار جلد ۳ ص ۱۴۲۔ شرح مقاصد جلد ۲ ص ۲۱۷۔ نہایۃ اللغت جلد ۴ ص ۱۸۵ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۹۔ تاج العروس ص ۶۵۱ جلد ۱۔ جلد ۵ ص ۳۶۔ استیعاب جلد ۲ ص ۵۳۔ کفایۃ الطالب ص ۷۲۔ البدایہ جلد ۷ ص ۳۰۵ شرح مواھب لدنیہ ص ۲۱۷ جلد ۳۔ مناقب خوارزمی ص ۱۱۰ سطر ۴۔ موضع اوھام الجمع والتفریق جلد ۱ ص ۳۸۶۔ تاریخ بغداد جلد ۷ ص ۳۰۵۔ تاریخ ابن عساکر ص ۱۴۱۔ تنزیہ الشریعہ ص ۳۸۷ جلد ۱۔ الریاض جلد ۲ ص ۲۴۰

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے منتظر تھے کہ اتنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے برآمد ہوئے آپ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا حضرت علی علیہ السلام کی طرف نگاہ ڈال کر فرمایا: تم میں ایک ایسا شخص ہے کہ لوگوں سے قرآن کی تاویل پر جنگ کرے گا۔ جس طرح سے کہ میں نے اس کی تنزیل پر جنگ کی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ عرض کرنے لگے یا رسولؐ اللہ کیا وہ شخص میں ہوں۔ فرمایا نہیں حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا وہ میں ہوں فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ جوتا سینے والا (علیؑ) ہے۔

تاریخ الخلفاء ص ۱۲۱ سطر ۲۲۔ المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۴ سطر ۱۱۔ تلخیص المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۴ سطر ۱۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۳ سطر ۱۸۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۶۷ سطر ۱۶۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵ حدیث ۲۵۸۶۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۲ سطر ۱۔ جلد ۵ ص ۳۶ سطر ۲۸۔ الریاض جلد ۲ ص ۱۹۲ سطر ۱۱۔ ذخائر العقبیٰ ص ۷۶ سطر ۱۷۔ مطالب السئول ص ۸۶ سطر ۱۷۔ خصائص نسائی ص ۱۳۱ سطر ۷ تفریح الاحباب ص ۳۵۲ سطر آخر۔ البدایہ جلد ۷ ص ۳۶۳ سطر آخر۔ شرح حدیدی جلد ۱ ص ۲۰۵

سطر ۲۵ ۔خصائص الکبریٰ جلد ۲ صـ۱۳۸ سطر ۶ ۔صواعق محرقہ صـ۱۲۳ سطر ۲۵ ۔مفتاح کنوز السنہ صـ۲۵۵ کالم ۳ سطر آخر ۔مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صـ۳۳ سطر ۲۱ ۔مناقب ابن مغازلی صـ۵۴ سطر ۸ صـ۲۹۸ سطر ۴ ۔مسند دمشق صـ۴۳۸ سطر ۵ ۔ارجح المطالب صـ۷۴۸ سطر ۳ ۔

مقداد بن اسود سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آل محمد کی معرفت آگ سے برأت کا باعث ہے ۔اور آل محمد کی محبت پل صراط سے گزرنے کا ٹکٹ ہے اور آل محمد کی ولایت عذاب سے امان کا باعث ہے ۔

الحاوی للفتاوی صـ۴ جلد ۲ سطر ۱۳ ۔کنوز الحقائق جلد ۱ صـ۱۱۶ سطر ۶ ۔مودۃ القربیٰ صـ۱۱۱ سطر ۱۷ ۔ینابیع المودت صـ۱۹ سطر ۱۷ ۔کوکب دری صـ۷۴ سطر ۱۲ نزہۃ المجالس جلد ۲ صـ۱۰۵ الاتحاف صـ۴ شفا عیاض جلد ۲ صـ۴ ۔وسیلۃ المال صـ۶۴ ۔الروض الازہر صـ۲۵۷

حضرت ابو وجانہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی قیامت کے دن کا امام ہے ۔ ارجح المطالب صـ۱۰ ۔کوکب دری صـ۱۳۲ سطر ۱۸

حضرت ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت کے دن اعمال لے کر آئیں گے لیکن انہیں کے اعمال لوگوں کو نفع دیں گے جنہیں ہیں اور علیؑ قبول کریں گے ۔ مودت القربیٰ صـ۵۲

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا: کہ تم علی کی اطاعت کرو کیونکہ وہ جنت تک پہنچنے کے لئے تمہارا قائد ہے ۔

مناقب خوارزمی صـ۲۲۱ ۔مقتل خوارزمی صـ۴۱

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی تم میں عیسیٰ بن مریم کی مشابہت پائی جاتی ہے ۔یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اتنا کینہ رکھا کہ آپ کی ماں پر بہتان تراشہ اور نصاریٰ نے آپ کو اتنا دوست رکھا کہ آپ کو اس مقام پر پہنچا دیا ۔ جس کے آپ سزاوار نہیں تھے ۔اور آپ کے حواری آپ پر ایمان لے آئے ۔پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے ۔مجھے زیادہ دوست رکھنے والا مجھے اس مقام پر لے جائے گا ۔جو مجھ میں موجود نہیں ہوگا ۔اور میرے ساتھ کینہ رکھنے والا، میری دشمنی اس بات کی طرف لے جائے گی وہ میرے ساتھ بہتان باندھے گا ۔

مشکوٰۃ صـ۵۶۵ سطر ۱ ۔المرقات جلد ۱۱ صـ۳۴۸ سطر ۲۳ ۔المستدرک جلد ۳ صـ۱۲۳ سطر ۱۷

تلخیص المستدرک صفحہ مذکورہ سطر۴۔ مجمع الزوائد ص۱۳۳ جلد ۹ سطر ۱۱۔ استیعاب جلد ۲ ص۴۷۴ سطر ۶۔ کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۸ حدیث ۲۶۵۱۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۳۵ سطر ۱۔ ذخائر العقبیٰ ص۹۲ سطر آخر۔ خصائص نسائی ص۱۰۶ سطر ۱۔ شرح حدیدی جلد ۱ ص۴۲۵ سطر ۱۷۔ معارج النبوت جلد ۴ ص۳۰۸ سطر ۱۸۔ نور الابصار ص۷۱ سطر ۲۰۔ اسعاف الراغبین ص۱۲۶ سطر ۱۱۔ صواعق محرقہ ص۱۲۳ سطر ۲۷، ص۱۵۳ سطر ۲۲۔ تاریخ الخلفاء ص۱۲۱ سطر ۴۔ البدایہ ص۳۵۵ سطر ۱ جلد ۷ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص۲۲۹ سطر ۱۹۔ مناقب ابن مغازلی ص۷۱ سطر آخر۔ تقویۃ الایمان ص۱۴۵ سطر ۱۳۔ ارجح المطالب ص۵۶ سطر ۱۵۔ ینابیع المودت ص۱۷۷ سطر ۱۸۔ کفایۃ الطالب ص۱۹۶ الفرق المفترقہ ص۳۰۔ کوکب دری ص۱۲۶۔ شواھد التنزیل ص۲۵۹ جلد ۲۔ مناقب خوارزمی ص۲۲۳ سطر ۶۔ ازالۃ الخفاء مقصد ۱ ص۱۵۷۔ تاریخ خمیس ص۲۳ جلد ۱۔ اتحاف ص۱۵۵۔ نظم درر السمطین ص۱۰۳۔ عقد الفرید ص۱۹۴ جلد۔ ذیل اللئالی ص۵۹۔ سیرت حلبیہ ص۲۰۸ جلد ۲

حضرت انس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے ایک روز مجھے فرمایا کہ اے انس پانی لا کر ہمیں وضو کرا۔ میں پانی لے کر آیا۔ اور حضرت نے وضو کیا۔ اور نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر مجھے ارشاد فرمایا۔ اے انس! جو شخص آج سب سے پہلے میرے پاس آئے گا وہ مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور وصیوں کا خاتم اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہوگا۔ اتنے میں حضرت علیؑ علیہ السلام تشریف لے آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت نے پوچھا۔ اے انس! یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا۔ علیؑ ہیں۔ آپ نے فرمایا: دروازہ کھول دے۔ میں نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔

مطالب السئول ص۳۷ سطر ۱۲۔ تاریخ بغداد ص۱۲۳ جلد ۱۳ سطر ۱۲۔ حلیتہ الاولیاء جلد ۱ ص۶۳ سطر ۱۸۔ ارجح المطالب ص۱۵ سطر ۱۶ ص۲۶ سطر ۹۔ ص۳۴ سطر آخر۔ کوکب دری ص۲۱۸ سطر ۹۔ میزان الاعتدال جلد ۱ ص۳۰ سطر آخر۔ حضرت علی ارمان سرحدی ص۳۶۹ سطر آخر۔ یادگار علی ص۳ سطر ۱۶۔ اسد اللہ ص۲۹ سطر ۱۶۔ مناقب خوارزمی ص۴۲ سطر ۱۱ ابن عساکر جلد ۲ ص۲۵۹ شرح حدیدی جلد ۱ ص۴۔ شرح مقاصد ص۲۱۳ جلد ۲۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے اوّل جس کی کہ میں شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں۔

صواعق محرقہ ص۱۸۶ سطر ۲۰ ص۱۶۰ سطر ۵۔ احیاء المیت ص۵۶ سطر آخر۔ کنز العمال جلد ۶ ص۲۱۵

حدیث ۲۷۶۶ ۔ ذخائر العقبیٰ ص۲۰ سطر ۵ ۔ الفصول المہمہ ص۹ سطر ۳ ۔ نور الابصار ص۱۰۱ سطر ۴
مودۃ القربیٰ ص۲۸ سطر آخر ۔ ص۳۱ سطر ۴ ص۳۲ سطر ۱۲ ۔ ارجح المطالب ص۴۷ سطر ینابیع المودت
ص۲۹۶ سطر ۱۸ لاہور ۔ الشرف المؤبد ص۳۸ ۔ السقول الفصل ص۴۰ جلد ۲ ۔ جواہر البحار ص۳۱۵ جلد ۴
کشف الغمہ ص۲۶ ۔ مسالک الحنفاء ص۱۴

حضرت جابرؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ علیہ السلام سے فرمایا کہ بالتحقیق تو مومن ہے پیچھے رہنے والا اور بالتحقیق تو مقتول ہوگا ۔ اور تیری داڑھی سر کے خون سے رنگین ہوگی ۔

مجمع الزوائد ص۱۳۶ جلد ۹ سطر آخر ۔ دلائل النبوۃ ص۴۸۵ ۔ کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۸ ۶۰۶۵
منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۶۰ ۔ کنوز الحقائق ص۲۰۳

روایت انس بن مالک ۔ المستدرک جلد ۳ ص۱۳۹ سطر ۱۱ ۔ تلخیص صفحہ مذکورہ سطر آخر
التعقیبات ص۵۷ ۔ ذخائر العقبیٰ ص۱۱۴ سطر ۱۰ ۔ کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۷ ۲۶۱۷ ۔ منتخب کنز العمال
ص۵۹ جلد ۶ ۔ ارجح المطالب ص۴۹۶ سطر ۴

روایت فضالہ انصاری ۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص۱۰۲ ۔ الریاض جلد ۲ ص۲۲۳ ۔ البدایہ جلد ۶
ص۲۱۸ ۔ الفصول المہمہ ص۱۱۳ ۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۵۹ ۔ کنز العمال جلد ۶ ص۴۱۰ حدیث ۶۱۹۱
نور الابصار ص۹۸ وفاء الوفا جلد ۲ ص۳۹۳ ۔ نظم درر السمطین ص۱۳۶ ۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۳۷ سطر ۱
کفایۃ الطالب ص۳۱۳ ۔ اسد الغابہ جلد ۵ ص۲۷۳ ۔ ارجح المطالب ص۴۹۷ سطر ۱۴

روایت حضرت ابو الاسود دوئلی ۔ کنز العمال جلد ۶ ص۴۱۲ حدیث ۶۱۹۰ ۔ مجمع الزوائد جلد ۹
ص۱۳۸ سطر ۴ ۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۵۹ ۔ المستدرک جلد ۳ ص۱۴۰ سطر ۱۰ ۔ تلخیص
المستدرک صفحہ مذکورہ سطر ۶ ۔ نظم درر السمطین ص۱۲۶ ۔ ارجح المطالب ص۴۹۶ سطر ۱۰

روایت ابو سنان ۔ المستدرک جلد ۳ ص۱۱۳ سطر ۷ ۔ تلخیص المستدرک جلد ۳ ص۱۱۳
سطر ۱۳ ۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۳۷ سطر ۷ ۔ کنز العمال جلد ۶ ص۴۱۲ حدیث ۶۱۹۶ خصائص کبریٰ
ص۱۲۴ جلد ۲

روایت عبد اللہ بن سبیع ۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۳۷ سطر ۱۷ ۔ کنز العمال جلد ۶ ص۴۱۲ حدیث
۶۱۹۳ ۔ تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص۵۷ ۔ ریاض ۲۴۷ سطر ۱۰ ۔ ارجح المطالب ص۸۰ سطر ۱۰

صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر سے فرمانے

گئے۔ کون پہلے لوگوں میں زیادہ بدبخت تھا۔ جناب امیر نے عرض کیا جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے حضرت نے فرمایا: تو سچ کہتا ہے پھر ارشاد کیا: پچھلے لوگوں میں کون زیادہ بدبخت ہے عرض کیا۔ اللہ اور اللہ کا رسول مجھ سے بہتر جاننے والا ہے۔ فرمایا وہ شخص کہ تیری چاند پر ضرب لگائے گا اور ایک راوی نے یہ زیادہ روایت کیا ہے۔ کہ جناب امیر فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں تمہارا بدبخت اٹھے۔ اور اس کو اس سے رنگین کرے۔ یعنی ان کی ریش مبارک کو سر اقدس کے خون سے۔

خصائص نسائی ص۱۲۹ سطر ۸۔ اسعاف الراغبین ص۱۲۶ سطر ۲۷۔ صواعق محرقہ ص۱۲۴ سطر ۳ - ۷۔ مناقب ابن مغازلی ص۹ سطر ۲۔ ص۲۰۴ سطر ۴۔ ارجح المطالب ص۷۲ سطر ۱۔ ینابیع المودت ص۱۸۲ سطر ۱۹۔ تاریخ بغداد جلد ۱ ص۱۳۵ سطر ۱۰۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۳۶ سطر ۲۱۔ ریاض ص۲۴۸ جلد ۲۔ تاریخ طبری جلد ۶ سطر ۸۔ کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۸ حدیث ۶۰۶۶۔ اتحاف ص۱۵۵ تاریخ کامل جلد ۳ ص۱۶۹۔ استیعاب جلد ۲ ص۶۰۔ فتح الباری جلد ۲ ص۶۰ سطر ۱۲۔ البدایہ جلد ۷ ص۳۲۵ سطر ۶۔ المستدرک جلد ۳ ص۱۴۰ سطر ۱۷۔ تلخیص صفحہ بدستور سطر آخر۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۵۸۔ خصائص کبری ص۱۲۴ جلد ۲۔ طبقات ابن سعد ص۳۵ جلد ۳ سطر ۶۔ الامامت والسیاست جلد ۱ ص۱۶۲ اسد الغابہ جلد ۴ ص۳۴۔ ذخائر العقبی ص۱۱۵ سطر ۶۔ نور الابصار ص۹۸۔ شرح حدیدی جلد ۲ ص۵۹۔ انوار محمدیہ ص۴۸۵۔ حیواۃ الحیوان جلد ۱ ص۵۷۔ نہایۃ الارب جلد ۵ ص۱۹۳۔ الفصول المہمہ ص۱۱۳۔ البدء والتاریخ ص۶۱ جلد ۵۔ سیرت ابن زینی ص۱۸۹ جلد ۳۔ اصابہ جلد ۳ ص۹۹۔ سیرت ابن ہشام جلد ۲ ص۲۳۶۔ الکنی والاسماء دولابی ص۱۶۳ جلد ۲۔ عیون الاثر ص۲۲۶ سطر ۱۔ رغبتہ الامل ص۱۸۰ جلد ۷

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ ہر ایک سبب اور نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا۔ مگر میرا نسب اور سبب۔ اور ہر ایک ماں کے بیٹوں کے لئے عصبہ باپ کی جانب سے ہوتا ہے بجز اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا باپ اور عصبہ ہوں

جامع۔ الصغیر جلد ۲ ص۹۴ سطر ۲۔ کنوز الحقائق ص۱۴۰ جلد ۲ سطر آخر۔ المرقات جلد ۱۱ ص۳۷۵ سطر ۲۸ المستدرک جلد ۳ ص۱۵۸ سطر ۹۔ تلخیص المستدرک صفحہ مذکورہ سطر ۵۔ الفصول المہمہ ص۱۱ سطر ۶ عقد الفرید جلد ۲ ص۳۸ سطر ۲۴۔ شرح حدیدی جلد ۳ ص۱۲۴ سطر ۱۱۔ صواعق محرقہ ص۱۵۷ سطر ۱ ص۱۸۸ سطر ۴۔ مناقب مغازلی ص۱۰۸ سطر ۷، ص۱۰۹ سطر ۵ - ۱۳، ص۱۱۰ سطر ۹۔ ارجح المطالب ص۳۳۳ سطر آخر احیاء المیت ص۵۲ سطر ۵۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۷۳ سطر ۱۸، جلد ۴ ص۲۷۲ سطر ۱۔ مشکوٰۃ ص۵۶۸ حاشیہ ۹۔

مناقب خوارزمی ص۲۳۵ سطر ۶۔ فتح البیان جلد ۶ ص۲۶۱۔ سنن بیہقی ص۶۴ جلد ۷ سطر ۱۰

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ بالتحقیق فاطمہؑ نے اپنے آپ کو پاک و پاکیزہ رکھا اور اس پاک رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کی ذریت کو جنت میں داخل کیا۔

المستدرک جلد ۳ ص۱۵۲ سطر ۱۳، تلخیص المستدرک ص۱۵۲ سطر ۲۴، احیاء المیت ص۵۵ سطر ۵ میزان الاعتدال جلد ۳ ص۸ سطر آخر۔ صواعق محرقہ ص۱۶۰ سطر ۱۳۔ ص۱۸۸ سطر ۵۔ ص۲۳۲ سطر ۵۔ ص۲۳۴ سطر آخر۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۲۰۲ سطر ۳۲۔ کنز العمال جلد ۶ ص۲۱۹ حدیث ۳۸۴۱۔ تاریخ بغداد جلد ۳ ص۵۴ سطر ۱۰۔ ذخائر العقبیٰ ص۴۸ سطر ۶۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۴ ص۱۸۸۔ جواہر البحار جلد ۱ ص۱۹۸۔ کفایۃ الطالب ص۲۲۲۔ مقتل خوارزمی ص۵۵ سطر شرح مواہب لدنیہ ص۲۰۳ جلد ۳

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہؑ! تم جانتی ہو کہ میں نے تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا ہے؟ حضرت علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے کیوں فاطمہ نام رکھا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا: اس لئے کہ پروردگار نے اس کو اور اس کی ذریت کو دوزخ کی آگ سے بچایا ہے۔

اسعاف الراغبین ص۶۵ سطر ۲۷۔ صواعق محرقہ ص۱۵۳ سطر ۱۳۔ ص۱۶۰ سطر ۱۳۔ ۱۵، ص۱۸۲ سطر ۱۳ ص۱۸۸ سطر ۶۔ مناقب مغازلی ص۶۵ سطر ۲۔ ص۳۵۳ سطر آخر۔ مودت القربیٰ ص۹۶ سطر ۶۔ ارجح المطالب ص۳۰۷ سطر ۲۱

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: کہ بالتحقیق اللہ تبارک وتعالیٰ نے تجھے اور تیری اولاد کو قیامت کے دن عذاب نہیں کرنے والا۔

صواعق محرقہ ص۱۶۰ سطر ۱۸۔ ص۲۳۵ سطر ۱۰۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۲۰۲۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۹۷۔ رشفۃ الصادی ص۸۱۔ نور الابصار ص۴۱۔ تنزیہ الشریعہ ص۴۱۷ جلد ۱۔ احیاء المیت ص۱۱۴

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو ایک پکارنے والا پکارے گا۔ اے لوگو! بند کر لو۔ اپنی آنکھیں جب تک کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ گذر لے۔

نور الابصار ص۴۱ سطر ۲۲۔ اسعاف الراغبین ص۱۳۸ سطر ۵۔ صواعق محرقہ ص۱۹۰ سطر ۱۴۔ ۱۷ مناقب ابن مغازلی ص۶۴ سطر ۱۰۔ ص۳۵۵ سطر ۶ مودت القربیٰ ص۹۸ سطر آخر۔ ارجح المطالب ص۳۱۷

سطر ۱۵ - المستدرک جلد ۳ ص ۱۵۳ سطر ۵ - ص ۱۶۱ سطر ۵ - تلخیص المستدرک سطر ۲۴ - میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۱۸۰ سطر ۴ - ص ۹۳ سطر آخر - کنز العمال جلد ۶ ص ۲۱۹ حدیث ۳۴۰۸۳ - مجمع الزوائد ص ۲۱۲ جلد ۶ سطر ۳ - لسان المیزان جلد ۳ ص ۲۳۷ سطر ۱۳ - اسد الغابہ جلد ۵ ص ۵۲۳ - الفتح الکبیر ص ۱۵ جلد ۱ - جمع الوسائل ص ۲۷ جلد ۱ - جواہر البحار ص ۳۲۱ جلد ۱ - تنزیہ الشریعہ جلد ۱ ص ۴۱۸ - کفایۃ الطالب ص ۲۱۲

حضرت حذیفہ، حضرت علی، حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اے فاطمہ! تم جنتی عورتوں کی سردار ہو۔

بخاری شریف مصر جلد ۲ ص ۱۹۵ سطر ۲۰ - ص ۱۸۴ سطر ۵ - مشکوٰۃ ص ۵۷۱ سطر ۱۴ - ترمذی ص ۵۴۰ سطر آخر - خصائص نسائی ص ۱۱۷ سطر ۲ - ص ۱۱۷ سطر ۱۱ آخر - تاریخ کامل جلد ۲ ص ۲۱۹ سطر ۷ - نور الابصار ص ۴۰ سطر ۲ - اسعاف الراغبین ص ۹۰ سطر ۲۳ - صواعق محرقہ ص ۱۸۷ سطر ۱۶ - ص ۱۹۱ سطر ۴ - ص ۱۹۱ سطر ۱۵ - ۲۶ - مناقب مغازلی ص ۳۶۲ سطر ۸ - مودت القربیٰ ص ۱۰۱ سطر ۱۱ ص ۱۱۶ سطر آخر - تقویۃ الایمان ص ۱۵۷ سطر ۱۴ - ارجح المطالب ص ۳۱۰ سطر ۲ - مسند حنبل جلد ۵ ص ۳۹۱ سطر ۱۰ - جامع الاصول جلد ۱۰ ص ۸۲ حدیث ۶۶۶۱ - میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۱۲۳ سطر ۱۰ - کنز العمال جلد ۶ ص ۲۱۸ حدیث ۳۸۳۸ - ص ۲۱۷ حدیث ۳۸۱۳ ص ۲۱۶ حدیث ۳۷۷۹ - المستدرک جلد ۳ ص ۱۵۱ سطر ۵ - تلخیص سطر ۴ ص ۱۵۱ - ینابیع المودت ص ۱۳۶ سطر ۱۷ - ص ۱۳۸ سطر ۲۰ - حلیۃ الاولیاء جلد ۴ ص ۱۹۰ - منتخب ابن عساکر جلد ۴ ص ۹۵ - کفایۃ الطالب ص ۲۷۵ - ذخائر العقبیٰ ص ۱۲۹ سطر ۱۰ - تاریخ اسلام ذہبی ص ۹۰ جلد ۲ سطر - تیسیر الوصول جلد ۲ ص ۱۵۴ - البدایہ جلد ۳ ص ۲۰۶ - سیر اعلام النبلاء جلد ۳ ص ۱۶۸ - مقتل خوارزمی ص ۵۵ - اعتقاد بیہقی ص ۱۶۵ - التاج الجامع الاصول جلد ۳ ص ۳۱۷ - تاریخ بغداد جلد ۶ ص ۳۷۲ سطر ۱۰ - مجمع الزوائد ص ۱۸۳ جلد ۹ سطر ۴ - ارشاد الساری ص ۸۰ سطر ۶ - عمدۃ القاری جلد ۶ ص ۱۵۴ - انساب الاشراف ص ۴۰۵ - تہذیب التہذیب جلد ۱۲ ص ۴۴۱ سطر ۱۹ - شرح مقاصد ص ۲۲۱ جلد ۲ - نہایۃ الارب ص ۱۷۲ جلد ۱۸

حضرت ابو سعید خدری، حضرت حذیفہ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر بن خطاب، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن مسعود، حضرت جابر، حضرت ابو وائل، حضرت براء بن عازب، حضرت اسامہ، حضرت ابن سعد، حضرت علی اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت حسن اور حسین دونوں جوانان جنت کے سردار ہیں اور ان کے باپ ان سے افضل ہیں۔

ترمذی ص ۵۴۱ سطر ۱۴ - مشکوٰۃ ص ۵۷۰ سطر ۱۹ ص ۵۷۱ سطر ۱۴ - ابن ماجہ ص ۱۲ سطر ۱۱ - تحفۃ الاحوذی ص ۲۳۹ جلد ۴ سطر ۱۳ - المرقات ص ۳۹۰ جلد ۱۱ سطر ۱۶ - المستدرک جلد ۳ ص ۱۶۷ سطر ۵ - تلخیص سطر ۴

مجمع الزوائد جلد ۹ صـ ۱۸۳ سطر ۱۹ ۔ کنز العمال جلد ۶ صـ ۲۲ حدیث ۳۸۸۲ ۔ ۳۸۷۰ ۔ ۳۹۱۸ ۔ ۳۹۱۹ ۔ ۳۹۲۰ ، صواعق محرقہ صـ ۱۹۱ سطر ۱۱ ۔ تہذیب التہذیب جلد ۲ صـ ۲۹۷ سطر ۱۳ ۔ مودۃ القربیٰ صـ ۱۰۲ سطر ۱۸ ۔ نور الابصار صـ ۴۰ سطر ۲۸ ۔ مفتاح کنوز السنہ صـ ۶۰ کالم ۱ سطر ۳ ۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صـ ۸۲ سطر ۱۹ ۔ خصائص نسائی صـ ۱۳۳ سطر آخر ۔ صـ ۱۲۴ سطر ۲ ۔ ۹ ۔ میزان الاعتدال جلد ۳ صـ ۱۳۳ سطر ۸ ۔ جامع الصغیر جلد ۱ صـ ۱۵۱ سطر ۳ ۔ کنوز الحقائق صـ ۶۱ جلد ۱ سطر آخر ۔ صـ ۱۴۸ سطر ۱ خصائص کبریٰ جلد ۲ صـ ۲۶۵ سطر ۱۸ ۔ تاریخ الخلفاء صـ ۱۳۲ سطر ۴ ۔ تاریخ بغداد جلد ۱۱ صـ ۹۰ سطر ۱۵ شرح حدیدی جلد ۱ صـ ۱ سطر ۸ ۔ تیسیر الوصول جلد ۲ صـ ۱۵۴ سطر ۳ ۔ مجمع الزوائد جلد ۹ صـ ۱۸۳ سطر ۱ اصابہ جلد ۱ صـ ۳۲۹ سطر ۸ ۔ مقتل خوارزمی صـ ۹۲ سطر ۱۹ ۔ الدرر المنتشرہ صـ ۱۴۴ سطر ۵ ۔ ذخائر العقبیٰ صـ ۱۲۹ سطر ۱۰ ۔ الشرف المؤبد صـ ۷ سطر ۵ ۔ الفصول المہمہ صـ ۱۳۰ سطر ۱۷

حضرت ام سلمہ ۔ حضرت انس اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کی پیدائش کے وقت ہی بتا دیا تھا کہ میرا بیٹا حسینؑ کربلا کے میدان میں دس محرم کو نہایت بے دردی سے شہید کیا جائے گا ۔

کنز العمال جلد ۴ صـ ۳۹۸ ۔ ذخائر العقبیٰ صـ ۱۴۷ ۔ کنز العمال جلد ۶ صـ ۲۲۳ حدیث ۳۹۴۰ ، ۳۹۳۸ ، مقتل خوارزمی صـ ۱۵۸ ۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صـ ۱۲۵ ، منتخب کنز العمال جلد ۵ صـ ۱۱۱ ، صواعق محرقہ صـ ۱۹۳ سطر آخر ، تاریخ اسلام ذہبی جلد ۳ صـ ۱۰ ۔ سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صـ ۱۹۴ ۔ میزان الاعتدال جلد ۱ صـ ۸ سطر ۱۰ ، العقد الفرید صـ ۲۱۹ جلد ۲ ۔ الفصول المہمہ صـ ۱۵۴ ۔ تہذیب التہذیب جلد ۲ صـ ۳۴۷ سطر ۸ مجمع الزوائد جلد ۹ صـ ۱۸۹ سطر ۵ ۔ کفایۃ الطالب صـ ۲۷۹ ۔ طرح التثریب جلد ۱ صـ ۴۱ ۔ النہایہ جلد ۲ صـ ۲۱۲ ۔ غنیۃ الطالبین صـ ۵۲ جلد ۲ ۔ لسان العرب جلد ۱۱ صـ ۳۴۹ کالم ۲ سطر ۲۳ ۔ البدایہ جلد ۶ صـ ۲۳۰ اسد الغابہ صـ ۲۲ جلد ۲ ۔ تاریخ کامل جلد ۳ صـ ۲۰۳ ۔ تاریخ خمیس جلد ۲ صـ ۳۰۰ ۔ اصابہ جلد ۱ صـ ۳۳۴ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صـ ۲۸۳ ۔ جلد ۱ صـ ۲۴۲ ۔

امام بیہقی عبد اللہ بن بسر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ یعیش ھذا الغلام قرنا وکان فی وجھہ ثولول قال لایموت ھذا حتی یذھب ۔ یہ لڑکا ایک قرن زندگی پائے گا ، ان کے چہرے پر ثولول تھے ۔ حضور نے فرمایا ان کے مرنے سے پہلے دور ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ جامع الصفات صـ ۱۴۴ ۔ حجۃ اللہ صـ ۵

بخاری، محمد بن اسماعیل - صحیح باب خشوع الصلوٰۃ ص۹۵ مطبوعہ مصر

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ	عن ابی ھریرۃ انّ رسول اللہ صلی اللہ
بالتحقیق رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا تم نہیں	علیہ وسلم قال ھل ترون بلتی ھھنا واللہ
دیکھتے جو میں اپنے آگے وہ جو میں دیکھتا	مایخفی علی رکوعکم ولا خشوعکم وانی
ہوں خدا کی قسم تمہارے رکوع و خشوع مجھ	لاراکم وراء ظھری

پر مخفی نہیں اور میں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

اس باب میں حضرت ابوہریرہ اور انس بن مالک کی متعدد روایات ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم نے کئی بار اپنے اصحاب سے فرمایا: کہ تم نماز میں رکوع و سجود ٹھیک ٹھیک کیا کرو کیونکہ میں تمہیں پیچھے سے اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح آگے سے۔ بعد کے حالات غائب سے تعلق رکھتے ہیں اور حضور اکرم سے بعد کے حالات مخفی نہیں ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ عالم الغیب ہیں۔

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص۵۸۳ سطر ۱۸ کراچی

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ	عن ابی ھریرۃ انّ رسول اللہ صلی اللہ
تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا	علیہ وسلّم قال ان من امتی اشد حبّا ناس
ہے کہ میری اُمّت میں مجھ سے زیادہ محبّت	یکونون بعدی یودّ احدھم لو رانی باھلہ

رکھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور اس امر کی آرزو کریں گے کہ اگر مجھ کو دیکھ لیں تو اپنے اہل و عیال کو مجھ پر فدا کر دیں۔

اس حدیث میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بعد کے آنے والے لوگوں کی خبر دی جو کہ غیب سے تعلق رکھتی ہے۔

اہل سنت کی معتبر کتب میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی۔

ترمذی شریف جلد ۲ ص۱۱۴ - صواعق محرقہ ص۱۳۱ - سنن ابوداؤد جلد ۴ ص۲۱۱ - نصائح کافیہ ص۱۵۳ - تاریخ الخلفاء ص۱۹۹ - اسد الغابہ جلد ۲ ص۱۴۱ - تیسیر الوصول جلد ۲ ص۳۲

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عالم الغیب تھے اسی لئے تو آپ نے مدت خلافت بتادی۔

عن سھل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر لا عطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلھم یرجون ان یعطاھا فقال این علی بن ابی طالب فقالوا ھو یارسول اللہ یشتکی عینیہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عینیہ فبرأ حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال علی یارسول اللہ اقاتلھم حتی یکونوا مثلنا قال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتھم ثم ادعھم الی الاسلام واخبرھم بما یجب علیھم من حق اللہ فیہ فواللہ لان تھدی اللہ بک رجلا واحداً خیر لک من ان تکون لک حمر النعم

حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے خیبر کے دن فرمایا: میں کل یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں سے خداوند تعالیٰ قلعہ خیبر کو فتح کرائے گا اور وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھے گا اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول اس سے محبت کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو تمام لوگ حضور صلعم کی خدمت میں یہ امید لے کر حاضر ہوئے کہ وہ جھنڈا انہیں کو ملے گا (جب سب لوگ جمع ہو گئے تو) آپ نے پوچھا علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا: کوئی جا کر ان کو بلا لائے۔ چنانچہ ان کو بلا کر لایا گیا۔ رسول اللہ صلعم نے ان کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا اور وہ اچھی ہو گئیں گویا دکھتی ہی نہ تھیں پھر آپ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا۔ علی نے عرض کیا یارسول اللہ! میں ان لوگوں سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک وہ ہماری مانند نہ ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ! اور اپنی فطری نرمی و آہستگی سے کام لو جب تم میدان جنگ میں پہنچ جاؤ تو پہلے دشمنوں کو اسلام کی دعوت دو اور پھر بتلاؤ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ان پر خدا کا کیا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر تمہاری تحریک و تبلیغ سے خداوند تعالیٰ نے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دی تو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہت بہتر ہو گا۔

صحیح بخاری جلد ۲ ص۱۹۴ سطر ۱۷، فتح الباری جلد ۷ ص۶۰ سطر ۱۵۔ جلد ۷، ص۵۷ سطر ۳۔ عمدۃ القاری ص۲۱۴ جلد ۱۶ سطر ۲۴، ارشاد الساری جلد ۶ ص۹۳ سطر ۶۔ ۲۰، صحیح مسلم جلد ۲ ص۲۸۷ سطر ۳، جلد ۲ ص۲۸۷ سطر ۸، ص۲۸۷ سطر ۱۳، ترمذی ص۵۳۴ سطر ۱۶، تحفۃ الاحوذی جلد ۴ ص۳۲۰ سطر ۱۱، سنن ابن ماجہ ص۱۲ سطر ۴۔ ۱۶، مشکوٰۃ ص۵۶۳ سطر ۲۴۔ المرقاۃ ص۳۴۲ جلد ۱۱ سطر ۹

ص۳۳۸ سطر ۸۔ المستدرک جلد ۳ ص۱۲۵ سطر ۱۵، تلخیص المستدرک جلد ۳ ص۱۲۵ سطر ۵۔ اسد الغابہ جلد ۴ ص۲۸ سطر ۸، جامع الاصول جلد ۹ ص۴۷۱ حدیث ۶۴۸۳۔ ص۴۷۲ حدیث ۶۴۸۴، ۶۴۸۵، ۶۴۸۶ تاریخ الخلفاء ص۱۱۹ سطر ۴۔ تیسیر الوصول جلد ۲ ص۱۵۱ سطر ۱۸۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۳۴ سطر ۱۔ حلیۃ اولیاء جلد ۱ ص۶۲ سطر ۷۔ اصابہ جلد ۴ ص۵۰۲ سطر ۷۔ استیعاب جلد ۲ ص۴۷۳ سطر ۲۳، ص۲۷ سطر ۵ کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۳ حدیث ۶۱۴۹، اربعین رازی ص۴۶۹ سطر ۶۔ ذخائر العقبیٰ ص۷۲ سطر آخر۔ مطالب السؤل ص۵۱ سطر ۱۶۔ الشرف المؤبد ص۵۷ سطر ۱۳، تذکرۃ الخواص ص۲۲ سطر ۸۔ الفصول المہمہ ص۲۰ سطر ۸ خصائص نسائی ص۵۴ سطر ۸، ص۵۲ سطر ۴، ص۵۶ سطر ۱، ص۵۷ سطر ۱، ص۵۸ سطر ۱، ص۵۹ سطر ۱، ص۶۰ سطر ۱۔ مقتل خوارزمی ص۱۱۶ سطر ۱۱۹۔ وفاء الوفا جلد ۱ ص۳۳۷ سطر ۹۔ البدایہ جلد ۷ ص۳۳۷ سطر ۷۔ ۱۶ المختصر جلد ۲ ص۴۴ سطر ۱۔ تاریخ طبری جلد ۳ ص۹۳ سطر ۱۹۔ روضۃ الصفا جلد ۲ ص۳۷۴ سطر ۱۱ سیرت حلبیہ جلد ۳ ص۴۱ سطر ۲۰۔ شرح حدیدی جلد ۳ ص۲۴۴ سطر ۱۶۔ جلد ۴ ص۲۲۱ سطر ۴۔ تاریخ بغداد جلد ۸ ص۵ سطر ۱۶۔ صفۃ الصفوۃ جلد ۱ ص۱۲۰ سطر ۶۔ مبارک الازہار جلد ۲ ص۲۹۲ سطر ۷، نور الابصار ص۴۲ سطر ۱۲۔ اسعاف الراغبین ص۱۱۹ سطر ۳۲۔ صواعق محرقہ ص۱۲۱ سطر ۷، تاریخ کامل جلد ۲ ص۱۴۹ سطر ۶۔ ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص۲۹ سطر ۱۷۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۴۵ سطر ۵۔ مشارق الانوار ص۴۹۵ حدیث ۱۵۶۱ مظاہر حق جلد ۴ ص۶۹۳ سطر ۶۔ الریاض جلد ۲ ص۱۸۴ سطر ۱۶۔ مفتاح کنوز السنہ ص۲۵۳ کالم ۲ سطر ۲۳، ص۳۵۵ کالم ۱ سطر ۲۱۔ وفاء الوفا جلد ۱ ص۳۳۷ سطر ۹، جلد ۴ ص۵۲ سطر ۱۳۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۵ ص۳۳۳ سطر ۱۱، مناقب ابن مغازلی ص۱۷۷ سطر آخر۔ ص۱۸۱ سطر ۶۔ مسند دمشق ص۲۴۱ سطر ۸۔ مودت القربیٰ ص۵۱ سطر ۱۵۔ ارجح المطالب ص۵۹۸۔ ینابیع المودت ص۴۰ سطر ۱۲ کوکب دری ص۲۱۹ سطر ۵۔ الدر المنتشرہ ص۲۳۹ سطر ۱۴۔

زندگی رہی تو براہین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب کے سلسلے کی جلد ۳۲ میں حدیث خیبر کے بیسیوں اسناد اور ہزاروں حوالہ جات تحریر کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ

بہر حال حدیث خیبر سے واضح ہوا کہ حضور اکرمؐ نے آنے والے کل کے سارے حالات اور عَلَم کے اہل مرد کے سارے اوصاف بیان کر دیئے اور یہ بھی واضح فرمایا کہ یقیناً فتح اس مرد کے قدم چومے گی۔

حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں تمہارے

عن زید بن ارقم قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم ما

درمیان دو چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اس کو مضبوط پکڑے رہے اور اس پر عامل رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے اور یہ دو چیزیں جن میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے یعنی خدا کی کتاب مانند ایک رسی کے ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلائی گئی ہے اور دوسری چیز میری عترت ہے میرے اہل بیت میں سے اور خدا کی کتاب اور میری عترت قیامت کے دن ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ حوض پر آئیں گی۔ پس تم دیکھو کہ میرے بعد تم دونوں چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔

ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض فانظر وا کیف تخلفونی فیھما۔

صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۸۷ سطر ۲۰۔ ترمذی صفحہ ۵۴۱ سطر ۱۵۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۸ سطر ۱۸۔ تحفۃ الاحوذی صفحہ ۳۴۲ جلد ۲ سطر ۲۱۔ المرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۷۶ سطر ۸۔ المستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۰۹ سطر ۱۱۔ جلد ۳ صفحہ ۱۱۰ سطر ۱۔ صفحہ ۱۴۸ سطر ۱۵۔ تلخیص جلد ۳ صفحہ ۱۰۹ سطر ۶۔ المعجم الصغیر صفحہ ۷۳ سطر ۱۲۔ مجمع الزوائد صفحہ ۱۶۲ صفحہ ۱۶۲ جلد ۹ سطر آخر۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۳۶۷ سطر ۳۔ تفسیر خازن جلد صفحہ ۱۲۲ سطر ۳۔ معالم التنزیل جلد ۶ صفحہ ۱۲۱ سطر ۲۰۔ درمنثور جلد ۲ صفحہ ۶۰ سطر ۲۰۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۱۳ سطر ۳۰۔ تفسیر مظہری جلد ۸ صفحہ ۳۱۹ سطر ۱۶۔ تیسیر الوصول جلد ۲ صفحہ ۱۶۵ سطر ۱۱۔ ذخائر العقبیٰ صفحہ ۱۶ سطر ۴۔ مطالب السئول صفحہ ۱۱ سطر ۲۰۔ عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ سطر ۲۱۔ خصائص نسائی صفحہ ۹۳ سطر ۱۱۔ سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۸ سطر ۱۳۔ منصب امامت صفحہ ۸۴ سطر ۹۔ صفحہ ۷۳ سطر ۲۔ خصائص الکبریٰ سیوطی صفحہ ۲۶۶ جلد ۲ سطر ۵۔ اسعاف الراغبین صفحہ ۸۵ سطر ۲۱۔ صفحہ ۸۶ سطر ۱۱۔ صواعق صفحہ ۱۴۹ سطر ۲۰۔ صفحہ ۱۵۰ سطر ۱۔ صفحہ ۲۲۸ سطر ۱۷۔ جامع الصغیر صفحہ ۱۰۳ جلد ۱ سطر آخر۔ صفحہ ۴ سطر ۵۔ الفصول المہمہ صفحہ ۲۳ سطر ۱۴۔ نور الابصار صفحہ ۱۰۲ سطر آخر۔ تفسیر نیشاپوری جلد ۲۵ صفحہ ۲۲ سطر ۱۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۱۵ حدیث ۳۷۶۵۔ روح المعانی جلد ۲۵ صفحہ ۳۲ سطر ۱۔ تاریخ بغداد جلد ۱۲ صفحہ ۹۱ سطر ۱۱۔ مناقب ابن مغازلی صفحہ ۱۸ سطر ۱۔ صفحہ ۲۳۴ سطر ۹۔ مودت القربیٰ صفحہ ۳۱ سطر ۱۴۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶۵ سطر ۵۔ ارجح المطالب صفحہ ۴۰۶ سطر ۱۴۔ ینابیع المودت صفحہ ۱۸۔ صفحہ ۲۵۔ کوکب دری صفحہ ۱۷۱

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضور اکرم کو یقین تھا کہ کتاب و عترت قیامت تک اکٹھے رہیں گے اور حوض کوثر پہ ایک ساتھ آئیں گے۔

اس حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضور اکرم کو یقین تھا کہ میری اُمت قرآن و اہل بیت دونوں پر ظلم کرے گی۔ اسی لئے حضور نے حجت تمام کرتے ہوئے اپنی اُمت سے بار بار فرمایا کہ تم ان سے

تمسک کرنا، ان سے محبت کرنا۔ ان سے جنگ نہ کرنا، ان سے نفرت نہ کرنا۔ ان سے بغض نہ رکھنا۔
براھین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب کی جلد ۳۷ میں حدیث ثقلین کی سینکڑوں روایات اور ہزاروں حوالہ جات تحریر کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

جناب ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ حوض پر دونوں نہ وارد ہوں۔

عن ام سلمة قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض

المستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۴ سطر ۱۴۔ تلخیص المستدرک صفحہ ۱۲۴ سطر ۷۔ مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۱۳۴ سطر ۲۲۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۳۔ حدیث نمبر ۲۵۲۰۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۳۰ سطر ۳۵۔ المعجم الصغیر صفحہ ۱۴۹ سطر ۸۔ جامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۶۵ سطر ۷۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۲ سطر ۱۔ تفریح الاحباب صفحہ ۳۵۲ سطر ۱۔ منصب امامت صفحہ ۸۴ سطر ۶۔ نور الابصار صفحہ ۷۱ سطر ۲۲۔ اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲۶ سطر ۲۱ صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۴ سطر ۱۔ صفحہ ۱۲۶ سطر ۱۴۔ ارجح المطالب صفحہ ۱۳۹ سطر ۹۔ ینابیع المودت صفحہ ۴۷ سطر ۱۲
اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضور اکرم کو یقین تھا کہ حضرت علیؑ اور قرآن دونوں حوض کوثر کی منزل تک ایک ساتھ رہیں گے۔
براھین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب کی جلد ۱۱ میں معقولات و منقولات کے ساتھ اس اہم موضوع پر روشنی ڈالی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

حضور اکرم نے فرمایا کہ آل ابو سفیان پر خلافت حرام ہے کیونکہ یہ طلقاء ہیں اور طلقاء کی اولاد ہیں پس جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اس کا پیٹ پھاڑ دینا۔

الخلافة محرمة علی آل ابی سفیان الطلقاء و ابناء الطلقاء۔ فاذا رایتم معاویة علی منبری فابقروا بطنه۔

تاریخ اسلام ذہبی جلد ۲ صفحہ ۳۲۔ تاریخ طبری حالات ۲۸۴ھ۔ تاریخ بغداد جلد ۱۲ صفحہ ۱۸۱۔ تہذیب التہذیب جلد ۵ صفحہ ۱۱۰۔ البدایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۳۔ مقتل الحسین صفحہ ۱۸۵۔ کنوز الحقائق صفحہ ۱۸ لفظ اذا تطہیر الجنان مع صواعق صفحہ ۶۲۔ نصائح کافیہ صفحہ ۳۵
اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاویہ کے برسر اقتدار

آنے کا پہلے سے علم تھا اور حضور اکرم حضرت معاویہ کے کردار سے پہلے سے واقف تھے اور جو اس نے مستقبل میں کرنا تھا اس سے آپ پہلے ہی سے آگاہ تھے۔

عمران بن حصین کہتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلعم کا انتقال ہوا تو وہ تین قبائل سے نفرت رکھتے تھے۔ ثقیف، بنو حنیفہ اور بنو امیہ

عن عمران بن حصین قال مات النبی وھو یکرہ ثلاثۃ احیاء ثقیفا و بنی حنیفۃ و بنی امیہ

ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۳۵۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۴۰۔ المستدرک جلد ۴ صفحہ ۴۸۰۔ شرح حدیدی جلد ۱ صفحہ ۵۸۷۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۶ صفحہ ۲۹۳۔ الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۳۵۲۔ نصائح کافیہ صفحہ ۱۶۰۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۔ سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۵۱۔ ینابیع المودت جلد ۱ صفحہ ۸۱ تطہیر الجنان صفحہ ۶۲۔ اسعاف الراغبین صفحہ ۱۹۰۔ تفسیر طبری جلد ۱۳ صفحہ ۴۶۔ تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۳۷۔ تفسیر قرطبی صفحہ ۳۶۴۔ تفسیر فتح القدیر صفحہ ۱۰۴۔ درمنثور جلد ۴ صفحہ ۸۲۔ تفسیر مراغی جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۲۔ روح المعانی جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۶۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۵۳۸۔ بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۱۶۰

عمران بن حصین کی اس روایت سے واضح ہوا کہ حضور اکرم ان تینوں قبائل کے مستقبل سے اچھی طرح واقف تھے اسی لئے ان سے نفرت کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔

تو امام حسن نے ایک شخص سے کہا کہ تم خفا نہ ہو کہ حضور اکرم کو خواب میں دکھایا گیا تھا کہ بنو امیہ ان کے منبر پر بندروں کی طرح ناچ رہے ہیں اور حضور اکرم کو یہ دیکھ کر افسوس ہوا تھا پس اس کے بعد سورۂ کوثر اور سورۂ انا انزلناہ نازل ہوا جس میں بتایا گیا کہ اے ہمارے رسول تمہارے بعد بنو امیہ والے ہزار مہینہ حکومت کریں گے فضل کا کہنا ہے کہ ہم نے بنو امیہ کی حکومت کا حساب کیا تو وہ پوری ہزار مہینے نکلی نہ اس میں ایک دن کم ہوا نہ زیادہ۔

فقال حسن بن علی لا تؤ بنی فان النبی اری بنی امیۃ علی منبرہ فساءہ ذلک فنزلت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ لیلۃ القدر خیر من الف شھر۔ یملکھا بعدک بنو امیہ یا محمد قال الفضل فعددنا فاذا ھی الف شھر لا تزید یوما ولا تنقص۔

ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹۔ اسد الغابہ صفحہ ۱۴ جلد ۲۔ تاریخ بغداد جلد ۹ صفحہ ۴۴ المستدرک جلد ۴ صفحہ ۴۸۰ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۲۳ مقتل الحسین صفحہ ۱۳۵۔ شواھد النبوۃ صفحہ ۱۷۲ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۔ تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۷۱ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۱۳۔ جلد ۸ صفحہ ۴۹ روح المعانی سورۂ قدر۔ خازن جلد ۴ صفحہ ۱۳۶۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۳ تفسیر طبری جلد ۳ صفحہ ۱۶۷ تفسیر قرطبی جلد ۳۰ صفحہ ۱۳۳ تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۲۰۷۔ تاریخ ابو الفدا جلد ۱ صفحہ ۱۸۴ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳ البدایہ جلد ۸ صفحہ ۱۸ ازالۃ الخلفاء جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ تطہیر الجنان صفحہ ۱۴۷

مذکورہ روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول خدا نے باعلام وحی خدا فرمایا کہ بنو اُمیہ ایک ہزار
مہینے حکومت کریں گے اور جب ان کی حکومت ختم ہوئی تو حضور اکرم صلعم کی خبر سولہ آنے
صحیح ثابت ہوئی۔

بخاری۔ صحیح کتاب الفتن باب قول النبی ھلاک اُمتی علی یدی اغیلمۃ سفہاء

موسیٰ بن اسماعیل، عمرو بن یحییٰ بن سعید بن
عمرو بن سعید اپنے دادا کے متعلق روایت کرتے
ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت ابوہریرہ
کے پاس نبی صلعم کی مسجد میں مدینہ میں بیٹھا
ہوا تھا اور ہمارے ہمراہ مروان بھی تھا حضرت
ابوہریرہ نے کہا کہ میں نے صادق و مصدوق
کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمت کی ہلاکت
قریش کے نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی مروان
نے کہا کہ ان لڑکوں پر اللہ کی لعنت ہو، حضرت
ابوھریرہ نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ میں بتلا
دوں کہ وہ بنی فلاں اور بنی فلاں ہیں تو میں بتلا
دیتا میں اپنے دادا کے ہمراہ بنی مروان کے
پاس جاتا تھا جب کہ وہ شام میں حکومت کرتے تھے۔ جب ان نوعمر لڑکوں کو دیکھا تو ہم سے کہا کہ شاید
یہ لڑکے انہیں میں سے ہوں، ہم نے کہا کہ آپ زیادہ جانتے ہیں۔

حدثنا موسیٰ بن اسماعیل حدثنا عمرو بن
یحییٰ بن سعید قال اخبرنی جدی قال کنت
جالسا مع ابی ھریرۃ فی مسجد النبی صلی
اللہ علیہ وسلّم بالمدینۃ ومعنا مروان
قال ابوھریرۃ سمعت الصادق المصدوق
یقول ھلکۃ امتی علی یدی غلمۃ من قریش
فقال مروان: لعنۃ اللہ علیھم غلمۃ فقال
ابوھریرۃ: لوشئت ان اقول بنی فلان و
بنی فلان لفعلت، فکنت اخرج مع جدی
الی بنی مروان حین ملکوا بالشام فاذا راھم
غلمانا احداثا قال لنا عسیٰ ھولاء ان یکونوا
منھم؟ قلنا انت اعلم

فتح الباری جلد ۱۳ ص ۱۰ - عمدۃ القاری جلد ۱۱ ص ۲۳۴ - ارشاد الساری جلد ۱۰ ص ۱۷۹ - صحیح مسلم
جلد ۲ ص ۳۹۶ - المستدرک جلد ۴ ص ۴۷۰ - مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۱۹۹ - مرقات جلد ۱۱ ص ۱۲ - اشعۃ اللمعات
جلد ۴ ص ۲۸۲ - میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۳۲۷ - تہذیب التہذیب جلد ۱۰ ص ۱۸۱ - تیسیر الوصول جلد ۳
ص ۳۲ - جامع الصغیر جلد ۲ ص ۱۹۴ - نصائح کافیہ ص ۱۰۹ - تطہیر الجنان ص ۱۱۵ - شذرات الذھب جلد ۱ ص ۶۸
دمشقی، ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۲۳۱

حضور اکرم صلعم نے فرمایا: کہ میری اُمت
کا امر عدل کے ساتھ قائم رہے گا حتیٰ کہ پہلا وہ

لا یزال امر ھذہ الامۃ قائما بالقسط
حتیٰ یکون اول من یثلمہ رجل من

شخص جو دین کو برباد کرے گا وہ بنی اُمیہ سے یزید نامی ہوگا۔ بنی امیۃ یقال لہ یزید

حضرت علی نے زبیر سے کہا کہ اے زبیر کیا تجھے یاد ہے کہ ایک موقعے پر رسول اکرمؐ نے تم سے فرمایا تھا کہ اے زبیر تو علی سے جنگ کرے گا اور تو ظالم ہوگا۔ اما سمعت رسول اللہ یقول لک انک تقاتلنی وانت ظالم لی۔

تاریخ کامل ص۱۲۰۔ البدایہ جلد ۷ ص۲۴۱۔ تاریخ الوالفدا جلد۱ ص۱۷۳۔ تطہیر الجنان ص۱۰۹۔ شذرات الذھب جلد۱ ص۴۳۔ الفصول المہمہ ص۸۰۔ اخبار الطوال ص۱۴۰۔ عقد الفرید ص۲۲۹ جلد۲۔ المواهب اللدینہ ص۴۸۵۔ تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص۱۷۱۔ کنز العمال جلد۶ ص۸۵۔ مناقب خوارزمی ص۱۱۳۔ ینابیع المودت ص۲۸۰۔ الامامت والسیاست ص۶۷۔ تذکرۃ الخواص ص۴۱۔ مطالب السئول ص۱۱۷۔ نور الابصار ص۹۱۔

اس عبارت سے بھی واضح ہوا کہ حضور اکرم نے اپنے بعد کے ہونے والے واقعے کی پہلے سے خبر دے دی۔

تو زبیر نے کہا اللہ کی قسم یہ مقام حواب نہیں اور طلحہ نے بھی آکر قسم کھائی کہ یہ حواب نہیں ہے اور طلحہ کے پچاس ساتھیوں نے بھی قسم کھائی کہ یہ مقام حواب نہیں اور اسلام میں یہ پہلی جھوٹی گواہی ہے جو کہ اصحاب نبی نے قائم کی۔ فقال الزبیر ما ھذا الحواب و لقد غلط بما اخبرک وکان طلحۃ فی ساقۃ الناس فلحقھا فاقسم ان ذلک لیس حواب وشھد معھا خمسون رجلا ممن کان معھم فکان ذلک اوّل شھادۃ زور اقیمت فی الاسلام

البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص۲۲۱۔ تاریخ الوالفدا جلد۱ ص۱۷۲۔ تاریخ طبری جلد ۳ ص۱۲۰۔ تذکرۃ الخواص ص۳۶۔ الامامت والسیاستہ ص۵۹۔ تاریخ کامل جلد ۳ ص۱۰۴۔ معجم البلدان جلد ۵ ص۳۱۴

اہل سنت کی مذکورہ اور دیگر کتب معتبرہ میں ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج سے فرمایا کہ تم میں سے ایک کو مقام حوأب کے کتے بھونکیں گے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر حضور نے مجھے فرمایا کہ اے حمیرا تو بچ کر رہنا کہیں تو ہی نہ ہو۔ محمد بن طلحہ نے کہا کہ اب ان بانوں کو جانے دیں اور آگے چلیں اور عبداللہ بن زبیر آیا اور خدا کی قسم کھائی کہ حوأب کو تو رات کے پہلے حصے میں پیچھے چھوڑ آئی ہے۔ اور پھر عبداللہ کچھ اعراب کو لے کر حضرت عائشہ کے پاس آئے انہوں نے بھی قسم کھائی کہ یہ جگہ حوأب نہیں ہے اور عالم اسلام کا کہنا ہے کہ مقام حوأب

میں یہ اسلام میں پہلی جھوٹی گواہی ہے۔

اس عبارت سے بھی واضح ہوا کہ حضور اکرمؐ حوأب کے مقام پر ہونے والے سارے واقعے کو بہت پہلے دیکھ رہے تھے اور وہاں پر ہونے والی کارروائی کو بہت پہلے بیان فرما رہے تھے۔

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص۴۶۹ سطر ۱۶ باب اشراط الساعۃ۔ اصح المطابع، کراچی

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آخری زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال کو لوگوں میں خوب تقسیم کرے گا۔ اور جمع کر کے اپنے پاس نہ رکھے گا۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ

عن جابر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعدّہ وفی روایۃ قال: یکون فی آخر امتی خلیفۃ یحثی المال حثیا ولا یعدہ عدا

میری اُمت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو ہاتھوں میں بھر بھر کر مال لٹائے گا۔ اور اس کو شمار نہ کرے گا۔

درمنثور جلد ۶ ص۵۸ سطر ۲ نور الابصار ص۱۵۱ سطر ۳۸ اسعاف الراغبین ص۱۰۵ سطر ۲۹۔ صواعق ص۱۶۴ سطر ۵

تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ شریف ص۴۷۰ سطر ۱۹ باب اشراط الساعۃ

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ دنیا اس وقت تک فنا نہ ہوگی جب تک عرب پر ایک شخص قبضہ نہ کرے گا۔ یہ شخص میرے خاندان سے ہوگا اور اس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا اگر دنیا کے فنا ہونے میں صرف ایک دن ہی باقی رہ جائے گا۔ تو خداوند تعالیٰ اس دن کو دراز کر دے گا یہاں

عن عبد اللہ بن مسعود قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذھب الدنیا حتّٰی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطئ اسمہ اسمی رواہ الترمذی و ابو داؤد وفی روایۃ لہ قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلا منّی او من اھل بیتی یواطئ اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجوراً

تک کہ اللہ بزرگ و برتر میرے خاندان میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور جس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا وہ زمین کو عدل و انصاف سے معمور کر دے گا جس طرح کہ

وہ اس وقت سے پہلے ظلم وستم سے معمور تھی۔
منتخب کنز العمال جلد ۶ صہ ۱۴ سطر۔ الحاوی للفتاوی جلد ۲ صہ ۵۸ سطر ۴۔ نور الابصار صہ ۱۵۱ سطر ۱۵
اسعاف الراغبین صہ ۱۰۴ سطر ۳۱۔ صہ ۱۰۵ سطر ا۔ صواعق محرقہ صہ ۱۶۳ سطر ۱۶۔ صہ ۱۶۴ سطر ۲۳۔ صہ ۱۶۷ سطر ۵
درمنثور جلد ۶ صہ ۵۸ سطر ۱۶۔ الحاوی للفتاوی جلد ۲ صہ ۵۸ سطر ۹۔ اسعاف الراغبین۔ مودۃ القربیٰ صہ ۹۳ سطر ۹
تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صہ ۳۱ سطر ۱۲۔ تفسیر روح المعانی جلد ۱۸ صہ ۱۸۶ سطر ۱۳۔

عن ام سلمة قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: المهدی من عترتی من اولاد فاطمہ۔

مشکوٰۃ صہ ۴۷۰ سطر ۲۴، تاریخ کبیر امام بخاری جلد ۲ قسم ا صہ ۳۱۶۔ جلد ۴ قسم ۲ صہ ۴۰۶۔ سنن ابوداؤد صہ ۱۵۱ جلد ۴۔ سنن ابن ماجہ صہ ۵۱۹ جلد ۲۔ تاریخ الرقہ صہ ۷۰۔ المستدرک جلد ۴ صہ ۵۵۷۔ نہایۃ اللغۃ جلد ا صہ ۳۷۔ تذکرہ قرطبی صہ ۶۱۶۔ فقہ اکبر حسن زمان جلد ۲ صہ ۶۵۔ الفصول المہمہ صہ ۲۷۶۔ میزان الاعتدال جلد ا صہ ۳۵۵ جلد ۲ صہ ۲۴۔ صواعق محرقہ صہ ۹۷۔ مصابیح السنہ صہ ۱۳۴ جلد ۳۔ مطالب السئول صہ ۸۹۔ البیان گنجی صہ ۳۱۱
منتخب کنز العمال جلد ۶ صہ ۳۰۔ تذکرہ الحفاظ صہ ۴۶۳۔ مقاصد حسنہ صہ ۴۳۵۔ الفتاوی الحدیثیۃ صہ ۲۹
اشعۃ اللمعات جلد ۴ صہ ۳۳۷۔ البدایہ والنہایہ جلد ا صہ ۴۰۔ الجامع الصغیر صہ ۵۷۹ جلد ۲۔ الحاوی للفتاوی صہ ۵۷ جلد ۲۔ منہاج السنہ صہ ۲۱۱ جلد ۴۔ کنوز الحقائق صہ ۱۴۴۔ العرائس الواضحۃ صہ ۲۰۸۔ تمییز الطیب صہ ۲۲۰
تیسیر الوصول صہ ۲۳۷ جلد ۲۔ ذخائر المواریث صہ ۲۹۲ جلد ۴۔ سیرت حلبیہ جلد ا صہ ۱۹۳۔ راموز الاحادیث صہ ۲۳۶۔
الفتح الکبیر صہ ۲۵۹۔ السراج المنیر شرح الجامع الصغیر صہ ۴۰۹

عن الحسین بن علی علیہما السلام قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمة: ابشری یا فاطمة فان المهدی منك

حضرت امام حسین سے روایت ہے کہ میرے نانا نے میری ماں سے کہا کہ اے فاطمہ تیرے لئے خوشی کا مقام ہے کہ مہدی تیری اولاد سے ہوگا۔

منتخب کنز العمال جلد ۵ صہ ۹۶۔ کنز العمال جلد ۷ صہ ۲۵۹۔ ذخائر العقبیٰ صہ ۱۳۶۔ مشارق الانوار صہ ۱۵۲۔ الحاوی للفتاوی صہ ۶۶۔ الفتح الکبیر جلد ا صہ ۱۷۔ کنوز الحقائق صہ ۳۰۔ الفقہ الاکبر حسن زمان جلد ۲ صہ ۷۰۔ القول الفصل صہ ۵۶۔ البیان گنجی صہ ۳۱۰۔ ینابیع المودۃ صہ ۴۳۴

عن حذیفة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطوّل اللہ ذلك الیوم حتّٰی یبعث رجلا من ولدی اسمه کاسمی فقال سلمان: من ای ولدك یارسول اللہ

قال: من ولدی هذا وضرب بیده علی الحسنین۔

ذخائر العقبٰی ص ۱۳۶۔ البیان ص ۹۰۔ تذکرۂ قرطبی ص ۶۱۵۔ میزان الاعتدال۔ ص ۱۸ جلد ۲۔ ینابیع المودۃ ص ۲۲۴۔ الفصول المہمہ ص ۲۷۵۔ الحرائس الواضحۃ ص ۲۰۸۔ نور الابصار ص ۱۵۸۔ ارجح المطالب ص ۴۷۲ سطر ۶۔

عن علی بن الھلالی المکی قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ۔ یا فاطمۃ والذی بعثنی بالحق ان منھما مھدی ھذہ الامۃ اذا اصارت الدنیا ھرجا وفرجا وتظاھرت الفتن وتقطعت السبل واغار بعضھم علی بعض فلا کبیر یرحم صغیراً ولا صغیر یوقر کبیراً فیبعث اللہ عند ذلک منھما من یفتح حصون الضلالۃ وقلوبا غلفا یقوم بالدین فی آخر الزمان کما قمت بہ فی آخر الزمان ویملأ الارض عدلا کما ملئت جورا۔

حضرت علی بن ھلالی نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا: اے فاطمہؑ کہ خدا کی قسم ہے کہ جس نے مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے کہ اس امت کا مہدی بھی ان دونوں (حسنین) سے ہوگا۔ جبکہ دنیا میں جھگڑے بکھیڑے پیدا اور فتنے نمودار ہو جائیں گے آمد و رفت کے راستے رک جائیں گے۔ ایک دوسرے کو لوگ لوٹنے لگیں گے نہ بڑا چھوٹے پر رحم کھائے گا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرے گا۔ پس ایسے وقت میں اللہ تعالٰی اس کو برانگیختہ کرے گا اور وہ گمراہی کے تمام مضبوط قلعوں کو فتح کرے گا۔ اور پردہ جہالت میں لپٹے ہوئے دلوں کو کھولے گا جیسے کہ میں نے ابتداء امر میں دین کو قائم کیا ہے اور وہ آخر زمانہ میں اس کو قائم کرے گا جس طرح کہ دنیا ظلم سے بھری ہوئی ہوگی وہ عدل سے بھر دے گا۔

مجمع الزوائد ص ۱۶۵ جلد ۹ سطر ۵۔ صواعق محرقہ ص ۱۶۵ سطر ۱۹۔ اسد الغابہ ص ۴۲ جلد ۴۔ ذخائر العقبٰی ص ۱۳۵۔ ذیل اللآلی ص ۵۶۔ المعجم الکبیر طبرانی ص ۱۳۵۔ ینابیع المودۃ ص ۲۲۳۔ ارجح المطالب ص ۴۷۹ سطر ۳۔ البیان ص ۳۰۵۔ الحاوی للفتاوی ص ۶۶۔ منتخب کنز العمال جلد ۶ ص ۳۰۔

عن علی قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لبعث اللہ فیہ رجلا من عترتی یملأھا عدلا کما ملئت جورا۔

جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ اگر دنیا میں سے ایک دن کے سوا بھی باقی نہیں رہے گا۔ تو خدا تعالٰی اسی ایک دن میں تیری عترت میں سے ایک آدمی کو پیدا کریگا جو زمین کو عدل سے بھر دے گا جس طرح سے کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی۔

مسند احمد بن حنبل ص۸۴ جلد ا۔ سنن ابن ماجہ ص۵۱۹ جلد ۲۔ تاریخ کبیر بخاری ص۳۱۷ جلد ا۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص۱۷۷۔ الحاوی للفتاوی ص۵۸ جلد ۲۔ البیان ص۱۰۳۔ منتخب کنز العمال جلد ۶ ص۳۰۔ الجامع الصغیر جلد ۲ ص۵۷۹۔ صواعق محرقہ ص۲۳۵۔ تذکرۂ قرطبی ص۱۳۔ المقاصد الحسنہ ص۴۳۵۔ تمیز الطیب ص۲۲۔ کنوز الحقائق ص۱۶۴۔ ذخائر المواریث جلد ۳ ص۲۴۔ راموز الاحادیث ص۲۳۷۔ تعلیق تاریخ رقۃ ص۷۱۔ ینابیع المودۃ ص۱۸۱۔ الفتح الکبیر ص۲۵۹ جلد ۳۔ وسیلۃ النجاۃ ص۴۲۱۔ ارجح المطالب ص۴۷۴ سطر ۷

عن ابی ھریرۃ قال حدثنی خلیلی ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ حتی یخرج علیھم رجل من اھل بیتی فیضربھم حتی یرجعون الی الحق قلت و کم یملک قال: خمسا واثنتین۔

حضرت ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ مجھے میرے دوست جناب ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں تک قیامت نہیں ہوگی جب تک کہ لوگوں پر ایک آدمی میرے اہل بیت کا نہیں برآمد ہوگا۔ پس وہ ان کو مارے گا۔ یہاں تک کہ وہ پھر حق کی طرف رجوع کریں گے میں نے کہا وہ کتنے روز بادشاہی کرے گا۔ آپ نے فرمایا پانچ دن دو برس۔

الحاوی للفتاوی ص۶۲۔ مجمع الزوائد ص۳۱۵ جلد ۷۔ ارجح المطالب ص۴۸۱ سطر ۴

عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملک الارض اربعۃ مومنان و کافران فالمؤمنان ذوالقرنین وسلیمان والکافران نمرود وبخت نصر وسیملکھا خامس من اھل بیتی۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین پر چار بادشاہ ہوں گے۔ دو مومن اور دو کافر۔ پس مومن تو ذوالقرنین اور سلیمان ہیں اور کافر نمرود و بخت نصر ہیں۔ اور پانچواں ہم اہلبیت میں سے تمام روئے زمین کا مالک ہوگا۔

الحاوی للفتاوی ص۸۔ الفتاوی الحدیثیہ ص۲۸۔ تذکرۂ قرطبی ص۱۳۔ ارجح المطالب ص۴۷۸ سطر ۱

عن علی قال قلت یارسول اللہ امنا المھدی ام من غیرنا یارسول اللہ قال بل منا یختم اللہ بہ کما بنا فتح۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مہدی ہم میں سے ہوگا یا کہ ہمارے غیر میں سے؟ حضرت نے فرمایا بلکہ ہم میں سے ہوگا اللہ اس پر خاتمہ کرے گا جیسے کہ ہم سے آغاز کیا ہے۔

مجمع الزوائد ص۳۱۶ جلد ۷ البیان ص۸۶ ۔ الحاوی للفتاوی ص۶۱ ۔ کنز العمال جلد ۷ ۔ تمییز الطیب ص۲۲۰ ۔ المقاصد الحسنہ ص۴۳۵ ۔ کنوز الحقائق ص۱۴۶ ۔ اسعاف ص۱۴۸ ۔ جالیۃ الکدر ص۲۰۸ ۔ آئمۃ الھدی ص۱۴۲ ۔ القول المستحسن جلد ۱ ص۳۱۶ ۔ مشارق الانوار ص۱۵۱ ۔ نور الابصار ص۱۵۸

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ مہدی مجھ سے ہے چمکتی ہوئی پیشانی اور اونچی ناک والا وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم اور جور سے بھر گئی ہوگی۔

عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجوراً

مشکوٰۃ شریف ص۴۷۰ سطر آخر ۔ سنن ابو داؤد جلد ۴ ص۱۵۲ ۔ المستدرک جلد ۴ ص۵۵۷ ۔ مصابیح السنۃ جلد ۲ ص۱۳۴ ۔ البیان ص۷۹ ۔ منتخب کنز العمال جلد ۶ ص۳۰ ۔ تلخیص المستدرک جلد ۴ ص۵۵۷ ۔ مطالب السئول ص۸۹ ۔ نور الابصار ص۲۲۹ ۔ الفصول المہمہ ص۲۷۴ ۔ العرائس الواضحۃ ص۲۸ ۔ الحاوی للفتاوی ص۵۸ جلد ۲ ۔ الجامع الصغیر جلد ۲ ص۵۷۹ ۔ جالیۃ الکدر ص۲۰۸ ۔ ینابیع المودۃ ص۴۳۳ ۔ ص۱۸۸ ۔ فیض القدیر ص۱۵۱ جلد ۲ ۔ البدایہ جلد ۱ ص۳۸ ۔ تذکرۃ قرطبی ص۱۳۱ ۔ الفتح الکبیر ص۲۵۹ جلد ۳ ۔ مظاہر حق ص۳۳۸ جلد ۴

عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تمتلئ الارض ظلما وعدوانا قال: ثم یخرج رجل من عترتی او من اھل بیتی یملأھا قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وعدوانا

مسند احمد بن حنبل ص۳۶ جلد ۳ ۔ المستدرک جلد ۴ ص۵۵۷ ۔ تلخیص المستدرک ص۵۵۷ جلد ۴ ینابیع المودۃ ص۸۹ جلد ۳ ۔ مجمع الزوائد ص۳۱۵ جلد ۷ ۔ الحاوی للفتاوی ص۶۲ ۔

عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: تملأ الارض ظلما وجوراً ثم یخرج رجل من عترتی یملک سبعا او تسعا فیملاء الارض قسطا وعدلا۔

مسند احمد بن حنبل ص۱۷-۲۸ جلد ۳ ۔ المستدرک جلد ۴ ص۵۵۸ ۔ تلخیص المستدرک ص۵۵۸ جلد ۴ الحاوی للفتاوی ص۶۳ ۔ راموز الاحادیث ص۴۷۷ مجمع الزوائد ص۳۱۴ جلد ۷

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتملأن الارض ظلماً وعدواناً ثم لیخرجن رجل من اھل بیتی حتی یملأھا قسطا وعدلا کما ملئت جوراً وعدواناً

الحاوی للفتاوی ص۶۳ - الجامع الصغیر ص۲۲۹ جلد ۲ - ینابیع المودة ص۱۸۶ جلد ۳ ص۳۷ البیان ص۹۸ صواعق ص۹۹ مجمع الزوائد ص۳۱۳ جلد ۷ الفصول المہمہ ص۲۷۹ - میزان الاعتدال ص۲۱ جلد ۲ - الفتاوی الحدیثیہ ص۲۹ - ینابیع المودة ص۴۸۷ - نور الابصار ص۲۳۰ - اسعاف الراغبین ص۱۵۱ - راموز الاحادیث ص۷ - الفتح الکبیر ص۱۶ جلد۱

عن ابی سعید قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاء یصیب ھذہ الامة حتی لایجد الرجل ملجاء یلجاء الیہ من الظلم فیبعث اللہ رجلا من عترتی و اھل بیتی فیملأبہ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یرضی عنہ ساکن السماء ساکن الارض لاتدع السماء من قطرھا شیئاً الاصبۃ مدرارا اولا تدع الارض من نباتھا شیاء الا اخرجتہ حتی یتمنی الاحیاء الاموات یعیش فی ذلک سبع سنین او ثمان سنین اوتسع سنین رواہ۔

مشکوٰة ص۴۷۱ سطر ۷ مصابیح السنہ جلد ۲ ص۱۳۴ - تذکرہ قرطبی ص۶۱۵ تذکرة الحفاظ جلد ۳ ص۸۳۸ - صواعق محرقہ ص۹۷ - الحاوی للفتاوی ص۶۵ البیان ص۳۱۶ مشارق الانوار ص۱۵۲ - اسعاف الراغبین ص۱۴۸ - ینابیع المودت ص۴۳۱

عن قیس بن جابر، عن ابیہ، عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ستکون بعدی خلفاء و من بعد الخلفاء امراء ومن بعد الامراء ملوک جبابرة ثم یخرج رجل من اھل بیتی یملاء الارض عدلا کما ملئت جوراً۔

اسد الغابہ جلد۱ ص۲۵۹ - ۵ ص۱۵۵ - منتخب کنز العمال جلد ۶ ص۳۰ - البیان ص۹۸ - صواعق محرقہ ص۹۹ - الحاوی للفتاوی ص۶۴ - الجامع الصغیر ص۳۳ جلد ۲ - الفصول المہمہ ص۲۸۰ - الاصابہ ص۳۱ جلد ۴ - مجمع الزوائد ص۱۹ جلد ۵ - القرب فی محبة العرب ص۱۳۴ - نور الابصار ص۲۳۱ - الفتح الکبیر ص۱۶۴ جلد ۲

عن حذیفة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی رجل ولدی وجھہ کالقمر الدری واللون لون عربی والجسم جسم اسرائیلی علی خدہ الایمن خال کانہ کوکب دری یملأ الارض عدلا کما ملئت جورا یرضی بخلافتہ

حذیفہؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ مہدی ایک آدمی ہوگا میری اولاد میں سے اس کا چہرہ مثل چودھویں رات کے چاند کی چمکتا ہوگا۔ اس کا رنگ عرب کے لوگوں کی مانند اور جسم اسرائیلی قوم کے مشابہ ہوگا۔ اس کے داہنے رخسارے پر ایک خال چمکتا ہوا آسمان کے ستارہ کی

طرح سے ہوگا زمین کو عدل سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی اس کی خلافت سے آسمان اور زمین کے باشندے اور ہوا کے پرندے خوش ہو جائیں گے۔

اهل السماء والارض والطیر فی الجو

تاریخ اسلام ذہبی جلد ۱ ص۱۵۶ صواعق ص۱۶۴ سطر ۲۰۔ الفصول المہمہ ص۲۷۵۔ الحاوی للفتاوی ص۶۶ الجامع الصغیر جلد ۲ ص۵۷۹ ذخائر العقبیٰ ص۱۳۶ لسان المیزان جلد ۵ ص۲۳ الفتاوی الحدیثیة ص۲۸ البیان ص۸۰ ص۹۴ مشارق الانوار ص۱۵۲ ینابیع المودة ص۴۳۳ اسعاف الراغبین ص۱۰۵ سطر ۲۷۔ العرائس الواضحہ ص۲۸۰ بحالیة الکدر ص۲۰۵۔ نور الابصار ص۱۵۱ سطر ۲ الفتح الکبیر ص۲۵۹ جلد ۳۔ ارجح المطالب ص۴۷۳ سطر ۶۔

عن عبد اللہ بن عمر قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلّم یخرج المهدی وعلی راسہ غمامة ینادی منا وهذا المهدی خلیفة اللہ فاتبعوہ۔

عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا اور اس کے سر پر بدلی سایہ کی ہوگی غیب سے ندا کرے گا کہ یہ مہدی خدا کا خلیفہ ہے اس کا اتباع کرو۔

تذکرۃ الخواص ص۲۰۴ منہاج السنہ ص۲۱۱ جلد ۴۔ الفصول المہمہ ص۲۷۴۔ الحاوی للفتاوی ص۶۲ الفتاوی الحدیثیة ص۲۷

عن قرة المزنی انہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم: لتملأن الارض جوراً وظلما فاذا ملئت جوراً وظلما یبعث اللہ رجلا منی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی فیملأها عدلا وقسطاً کما ملئت جورا وظلما فلا تمنع السماء شیاء من قطرها ولا الارض شیاءً من نباتها یمکث فیکم سبعا او ثمانیا فان اکثر فتسعاً

الجامع الصغیر ص۳۴۵ جلد ۲۔ الحاوی للفتاوی ص۶۰ مجمع الزوائد ص۳۱۴ جلد ۷ ینابیع المودة ص۱۸۶ سطر آخر رموز الاحادیث ص۳۴۶ منتخب کنز العمال ص۳۰ جلد ۶۔

جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ اگر دنیا میں سے ایک دن کے سوا بھی باقی نہیں رہے گا تو خدا تعالیٰ اسی دن میں تیری عترت میں سے

عن علیّ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لیبعث اللہ فیہ رجلا من عترتی یملأها عدلا کما ملئت جورا

ایک آدمی کو پیدا کرے گا جو زمین کو عدل سے بھر دے گا جس طرح سے کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی۔

مسند احمد بن حنبل جلد ا ص ۹۹۔ سنن ابو داؤد جلد ا ص ۱۵۱۔ البدء والتاریخ ص ۱۸۰ جلد ۲ الاعتقاد بیہقی ص ۱۰۵ الحاوی للفتاوی ص ۵۹ الجامع الصغیر ص ۳۷۷ جلد ۲۔ البدایہ جلد ا ص ۳۷۔ الفصول المہمہ ص ۲۷۵ مشارق الانوار ص ۱۲۵ ذخائر المواریث ص ۱۹۳ جلد ۲ اسعاف الراغبین ص ۱۴۸۔ الفتح الکبیر جلد ۳ ص ۴۹ مطالب السئول ص ۸۹ تذکرۃ الخواص ص ۳۷۷۔ السراج المنیر ص ۲۲۱۔ البیان ص ۳۰۸۔ غالیۃ الکدر ص ۲۰۸ العرائس الواضحۃ ص ۲۰۸ ائمۃ الھدی ص ۱۴۰۔ نور الابصار ص ۲۲۹

عن عبد الرحمٰن بن عوف قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیبعثن اللہ من عترتی رجلا افرق الثنایا اجلی الجبھۃ یملأ قسطا وعدلا۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ میری اولاد میں سے ایک ایسے آدمی کو پیدا کرے گا جس کے اگلے دانت کشادہ ہوں گے اور اس کی پیشانی چمکتی ہوگی وہ عدل اور انصاف سے زمین کو بھر دے گا۔

الحاوی ص ۶۳۔ ینابیع المودت ص ۴۳۳۔ البیان ص ۹۴۔ صواعق ص ۹۸ مشارق الانوار ص ۱۵۲ اسعاف الراغبین ص ۱۴۸ الفتاوی الحدیثیۃ ص ۲۹ غالیۃ المواعظ ص ۸۳ جلد ا

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد فقال اللہ تعالیٰ ذلک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلا من اھل بیتی یواطی اسمہ واسم ابیہ اسمی واسم ابی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما۔

ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: کہ اگر دنیا میں سے ایک دن کے سوا بھی باقی نہیں رہے گا تو خدا تعالیٰ اس دن کو اس قدر بڑھا دے گا کہ اس میں میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو پیدا کرے گا اس کا نام اور اس کے باپ کا نام میرے نام اور میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا جس طرح سے کہ وہ ظلم اور جور سے بھری ہوگی۔

مسند ابو داؤد ص ۱۵۱ جلد ۴۔ الکنی والاسماء دولابی ص ۱۰۰ جلد ا المعجم الصغیر ص ۲۴۵۔ الجامع الصغیر جلد ۲ ص ۳۷۷ تاریخ خمیس ص ۲۸۸ جلد ۲۔ الفصول المہمہ ص ۲۷۳۔ منہاج السنہ جلد ۴ ص ۲۱۱۔ منتخب کنز العمال جلد ۶ ص ۳۰ مطالب السئول ص ۸۹۔ مشکوٰۃ ص ۴۷۰ سطر ۹؛ الحاوی للفتاوی ص ۶۳ مشارق الانوار ص ۱۵۲۔ اسعاف الراغبین ص ۱۴۸ راموز الاحادیث ص ۳۵۹۔ ینابیع المودۃ ص ۴۳۰ سطر ۲۱ تیسیر الوصول

۲۳۷ جلد ۲۔ الفتح الکبیر جلد ۳ ص ۴۸۔ اشعۃ اللمعات ص ۳۳۷ جلد ۴۔ البدایہ ص ۳۸ جلد ۱ تذکرہ قرطبی ص ۶۱۵۔ البدء والتاریخ ص ۱۸۰ جلد ۲۔ البیان ص ۳۰۸۔ مصابیح السنہ ص ۱۳۴ جلد ۲ صواعق ص ۹۷ منہاج السنہ ص ۱۳۳ جلد ۲۔ مرقات جلد ۱۰ ص ۱۷۳۔ السراج المنیر ص ۲۲۱ وسیلۃ النجاۃ ص ۲۲۴۔ سنن ابن ماجہ ص ۵۱۷۔ ذخائر العقبیٰ ص ۱۷۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۳۵

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جس وقت حضرت عیسیٰ اور تم میں سے ایک امام تمہارے درمیان نازل ہوں گے۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فاما مکم منکم۔

صحیح مسلم جلد ۱ ص ۹۴ نور الابصار ص ۱۵۱ سطر ۳۳۔ مصابیح السنہ جلد ۲ ص ۱۴۱ مطالب السئول ص ۸۹ البیان ص ۷۵۔ الفصول المہمہ ص ۲۷۴ ینابیع المودۃ ص ۴۴۹ سطر ۱۱

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا ہم میں سے وہ ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے۔

عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منا الذی یصلی عیسیٰ بن مریم خلفہ۔

منتخب کنز العمال جلد ۶ ص ۱۴ سطر ۲۔ الحاوی للفتاوی ص ۷۴ جلد ۲ سطر ۱۷۔ نور الابصار ص ۱۵۱ سطر ۱۳۔ اسعاف الراغبین ص ۱۰۶ سطر ۱۱۔ ص ۱۱۰ سطر ۷۔ صواعق محرقہ ص ۱۵۲ سطر ۲۶۔ ص ۱۶۴ سطر ۲۳ ص ۱۶۷ سطر ۵۔ الجامع الصغیر جلد ۲ ص ۴۷۲۔ البیان ص ۷۹ سنن الھدیٰ ص ۵۶۳ ینابیع المودۃ ص ۱۸۷ سطر ۹

انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اُمت ہرگز ہرگز ہلاک نہ ہوگی۔ میں اس اُمت کا اول ہوں، اس کا مہدی اس کا درمیانہ ہے اور حضرت عیسیٰ اس کے آخر ہیں۔

عن انس بن مالک: قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لن تھلک امۃ انا اوّلھا ومھدیھا وسطھا والمسیح بن مریم آخرھا۔

البیان ص ۸۸۔ صواعق ص ۹۹۔ منتخب کنز العمال جلد ۶ ص ۳۰۔ مشارق الانوار حمزاوی ص ۱۲۵۔ الحاوی للفتاوی ص ۱۵۶۔ اسعاف الراغبین ص ۱۵۱۔ ینابیع المودۃ ص ۴۴۹۔ الفتح الکبیر جلد ۳ ص ۳۶۔ راموز الاحادیث ص ۳۴۴

عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انّ عیسیٰ بن مریم لیس بینی وبینہ نبی الّا خلیفتی فی امتی من بعدی یقتل الدجال ویکسر الصلیب و

يضع الجزية و تضع الحرب اوزارها الا من ادركه فليقرأ عليه السلام۔

تحفة الاحوذی جلد ۳ صـ ۲۳۲ المعجم الصغیر صـ ۱۵۰

عن جابر بن عبد الله الانصاری قال: سمعت النبی صلی الله علیه وسلّم یقول: لا تزال طائفة من امّتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیامة قال: فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرهم: تعال صلّ لنا فیقول: لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمه الله هذه الامة

صحیح مسلم جلد ۱ صـ ۹۵ مصر مصابیح السنہ جلد ۲ صـ ۱۴۱ ۔ البیان صـ ۷۶ صواعق صـ ۹۸ الفصول المہمہ صـ ۲۷۷ ۔ الحاوی للفتاوی صـ ۶۴ ۔ اسعاف الراغبین صـ ۱۵۱ تیسیر الوصول جلد ۲ صـ ۲۳۷ ۔ نور الابصار صـ ۲۳

بہر حال ان سب احادیث سے واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کے آنے کی خبر دی۔ اور چونکہ ان کا ظہور ان کے ہزاروں سال بعد میں ہوگا اور بعد میں ہونے والے واقعے کی خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت پہلے دے دی لہٰذا حضور اکرمؐ عالم الغیب ہیں۔

ظہور امام مہدی کی تفصیل انشاءاللہ جلد ۴ میں آئے گی وہاں سینکڑوں احادیث اور ہزاروں حوالہ جات تحریر کئے جائیں گے۔

علم غیب اور اقوال علماء کرام

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت کے بارے میں علماء اسلام تحریر فرماتے ہیں کہ:

فیه دلالة علی انه اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتداءها الی انتهاءها۔

اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ نبی کریم صلعم نے ایک ہی نشست میں تمام مخلوقات کے سارے حالات کی ابتدا سے انتہا تک خبر دے دی۔

عمدة القاری جلد ۱۵ صـ ۱۱۰ فتح الباری جلد ۶ صـ ۲۸۶ ارشاد الساری جلد ۵ صـ ۲۵۰ مرقات جلد ۱۱ صـ ۲ اشعة اللمعات جلد ۴ صـ ۴۴۴

اس سے ثابت ہوا کہ حضور اکرمؐ کے سامنے مستقبل کے تمام حالات تھے اسی لئے ایک

نشست میں بتا دیئے۔

ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ کے ص۲۶۳ جلد ا پر مشکوٰۃ کی اس حدیث (فعلمت ما فی السموات والارض) کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

اس فیض کے پہنچنے کے سبب سے ہم نے وہ تمام چیزیں جان لیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں یعنی آسمان و زمین میں وہ چیزیں جو خدا نے بتائیں ملائکہ اور اشجار وغیرہ۔ یہ آپ کے اس وسیع علم کا بیان ہے جو خدائے ذوالجلال نے آپ پر ظاہر فرمایا۔ ابن حجر نے کہا کہ جان لی وہ تمام مخلوقات جو آسمانوں بلکہ جو اس کے اوپر ہے جیسا کہ معراج کی حدیث سے مستفید ہوتا ہے اور زمین میں ہے اور وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں بلکہ جو اس سے نیچے ہیں جیسا کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے جن میں حضور اکرم نے گائے اور مچھلی کی خبر دی ہے جن پر زمینیں قائم ہیں

فعلمت بسبب وصول ذلک الفیض مافی السموات والارض یعنی ما اعلمه الله مما فیهما من الملئکة والاشجار وغیرها وهو عبارة عن سعة علمه الذی فتح الله وقال ابن حجر ای جمیع الکائنات التی فی السموات بل وما فوقها کما یستفاد من قصة المعراج والارض هی بمعنی الجنس وجمیع ما فی الارضین السبع بل وما تحتها کما افاده اخباره علیه السلام عن الثور والحوت الذی علیهما الارضون

مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ جو خدا نے حضور پر فیض خاص فرمایا اس سے دوسری مخلوق محروم ہے اور یہ کہ حضور اکرم زمین و آسمان کی تمام مخلوق کے تمام حالات سے آگاہ ہو گئے جن سے دوسری مخلوق عاری ہے۔

دہلوی، شیخ عبدالحق۔ اشعۃ اللمعات جلد ا ص۲۶۹ انڈیا

پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم وشناختم ہمہ را۔ پس مجھ پر ہر قسم کا علم ظاہر ہو گیا اور میں نے سب کو پہچان لیا۔ اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ حضور اکرم صلعم پر تمام علوم ظاہر ہو گئے۔

ابن حجر عسقلانی فتح الباری کی جلد ۶ کے ص۲۹۰ طبع بیروت پر تحریر فرماتے ہیں۔

اس حدیث میں دلالت ہے کہ حضور اکرمؐ نے ایک ہی مجلس میں ساری مخلوقات کے تمام احوال کی ابتدا سے انتہا تک خبر دیدی۔

ودل ذلک علی انه اخبر فی المجلس الواحد لجمیع احوال المخلوقات منذ ابتدئت الی ان تفنی الی ان تبعث

عمدۃ القاری جلد ۷ صہ۲۱۴ ارشاد الساری صہ۲۵۰ مرقات جلد ۱۱ صہ۴

علامہ صاوی متوفی ۱۲۴۱ھ آیہ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان باتوں کو کوئی اپنے آپ نہیں جانتا لیکن کسی بندے کا اللہ کے بتانے سے جاننا اس سے کوئی مانع نہیں۔ جیسے انبیاء اور بعض اولیاء اللہ نے فرمایا کہ یہ لوگ خدا کے علم کو نہیں گھیر سکتے مگر جس قدر رب چاہے اور فرمایا کہ اپنے غیب پر کسی کو ظاہر نہیں فرماتا سوائے برگزیدہ رسولوں کے پس اگر خدا تعالیٰ اپنے بعض نیک بندوں کو بعض غیبوں پر مطلع فرمادے تو کوئی مانع نہیں۔ پس یہ علم نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت ہوگا۔ اسی لئے علماء نے فرمایا کہ حق یہ ہے کہ حضور علیہ السلام دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ ان کو ان پانچوں علوم پر اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمادیا لیکن ان کے چھپانے کا حکم ہوا۔ (تفسیر صاوی علی الجلالین جلد ۳ صہ۲۴۴)

اے من حیث ذاتہا و امّا باعلام اللہ للعبد فلا مانع منہ کالانبیاء وبعض الاولیاء قال تعالیٰ ولا یحیطون بشئ من علمہ الا بما شاء قال تعالیٰ فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول فلا مانع من کون اللہ یطلع بعض عبادہ الصالحین علی بعض المغیبات فتکون معجزۃ للنبی فکرامۃ للولی ولذلک قال العلماء الحق لم یخرج نبینا من الدنیا حتّٰی اطلعہ علی تلک الخمس ولکنہ امر بکتمہا۔

حضرت ملا جیون آیۃ اِنَّ اللہ عندہ علم الساعۃ کے متعلق فرماتے ہیں کہ۔

تو یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ان پانچوں علوم کو اگرچہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن یہ جائز ہے کہ اللہ اپنے محبوبوں اور ولیوں میں سے جس کو چاہے سکھادے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے قرینہ سے کہ اللہ جاننے والا اور خبر دینے والا ہے اور خبیر بمعنی مخبر ہے۔

ان تقول ان علم ھذہ الخمسۃ ان لا یعلمہا احد الا اللہ لکن تجوز ان یعلمہا من یشاء من محبیہ واولیائہ بقرینۃ قولہ تعالیٰ ان اللہ علیم خبیر علی ان یکون الخبیر بمعنی المخبر۔

علامہ زرقانی شرح مواہب اور قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں، جلد ۷ صہ۲۵۵

قد اشتہر وانتشر امرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بین اصحابہ باطلاع علی الغیوب۔

بلاشبہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام میں یہ مشہور و معروف تھا کہ

آپ کو غیبوں پر اطلاع ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ تمام اصحاب حضور اکرمؐ کو عالم الغیب مانتے تھے

● صاوی، احمد بن محمد مالکی تفسیر صاوی جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ مصر

جس پر ایمان لانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بلا شبہ رسول اللہ دنیا سے منتقل نہ ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جمیع غیوب جو دنیا و آخرت میں ثابت ہونے والے تھے سکھا دیئے۔ آپ ان کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح کہ وہ ہیں بہ عین الیقین

والذین یجب الایمان بہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمہ اللہ بجمیع المغیبات التی تحصل فی الدنیا والاخرۃ فھو یعلمھا کما ھی عین یقین۔

اس سے واضح ہوا کہ خدا نے حضور اکرمؐ کو دنیا و آخرت کے تمام غیوب کی تعلیم دیدی

امام شرف الدین بوصیری قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں۔

ومن علومک علم اللوح والقلم۔ لوح محفوظ اور قلم کا علم آپ کے علوم میں سے ایک علم ہے۔

حلیہ شریف

ماکان تاں ماسیکون ویکھو قدرت گوناگوں کل ذی علم ہے راہ نمونوں صلی اللہ علیہ وسلم

علم القرآن بھی آیا علمک رب آپ سکھایا ھو الاول ھو الاخر شان ودھایا صلی اللہ علیہ وسلم

● ملا علی قاری۔ مرقات کی جلد ۵ میں حضرت ابو ھریرہ کی حدیث ذئب کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

نبی کریم گذشتہ، آئندہ، تم سے پہلوں اور تمہارے بعد میں آنے والوں کی دنیا اور عقبیٰ کے جمیع احوال کی خبر دیتے ہیں۔

یخبرکم بما مضی الی بما سبق من خبر الاولین من قبلکم و ما ھو کائن بعدکم ای من نبأ الاخرین فی الدنیا و من احوال الاجمعین فی العقبیٰ۔

شیخ عبدالحق دہلوی عبداللہ بن عمر کی دو کتب والی حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

نبی کریم صلعم پر اس معاملے (دو کتابوں کا دست اقدس میں ہونا) کی حقیقت کھول دی گئی اور اس پر آپ اس طرح باخبر ہو گئے کہ کسی طرح کا شبہ و خفا باقی نہ رہا اور اصحاب کشف و ارباب

کشف کردہ شد برآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت ایں امر و مطلع شد برآں چنانکہ شبہ و خفائے نماند شد و خفائے و نوشتہ شد و اہل باطن و ارباب مکاشفہ گویند کہ وجود کتاب

کہتے ہیں کہ سید عالم صلعم کے دست اقدس میں کتاب کا پایا جانا بالکل سچ ہے اور ایسی حقیقت پر محمول ہے جو مجاز و تاویل کے شائبہ سے بالاتر ہے۔

حق است و محمول بر حقیقت بے شائبہ مجاز و تاویل

اشعۃ اللمعات ص۱۰۰

علامہ زرقانی مواھب لدنیہ کی ابن عمر کی روایت کی شرح میں لکھتے ہیں۔

قد رفع ای اظہر وکشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع ما فیھا فانا انظر الیھا الی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ انہ ارید بالنظر العلم۔

بے شک خدائے ذوالجلال نے میرے لئے دنیا ظاہر فرما دی اسی لیے میں نے دنیا کی ہر شئے کا احاطہ کر لیا۔ پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف یہ اشارہ اس طرف ہے کہ (حدیث میں) نظر سے حقیقۃً دیکھنا مراد ہے یہ نہیں کہ نظر سے مراد صرف اس کے معنی مجازی ہوں یعنی محض جاننا۔ شرح مواھب لدنیہ جلد ۷ ص۲۲۴

● شیخ عبدالحق دہلوی اشعۃ اللمعات کی جلد ا کے ص۴۶۳ پر مشکوٰۃ کی عبدالرحمان بن عایش کی روایت کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔

فعلمت ما فی السموات والارض پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین بود عبارتست از حصول تمام علوم جزوی و کلی و احاطہ آں وقلا و خواند آں حضرت مناسب ایں حال و بقصد استشہاد بر امکان آں ایں آیت را کہ وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض و ہمچنیں نمودیم ابراہیم خلیل اللہ علیہ والصلوٰۃ والسلام را ملک عظیم نماید آسمانہا را و زمین را لیکون من الموقنین تا آنکہ گردد ابراہیم از یقین کنندگان بوجود ذات و صفات و توحید و اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت ست درمیان ایں دو رویت زیرا کہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان و زمین را دید و حبیب ہرچہ در آسمان و زمین بود حالی از ذوات و صفات و ظواہر و بواطن ہمہ را دید و خلیل حاصل شد مرا اور الیقین بوجوب ذاتی وحدت حق بعد از دیدن ملکوت آسمان و زمین چناں کہ حال اہل استدلال و ارباب سلوک و محبان و طالبان می باشد و حبیب حاصل شد مرا اور الیقین و وصول الی اللہ اوّل پس ازاں دانست عالم را و حقایق آنرا چنانکہ شان مجذوبان و محبوبان و مطلوبان اوست اول موافق است بقول ما رایت شیئاً الا رایت اللہ قبلہ وشتان ما بینھما۔

پس میں نے جانا جو کچھ ارض و سماء میں ہے۔ یہ عبارت تمام جزوی و کلّی کے حاصل ہونے اور ان کا احاطہ کرنے سے ہے۔ اور نبی کریم صلعم نے اس حال کے مناسب بقصد استشہاد یہ آیت تلاوت فرمائی وکذلک نری ابراھیم الخ یعنی اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو تمام ارض و سماء کا ملک عظیم دکھایا تاکہ وہ ذات و صفات و توحید کے ساتھ یقین کرنے والوں میں سے ہوں۔ اہل تحقیق نے فرمایا کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان فرق ہے اس لئے کہ خلیل علیہ السلام نے آسمان و زمین کا ملک دیکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ زمین و آسمان میں تھا ذوات صفات ظواہر و باطن سب دیکھا اور خلیل کو وجوب ذاتی و وحدت حق کا یقین ملکوت آسمان و زمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہل استدلال اور ارباب سلوک اور محبوں اور طالبوں کی حالت ہے اور حبیب کو وصول الی اللہ اور یقین اوّل حاصل ہوا پھر عالم اور اس کے حقائق کو جانا جیسا کہ محبوبوں مطلوبوں مجذوبوں کی نشان ہے۔

اشعۃ اللمعات کی اس عبارت سے واضح ہوا کہ حضور اکرم ارض و سما کی تمام مخفی و مستور اشیا کو جانتے تھے۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر کے ص۶۹ کی سطر۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔

تحقیق اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کو مطلع	انّ اللہ اطلع نبیہ صلی اللہ علیہ
کر دیا ان تمام حالات سے جو آپ کی اُمت	وسلّم علی ما یکون فی امتہ من بعدہ من
میں ہونے تھے اور جو آپ کے بعد ان کے	الخلاف وما یصیبھم قال ابو سلیمان الدارانی
خلاف اعمال ہونے تھے اور جو انہیں مصیبت	فی الفراسۃ مکاشفۃ النفس ومعاینۃ
پہنچنی تھی۔ ابو سلیمان درّانی کا کہنا ہے کہ فراست	الغیب وھی من مقالات الایمان

نفس کے مکاشفے اور غیب کے معائنے کو کہا جاتا ہے اور یہی مقالات ایمان سے ہے۔

ملا علی قاری کی مذکورہ عبارت سے واضح ہو گیا کہ خدا نے اپنے پیارے نبی کو مستقبل کے تمام غیوب سے آگاہ کر دیا۔ اور ابو سلیمان درّانی کے جملے سے عیاں ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب فراست تھے اور فراست میں غیب کا معائنہ ضروری ہے۔ لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب تھے۔

ملا علی قاری شرح شفا کی جلد ۲ کے ص۲۷۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

نبی کریم کے روشن معجزات اور ظاہر آیات	(ومن معجزاتہ الباھرۃ) ای آیاتہ الظاھرۃ

میں سے وہ ہے جو خدائے ذوالجلال نے آپ کے لئے عطا فرمایا معارف جزئیہ، علوم کلیہ، مدرکات ظنیہ اور اسرار باطنیہ اور انوار ظاہرہ پر۔

ماجمعه الله له من المعارف ای الجزئیة (والعلوم) ای الکلیة والمدرکات الظنیة یقینیة والاسرار الباطنیة والانوار الظاهرة

ملا علی قاری نے حضور اکرم کے ان علوم سے آگاہ ہوتے کو معجزہ قرار دیا ہے۔ شرح شفا ملا علی قاری جلد ۱ ص ۱۷۱

تحقیق نبی کریم صلعم کو امور غیبیہ حال و استقبال پر مطلع فرمادیا ہے۔

ما اطلع علیه من الغیوب ای الامور الغیبیة فی الحال (ومایکون) ای سیکون فی الاستقبال۔

رشید احمد گنگوھی - لطائف رشیدیہ ص ۲۷

انبیاء علیہم السلام کو ہر دم مشاہدہ امور غیبیہ حضور حق تعالی کا رہتا ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا۔

اشرف علی تھانوی تکمیل الیقین ص ۱۳۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔

ان رسل و اولیاء میں سے جسے چاہے اسے غیب یا آئندہ کی خبر دے دی۔ الخ پس ان کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ خدا کے بتانے سے معلوم ہوتا ہے۔

وہابیوں کے پیشوا حکیم محمد صادق سیالکوٹی شان رب العالمین کے ص ۵۷ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

ہاں اللہ جتنا چاہے علم غیب اپنے پیغمبر کو بتا دیتا ہے۔ ص ۵۸ خدا اپنے رسولوں میں جس کو جتنا چاہے غیب دیتا ہے۔

مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی جلد ۱ مکتوب ۹۹

تنام عینی ولاینام قلبی کہ تحریر یافتہ بود اشارت بدوام آگاہی نیست بلکہ اخبار است از عدم غفلت از جریان احوال خویش و امت خویش لہذا نوم در حق آں علیہ الصلوٰۃ والسلام ناقص طہارت نگشت وچوں نبی در رنگ شبان است در محافظت امت خود غفلت شایان منصب نبوت او نباشد۔

نبی کریم فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں سوجاتی ہیں۔ لیکن میرا دل نہیں سوتا جو لکھی ہوئی تھی اس میں دوام آگاہی کی طرف اشارہ نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ آپ

لہ اس باب میں چند عبارات علم خیر الانام سے لی گئی ہیں۔

اپنے اور اُمت کے حالات سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے نیند آپ کے لئے طہارت کو توڑنے والی نہ تھی۔ چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کی نگہداشت اور محافظت میں شبان (بکریوں کے ریوڑ کے رکھوالے) کی مانند ہیں اسی لئے ادنیٰ سی غفلت بھی آپ کے منصبِ نبوت کے شایان نہیں ہے۔

شاہ عبدالحق دہلوی مدارج النبوت کی جلد ا کے ص۱۶۵ کی سطر ۷ پر تحریر فرماتے ہیں۔

ہر چہ در دنیاست از زمان آدم تا نفخہ اولی بر وئے صلی اللہ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال اورا ازل تا آخر معلوم گردید دیاراں خود را نیز بعضے ازاں احوال خبر دادہ

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے نفخہ اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہے سب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منکشف فرما دیا تھا۔ یہاں تک کہ تمام احوال اوّل سے آخر تک کا نبی کریم کو معلوم ہوا اور آپ نے اپنے اصحاب میں سے بعض کو خبر دی۔

ایک دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

و وے صلی اللہ علیہ وسلم داناست بہمہ چیز از شیونات و احکام الٰہی و صفات حق و اسماء و افعال و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن و اوّل و آخر احاطہ نمودہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام چیزوں کے جاننے والے ہیں اور آپ نے خدائے ذوالجلال کی شانیں اور اس کے احکام حق تعالیٰ کے صفات و افعال اور تمام ظاہری و باطنی، اوّل و آخر کے علوم کا احاطہ فرما لیا ہے۔

مدارج النبوت جلد ا ص۱۴۴ سطر ۱۹ مطبوعہ دہلی۔

ہر کہ مطالعہ کند احوال شریف اورا از ابتدا تا انتہا و بہ بیند کہ چہ تعلیم کردہ است اورا پروردگار و افاضہ کردہ است بروی از علوم و اسرار مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ بہ ضرورت حاصل سود اورا علم بہ نبوّت او بے شوب و شکوک و ظنون قولہ تعالیٰ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَم

خدائے ذوالجلال نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام احوال ابتداء و انتہا کی تعلیم فرمائی اور آپ کو علوم اسرار مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب پر مطلع فرما دیا جیسا کہ قول تعالیٰ ہے کہ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَم

- زرقانی شرح مواہب لدنیہ

اس پر احادیث متواتر ہیں اور ان کے ... وقد تواترت الاخبار واتفقت معانیها

معانی اس پر متفق ہیں کہ نبی کریم صلعم کو غیب پر اطلاع ہے اور یہ مسئلہ ان آیات کے خلاف نہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا کیونکہ جس غیب کی نفی ہے وہ علم بغیر واسطہ ہے لیکن نبی کریم کا غیب پر مطلع ہونا اللہ کے بتانے سے وہ ثابت ہے۔ خدا کے اس قول سے کہ سوائے پسندیدہ رسول کے۔

علی اطلاعہ علیہ السلام علی الغیب ولا ینافی الآیت الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ لان المنفی علمہ علیہ السلام من غیر واسطۃ اما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ فمحق بقولہ تعالیٰ الا من ارتضیٰ من رسول۔

قاضی عیاض شفا

خدائے ذوالجلال نے نبی اکرم کو خاص فرمایا تمام دینی و دنیوی مصلحتوں پر مطلع فرما کر اور اپنی امت کے مصلحت اور گذشتہ امتوں کے واقعات اور اپنی امت کے ادنیٰ سے ادنیٰ واقعے پر خبردار فرما دیا۔ جیسے دل کے حالات، اور تمامی معرفت کے فنون اور سابقہ خلاف شرعیہ، فرائض عبادت اور علم حساب۔

خص اللہ تعالیٰ بہ علیہ السلام بالاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین ومصالح امتہ وکان فی الامم وما سیکون فی امتہ من النقیر والقطمیر وعلی جمیع فنون المعارف کاحوال القلب والفرائض والعبادۃ والحساب

قاضی عیاض شفا ص ۴۶

آپ کی عقل ہی کے مطابق آپ کے وہ علوم ہیں جن پر خدائے ذوالجلال نے آپ کو مطلع فرمایا اور سکھایا یعنی ابتدائے عالم سے اب تک جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہوگا قدرت خداوندی کے عجائبات اور عالم ملکوت کی بڑی بڑی نشانیاں، سب کا علم خداوند عالم نے آپ کو عطا فرمایا۔ کیونکہ خدائے ذوالجلال نے فرمایا کہ اے محبوب! آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے وہ سب کچھ خدا نے آپ کو سکھا دیا اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت ہی بڑا فضل ہے۔ تمام دنیا کی عقلیں آپ کے فضل و کمال کا اندازہ کرنے سے حیران ہیں اور آپ کے پورے کمالات کو بیان کرنے سے

وبحسب عقلہ کانت معارفہ علیہ السلام الی سائر ما اعلمہ اللہ واطلعہ علیہ من علم ما کان وما یکون وعجائب قدرتہ وعظیم ملکوتہ قال اللہ تعالیٰ وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما حارت العقول فی تقدیر فضلہ علیہ وخرست الالسن دان وصف یحیط بذلک او ینتھی الیہ

تمام جہان کی زبانیں گونگی ہیں، یعنی قاصر ہیں۔

قصیدۂ بردہ میں ہے

فان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

دنیا و آخرت جناب کے ہی کرم سے ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا بعض حصہ ہے

اس شعر کی شرح میں ابراہیم بیجوری شرح قصیدہ بردہ میں رقمطراز ہیں ص۷۷ مصر

اگر یہ کہا جائے کہ جب لوح و قلم کا علم حضور کے علوم کا بعض ہوا تو دوسرے بعض کون سے علوم ہیں جواب دیا جاوے گا کہ وہ بعض آخرت کے حالات کا علم ہے جس کی خدائے ذوالجلال نے نبی کریم کو خبر دی۔ کیونکہ قلم نے تو لوح میں وہ ہی لکھا ہے جو قیامت تک ہونے والا ہے۔

فان قيل اذا كان علم اللوح والقلم بعض علومه عليه السلام فما البعض الاخر اجيب بان البعض الاخر هو ما اخبره الله تعالى من احوال الاخرة لان القلم انما كتب فى اللوح ما هو كائن الى يوم القيمة ۔

ملا علی قاری المرقات کی جلد ا کے ص۵۴ پر رقمطراز ہیں

ان للغيب مبادى ولواحق فمباديا لا يطلع عليه ملك مقرب ولا نبى مرسل واما للواحق فهو ما ظهره الله تعالى على بعض احبابه لوحة علم وخرج بذلك عن الغيب المطلق وصار غيبا اضافيا وذلك اذا تنورت الروح القدسية وازداد نورانيتها واشراقها بالاعراض عن ظلمة عالم الحس وبتجلية القلب عن مداء البطيعة المواظبة على العلم والعمل وفيضان الانوار الالهية حتى يقرى النور وينبسط فى فضاء قلبه وتنعكس فيه النقوش المرتسمة فى اللوح المحفوظ ويطلع على المغيبات وتيصرف فى عالم السفلى بل يتجلى حيئذن الفياض الاقدس وبعرفة التى هى اشرف العطايا فكيف بغير ۔

یہ ہے کہ غیب کے مبادی پر کوئی ملک مقرب و نبی و مرسل مطلع نہیں۔ البتہ غیب کے لواحق پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض احباب کو مطلع فرمایا ہے جس کے علوم میں سے ایک لوح کا علم بھی ہے اور غیب اضافی ہے اور یہ جب ہے کہ جب روح قدسیہ منور ہوتی ہے اور عالم حس کی ظلمت اور تاریکی سے اعراض کرنے دل صاف ہونے علم و عمل پر مواظبت کرنے اور انوار الٰہیہ کے فیضان کے باعث ان کی نورانیت اور اشراق زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل میں نور

قوی منضبط ہو جاتا ہے اور لوح محفوظ کے نقوش اس میں منعکس ہو جاتے ہیں۔ اور یہ مغیبات پر مطلع ہو جاتا ہے اور عالم سفلی میں تصرف کرتا ہے بلکہ اس وقت خود فیاض اقدس جل شانہٗ اپنی معرفت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے اور یہی بڑا عطیہ ہے۔ جب یہی حاصل ہوا تو اور کیا رہ گیا۔

ایک دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

وکون علمها من علومه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ان علومه تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات علمها انما یکون سطرا من سطور علمه ونهرا من بحور علمه ثم مع هذا هو من برکته ووجوده صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔

ان کا علم علوم محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک پارہ ہوتا ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم بہت اقسام کے ہیں۔ علوم کلیہ، علوم جزئیہ، علوم حقائق اشیاء و علوم اسرار خفیہ اور وہ علوم اور معرفتیں کی ذات و صفات حضرت حق سبحانہٗ سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے جملہ علوم محمدیہ کی سطروں میں سے ایک سطر اور ان دریاؤں میں سے نہریں ہیں۔ پھر بعینہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی برکت وجود سے تو ہیں۔

امام بوصیری قصیدہ ام القرٰی میں فرماتے ہیں۔

وسع العالمین علما وحلما　　　فهو بحر لم تعیها الاعباء

نبی کریم نے اپنے علم و اخلاق سے جہانوں کو گھیر لیا۔ پس آپ ایسے سمندر ہیں کہ اس کو گھیرنے والے نہ گھیر سکے۔

شیخ سلیمان جمل فتوحات احمدیہ میں اس شعر کی شرح میں لکھتے ہیں

ای وسع علمه علوم الدین الانس والجن والملٰئکة لان اللہ تعالیٰ اطلعه علی العالم کله فعلّم علم الاوّلین والاخرین وما کان ومایکون وحسبك علمه علم القرآن وقد قال اللہ تعالیٰ مافرّطنا فی الکتٰب من شیئ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام جہانوں یعنی انس و جن اور ملائکہ کے علم کو گھیرے ہوئے ہے کیونکہ خدائے ذوالجلال نے آپ کو تمام عالم پر خبردار فرمایا پس اگلے پچھلوں کا علم سکھایا اور ماکان ومایکون بتایا اور نبی کریم کے علم کے لئے قرآن کا علم کافی ہے کہ رب ذوالجلال فرماتا ہے ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی۔

امام ابن حجر مکی افضل القریٰ میں اس شعر کی شرح میں لکھتے ہیں۔

لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلم الاولین والاخرین وما کان وما یکون۔

کیونکہ خدائے ذوالجلال نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہان پر خبردار فرمایا پس آپ نے اولین و آخرین کو اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا۔ اس کو جان لیا۔

امام بوصیری قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں۔

وکلھم من رسول اللہ ملتمس غرفامن البحر اور شفا من الدیم

تمام انبیاء رسول اللہ سے ہی لینے والے ہیں۔ سمندر سے ایک چلو یا تیز بارش سے چھینٹا

مولانا خرپوتی شرح قصیدہ بردہ میں اس شعر کی شرح میں لکھتے ہیں۔

ان جمیع الانبیاء کل واحد منھم طلبوا واخذوا العلم من علمہ علیہ السلام الذی کالبحر فی السعۃ والکرم من کرمہ علیہ السلام الذی ھو کالدیم لانہ علیہ السلام مفیض وھم مستفاضون لانہ تعالیٰ خلق ابتداء روحہ علیہ السلام وضع علوم الانبیاء وعلم ماکان وما یکون ثم خلقھم فاخذوا علومھم منہ علیہ السلام۔

تمام نبیوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس علم سے مانگا اور لیا جو وسعت میں سمندر کی طرح ہے اور سب نے کرم نبی کریم کے اس کرم سے حاصل کیا جو تیز بارش کی طرح ہے کیونکہ نبی کریمؐ فیض دینے والے اور تمام نبی فیض لینے والے۔ کیونکہ خدائے ذوالجلال نے اولاً حضور علیہ السلام کی روح پیدا فرمائی پھر اس روح میں نبیوں کے اور وما کان وما یکون کے علم رکھے پھر ان رسولوں کو پیدا فرمایا پس ان سب نے اپنے علوم نبی کریمؐ سے لیے۔

حافظ سلیمان ابریز شریف کے صہ ۲۵۸ لکھتے ہیں۔

یعلم علیہ السلام من العرش الی الفرش ویطلع علی جمیع ما فیھا وھذا العلوم بالنسبۃ الیہ علیہ السلام کالف من ستین جزء التی ھی القرآن العزیز۔

نبی اکرم صلعم عرش سے لے کر فرش تک کو جانتے ہیں اور جو کچھ ان میں ہے اس کی خبر رکھتے ہیں اور یہ تمام علوم نبی کریم کی نسبت سے ایسے ہیں جیسے الف ۶۰ جزو کی نسبت سے جو قرآن کریم ہیں۔

قسطلانی مواھب لدنیہ جلد ۲ صہ ۱۹۲

لاشک ان اللہ تعالیٰ قد اطلعہ علی

اس میں شک نہیں کہ خدائے ذوالجلال

نے نبی کریم صلعم کو اس سے بھی زیادہ پر اطلاع دی اور آپ پر اگلوں پچھلوں کا علم پیش کر دیا۔

ازید من ذلک والقی علیه علم الاولین والاخرین

عبد الحی لکھنوی خطبہ حواشی میرزاھد رسالہ

نبی کریم کو خدائے ذوالجلال نے وہ علوم سکھائے جن پر علم اعلیٰ بھی مشتمل نہیں اور جس کے گھیرے پر لوح محفوظ قادر نہیں نہ تو آپ کی مثل زمانے میں پیدا ہوا ازل سے اور نہ ابد تک ہوا اور آسمانوں و زمین میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں۔

علمه علوما ما احتوی علیه العلم الاعلیٰ وما استطاع علی احاطتها اللوح الاوفی لم یلد الدهر مثله من الازل ولم یولد الی الابد فلیس له من فی السموات والارض کفوا احد۔

شنوائیؒ جمع النھایہ

یہ وارد ہو چکا ہے کہ خدائے ذوالجلال نے حضور اکرم صلعم کو دنیا سے نہ نکالا یہاں تک کہ آپ کو ہر چیز پر مطلع فرما دیا۔

قد وارد ان اللہ تعالیٰ لم یخرج النبی علیه السلام حتّٰی اطلعه علی کل شئ

شرح عقائد نسفی ص۱۷۵

خلاصہ کلام یہ ہے کہ غیب جاننا ایک ایسی بات ہے جو خدا سے خاص ہے بندوں کو اس تک کوئی راہ نہیں بغیر خدا کے بتائے یا الہام فرمائے معجزے یا کرامت کے طریقے پر۔

بالجملة العلم بالغیب امر تفرد به اللہ تعالیٰ لا سبیل الیه للعباد الا باعلام منه او الهاما بطریق المعجزة او الکرامة

درمختار ـ کتاب الحج

حج فرض کیا گیا سنہ ۹ھ میں اور نبی کریمؐ نے اس کو سنہ ۱۰ھ تک مؤخر فرمایا کسی عذر کی وجہ سے اور نبی کریم کو اپنی زندگی کے باقی رہنے کا علم بھی تھا تاکہ تبلیغ پوری ہو جائے۔

فرض الحج سنة تسع وانما اخره علیه السلام لعشر لعذر مع علمه ببقاء حیاته لیکمل التبلیغ

موت کا علم علوم خمسہ سے ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقین تھا کہ انہیں سنہ ۱۰ تک موت نہیں آئیگی۔

حاجی امداد اللہ　　شمائم امدادیہ صـ ۱۱۰

لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں۔ دریافت و ادراک مغیبات کا ان کو ہوتا ہے۔ اصل میں یہ علم حق ہے۔ آنحضرت علیہ السلام کو حدیبیہ اور حضرت عائشہ کے معاملات کی خبر نہ تھی۔ اس کو دلیل اپنے دعوے کی سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔ (جاء الحق)

محمد قاسم نانوتوی　　تحذیر الناس صـ ۴

علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علم رسول اللہ میں مجتمع ہیں۔ اسی طرح سے عالم حقیقی رسول اللہ ہیں اور انبیاء باقی اور اولیاء بالعرض ہیں۔

ازالۂ شبہات

آیات قرآن کریم، احادیث رسول اکرمؐ، فرامین اصحاب نبیؐ اور اقوال علماء اسلام سے جب ثابت کر دیا گیا کہ معصومین علیہم السلام اور خصوصاً سید المرسلین جناب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب ہیں تو اب ضروری ہے کہ ان شبہات کا ازالہ بھی کر دیا جائے جو اس بارے میں پیدا کئے جاتے ہیں۔

شبہہ ۱: بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے پارہ ۷ رکوع ۱۱ سورۃ الانعام کی آیت ۵۰ میں ہے کہ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ۔
اے رسول ان سے کہہ دو کہ میں تم سے تو یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔

قرآن مجید کی اس آیۂ کریمہ سے روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہو گیا کہ رسول اکرمؐ غیب نہیں جانتے تھے۔

ازالۂ شبہہ:

اس سلسلے میں پہلے علماء اسلام کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں:

رازی، فخر الدین ۶۰۶ھ تفسیر کبیر جلد ۱۲ صـ ۲۳۱ سطر ۱۰ المطبعۃ البھیۃ المصریہ ۱۳۵۷ھ

اے مشرکین میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں　　ای لا ادعی کونی موصوفا بعلم اللہ و
علم خدا سے موصوف ہوں اور ان دونوں کلاموں کے　　بمجموع ھذین الکلامین حصل انہ لایدعی

مجموعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم معبود ہونے الالھیة۔
کا دعویٰ نہیں کرتے۔

● نیشاپوری، نظام الدین تفسیر غرائب القرآن جلد ۷ ص۱۴۸ سطر ۴ برحاشیہ تفسیر طبری مصر

وھھنا قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولم یقل لیس عندی خزائن اللہ لیعلم ان خزائن اللہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وماھیاتھا بارائتھم سنریھا آیاتنا فی الافاق وفی انفسھم وباستجابة دعائہ فی قولہ علیہ السلام ارنا الاشیاء کما ھی ولکنہ یکلم الناس علی قدر عقولھم ولا اعلم الغیب ای لا اقول لکم ھذا مع انہ یخبرھم عما مضی و عما سیکون باعلام الحق وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم فی قصة لیلة المعراج قطرة علمت ماکان و مایکون۔

یہاں پر قرآن میں قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ہے لیس عندی خزائن اللہ نہیں ہے کیونکہ خزائن اللہ سے یہاں مراد اشیاء کے حقائق اور ان کی ماہیات ہیں جیسا کہ خدائے ذوالجلال نے بھی وعدہ فرمایا تھا کہ ہم عنقریب انہیں اپنی تمام آیات قدرت کا معائنہ کرائیں گے خواہ وہ نفوس کے اندر ہوں یا آفاق کے اور نبی کریم نے بھی دعا فرمائی تھی جو کہ قبول ہوئی کہ اے اللہ ہمیں تمام اشیاء کی کما حقہٗ حقیقتوں پر مطلع فرما۔ لیکن یہ اسرار دوسروں کو نہیں بتلاتے بلکہ ہر شخص کے ساتھ اس کی عقل و سمجھ کے مطابق نبی کریم صلعم کلام فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے فرمایا: میں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ میں غیب نہیں جانتا حالانکہ آپ گذشتہ واقعات ابتدائے آفرینش سے لے کر اپنے ظہور تک اور آئندہ ہونے والے واقعات قیامت تک کی خبر باعلام خدائے ذوالجلال انہیں بتایا کرتے تھے۔ اس لئے کہ حضور اکرم صلعم نے فرمایا معراج کی رات میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا اور میں عالم ماکان وما یکون ہو گیا۔

● حقی، شیخ اسماعیل تفسیر روح البیان جلد ۳ ص۳۳ مطبعہ عثمانیہ مصر

عطف علی عندی خزائن اللہ ولا مذکرة للنفی ای ولا ادعی انی اعلم الغیب من افعالہ تعالیٰ علی انھا عندی ولکن لا اقول لکم فمن قال ان نبی اللہ لا یعلم الغیب فقد اخطا فیما اصاب

یہ عطف ہے عندی خزائن اللہ پر اور یہاں لا زائدہ ہے اور نفی کو یاد دلانے کے لئے لایا گیا ہے یعنی میں دعویٰ نہیں کرتا کہ اللہ کے افعال میں غیب جانتا ہوں اس بنا پر کہ خزائن اللہ میرے پاس تو ہیں مگر میں یہ کہتا نہیں

تو جو یہ کہے کہ حضور اکرم غیب نہیں جانتے تھے اسی نے غلطی کی اس آیت میں جس میں یہ مصیبت تھا۔

- خازن، علاؤالدین ۷۲۵ھ لباب التاویل جلد ۲ صـ۱۷ سطر ۲۱ مطبعہ عامرہ مصر شرقیہ

نبی کریم نے خدا کی بارگاہ میں تواضع کا اظہار کرتے ہوئے اپنی ذات شریف سے ان اشیاء کی نفی فرمائی ہے۔ یعنی اس سے میں کچھ نہیں کہتا کسی چیز کا دعویٰ نہیں کرتا

انما نفی عن نفسہ الشریفۃ ھذہ الاشیاء تواضعاً للہ تعالیٰ او اعترافاً لہ بالعبودیہ فلست اقول شیأً من ذلک ولا ادعیہ

- رازی، فخر الدین م ۶۰۶ھ تفسیر کبیر جلد ۱۲ طـ۲۳ المطبعۃ البہیہ مصر

نبی کریم کا یہ قول لا اعلم الغیب نبی کریم کے اس اقرار پر دلالت کرتا ہے کہ آپ تمام معلومات کو نہیں جانتے تھے۔

قولہ لا اعلم الغیب یدل علی اعترافہ بانہ غیر عالم بکل المعلومات

- ابن روزبہان عرائس البیان صـ۲۰۸ سطر ۱۵ مطبع عالی معربی نولکشور

حضور اکرم نے یہ جملے عاجزی کے اظہار کے لئے کہے اور اپنے آپ کو انسانیت کی جگہ پر قائم فرمایا ورنہ آپ تو خدا کی ساری مخلوق میں عرش علیٰ سے تحت الثریٰ تک اور کروبیین

و تواضع حین اقام نفسہ مقام الانسانیۃ بعد ان کان اشرف خلق اللہ من العرش الی الثری واطہر من الکروبیین والروحانیین خضوعاً لجبروتہ وخشوعاً لملکوتہ۔

اور روحانیین سے زیادہ طاہر ہیں۔ حضور اکرمؐ نے خدائے ذوالجلال کی جبروتیت کے سامنے عاجزی کے لئے اور اس کی سطوت کے سامنے پستی کے لئے ایسا فرمایا۔

- بیضاوی، عبداللہ بن عمر انوار التنزیل جلد ۱ صـ۲۵۵ سطر ۷ نولکشور لکھنؤ۔

جب تک اللہ کی طرف سے مجھ پر وحی نہ کی جاوے یا جب تک اس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو میں غیب کو نہیں جانتا۔

لا اعلم الغیب ما لم یوح الیّ او لم ینصب علیہ دلیل۔

- نسفی، عبداللہ بن احمد مدارک التنزیل جلد ۲ صـ۱۳ سطر ۵ عیسی البابی مصر

اس آیت میں الغیب کا اعراب بالنصب ہے اور یہ زبر عندی خزائن اللہ کے محل پر عطف کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ یہ بھی کہی

ومحل لا اعلم الغیب النصب عطفا علی محل عندی خزائن اللہ لانہ من جملۃ المقول کانہ قال لا اقول لکم ھذا القول

ہوئی بات میں سے ہے۔ گویا حضورؐ نے ولا ھذا القول ولا اعلم الغیب۔
ایسے فرمایا کہ میں تم سے نہ یہ کہتا ہوں اور نہ یہ۔

قارئین آپ نے مذکورہ آیۂ کریمہ کے ذیل میں علماء اسلام کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے اور یہ حقیقت آپ پر واضح ہوگئی کہ حضور اکرم صلعم نے قول کی نفی کی ہے اور قول کی نفی علم کی نفی کو مستلزم نہیں ہوا کرتی۔

در اصل اس آیہ کریمہ میں دیکھنا پڑے گا کہ رسول اکرم نے ایسا کیسے ماحول میں فرمایا اور آپ کے مخاطب کون تھے آپ کی اُمت یا مشرکین مکہ۔ آپ اگر تفسیر خازن کی عبارت ملاحظہ فرمائیں تو آپ بخوبی جان جائیں گے کہ لکمُ کے مخاطب آپ کے کلمہ پڑھنے والے نہیں ہیں بلکہ مشرکین اور لفظ قُل سے خدا کا حضور کو حکم ہو رہا ہے کہ اے نبی تم ان مشرکین مکہ کو تینوں سوالوں کا جواب دے دو کہ تم مجھ سے خزانے تقسیم کرنے، مستقبل کی اخبار سے آگاہ کرنے اور بشری لباس میں آنے کے متعلق پوچھتے ہو تو میں آپ سے واضح طور پر کہہ دیتا ہوں کہ قُل لَا اَقُولُ لَکُمْ عِندِی خزائن اللہ الخ تو آیۂ کریمہ کے پس منظر سے واضح ہوا کہ حضور کا خطاب مشرکین سے ہے نہ کہ اپنے کلمہ پڑھنے والوں سے۔

علامہ نیشاپوری کی عبارت سے واضح ہوا کہ حضور نے لا اقول فرمایا ہے لیس عندی نہیں فرمایا اور یہاں خزائن سے مراد ہیرے جواہرات نہیں بلکہ اسرار و حقائق اشیاء ہیں اور ہر ایک کو نہیں بتائے جاتے بلکہ جو اس کے اہل ہوں صرف انہی کو بتائے جاتے ہیں۔

حقی نے بھی روح البیان میں صرف دعوے کی نفی کا ذکر فرمایا ہے۔

خازن کے نزدیک حضور نے صرف ایسا عاجزی کے لئے فرمایا ہے

رازی کے نزدیک کلیت کا انکار ہے نہ کہ بعضیت کا

ابن روز بہان کے مطابق حضور اکرم نے ایسا صرف عاجزی کے لئے فرمایا ورنہ آپ سے عرش و فرش کی کونسی چیز مخفی تھی۔

نسفی کے نزدیک حضور اکرم نے کسی چیز کا انکار نہیں کیا اور نہ کسی کی نفی کی ہے۔

محققین نے مفسرین کی عبارات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس آیت کی توجیہیں سپرد قلم فرمائی ہیں

(۱) حضور اکرمؐ نے صرف علم ذاتی کی نفی فرمائی ہے کیونکہ علم ذاتی صرف خدا کی ذات کا ہے۔

(۲) حضور اکرمؐ نے کلیت کا انکار کیا ہے بعضیت کا نہیں (جیسا کہ امام رازی نے تحریر فرمایا ہے)

کیونکہ علم کل صرف خدا کے پاس ہے۔

(۳) حضور اکرمؐ نے ایسا صرف عاجزی اور انکساری کے لئے فرمایا ہے (جیسا کہ ابن روزبہان اور خازن نے تحریر کیا ہے) اور عاجزی میں مدعی ان کمالات کا بھی انکار کر دیتا ہے جو کہ بدرجہ اتم اس میں موجود ہوتے ہیں مثلاً بسا اوقات علامہ اور فہامہ بھی اپنے آپ کو جاہل کہہ دیتا ہے تو ان کے اپنے آپ کو جاہل کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعی وہ جاہل ہے بلکہ جہالت کے دعوے سے اس کے علامہ ہونے کی مزید تصدیق ہو گئی۔

(۴) حضور اکرمؐ نے صرف دعویٰ علم غیب کی نفی کی ہے (جیسا کہ حقی، رازی اور نیشاپوری نے تحریر کیا ہے) اور دعویٰ کی نفی علم کی نفی کو مستلزم نہیں ہوا کرتی۔

(۵) حضور اکرمؐ کے مخاطب چونکہ مشرک تھے لہٰذا آپ نے ایسا فرمایا ورنہ آپ نے کئی بار اپنے کلمہ پڑھنے والوں کے سامنے فرمایا کہ میرے پاس خزانے ہیں۔

امام بخاری نے اپنی صحیح کی جلد ۲ کے ص۱۸۵ طبع مصر پر عقبہ بن عامر کی ایک طویل روایت تحریر فرمائی ہے جس کا ایک جملہ یہ بھی ہے کہ وانی قد اعطیت مفاتح خزائن الارض کہ مجھے تمام روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔

ولی محمد تبریزی مشکوٰۃ شریف کے ص۵۱۲ پر تحریر کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔ کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

بخاری اور مشکوٰۃ کی احادیث سے واضح ہوا کہ خدا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائیں۔

مشکوٰۃ شریف کے ص۸۴ پر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ربیعہ بن کعب سے فرمایا سَل کہ اے ربیعہ مجھ سے مانگ۔ حضور اکرم نے مطلق مانگنے کا حکم فرمایا جس سے واضح ہوتا ہے کہ ربیعہ جو کچھ بھی مانگتے حضور اکرمؐ وہ سب کچھ دینے کی طاقت رکھتے تھے۔

جناب شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح میں اشعۃ اللمعات کی جلد ۱ کے ص۳۹۶ پر تحریر کرتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ سَل سے کسی چیز کو مخصوص نہیں کیا کہ فلاں چیز نہ	از اطلاق سوال کہ فرمودہ سَل بخواہ وتخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کار ہمہ

مانگو۔ حضور کے اس فرمان سے واضح ہوا کہ خدا کے کارخانے کی باگ ڈور نبی اکرم کے دست اقدس میں ہے۔ آپ جسے چاہیں جو چاہیں اللہ کے اذن سے عطا کرتے ہیں۔

بدست ہمت وکرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد وہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

اسی حدیث کے ذیل میں عینی المرقات میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضور اکرم کے لفظ سَل کے حکم سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم کو عام قدرت بخشی ہے کہ اللہ کے خزانوں سے جو کچھ چاہیں عطا فرما دیں۔

یؤخذ من اطلاقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الامر بالسؤال ان اللہ تعالیٰ مکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق۔

شبہہ ۲ منکرین فضائل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے:

وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ

اگر میں غیب کو جانتا تو بہت جمع کر لیتا بھلائی اور نہ چھوتی مجھے کوئی برائی پ ۹ رکوع ۱۲ الاعراف ۱۸۸

ازالۂ شبہہ:

- خازن، علاؤ الدین م ۷۲۵ھ لباب التاویل جلد ۲ ص ۱۶۵ سطر ۲ مطبعہ عامرہ شرفیہ مصر

فان قلت قد اخبر النبی علیہ السلام عن المغیبات قد جاءت احادیث فی الصحیح بذلک وھو من اعظم معجزاتہ فکیف الجمع بینہ وبین قولہ لوکنت اعلم الغیب قلت یحتمل ان یکون قالہ تواضعا وادبا والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال ذلک قبل ان یطلعہ اللہ علی الغیب فلما اطلعہ اللہ اخبر بہ

پس اگر تو کہے کہ نبی کریم نے بہت سے غیبوں کی خبر دی ہے اور اس بارے میں بڑی کثرت سے صحیح احادیث آئی ہیں اور غیب کا علم تو نبی کریم کا بڑا معجزہ ہے تو ان باتوں اور قرآن کی اس آیت لَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ میں مطابقت کیسے ہوگی۔ تو میرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم نے یہ کلام تواضع کے لئے فرمایا ہو۔ اور اس سے مراد یہ ہو کہ میں خدا کے بتائے بغیر غیب نہیں جانتا۔ اور

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ کلام غیب پر مطلع ہونے سے پہلے کا ہو۔ جب خدائے ذو الجلال نے نبی کریم کو غیب پر مطلع فرما دیا تو خبریں دیں۔

صاوی، شیخ احمد تفسیر صاوی جلد ۲ صـ۹۷ سطر آخر عیسی البابی مصر

بالتحقیق نبی کریم کا غیب کو جاننا نہ جاننے کی طرح ہو کیونکہ نبی کریم کو اس کے تغیر و تبدل پر طاقت نہیں جو اللہ نے مقدر فرما دیں تو اس صورت میں اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر مجھے علم حقیقی ہوتا اس طرح کہ میں اپنی مراد کے واقع کرنے پر قادر ہوتا۔ تو خیر بہت سی جمع کر لیتا۔	او ان علمه بالمغیب کلا علم من حیث انه لا قدرة له علی تغییر ما قدر الله فیکون المعنی حینئذ لو کان لی علم حقیقی بان اقدر علی ما ارید وقوعه لاستکثرت من الخیر

- خفاجی نسیم الریاض آیہ ھذا

اور اس آیت ولو کنت اعلم الغیب میں علم بغیر واسطہ کی نفی ہے۔ لیکن نبی کریم کا غیب پر مطلع ہونا خدا کے بتانے سے یہ امر واقع ہے جیسا کہ رب تعالیٰ کا قول ہے فلا یظھر	ولو کنت اعلم الغیب فان المنفی علمه من غیر واسطة واما اطلاعه علیه السلام باعلام الله تعالیٰ فامر متحقق بقوله تعالیٰ فلا یظھر علی غیبه

عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ احدا الا من ارتضی من رسول۔

- سید شریف شرح مواقف

جمیع مغیبات پر اطلاع ہونا نبی کے لئے واجب نہیں اسی لئے نبی کریم نے فرمایا وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ تمام غیب غیر متناھی ہیں۔	الاطلاع علی جمیع المغیبات لا یجب للنبی ولذا قال علیه السلام لو کنت اعلم الغیب وجمیع مغیبات غیر متناھیة

- شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی جلد ۲ صـ۹۷ سطر آخر عیسی البابی مصر

اگر تو یہ اعتراض کرے کہ یہ آیت سابقہ کلام کے خلاف ہے کہ نبی کریم کو تمام دینی و دنیوی غیبوں کا مطلع کر دیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام حضور نے عجز و انکسار کے لئے فرمایا ہے۔	ان قلت ان ھذا یشکل مع تقدم من انه اطلع علی جمیع مغیبات الدنیا والاخرة فالجواب انه قال ذلك تواضعا

شیخ سلیمان جمل۔ تفسیر جمل جلد ۲ ص ۲۵۸ مطبع مرتضوی بھارت

ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلم الا اللہ

یعنی کہہ دو کہ میں غیب کو نہیں جانتا اس آیت میں اس پر دلالت ہے کہ غیب بالاستقلال اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

ص ۲۵۸ سطر ۱۳ پر ہے۔

فان قلت قد خبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذلک وھو من اعظم معجزاتہ صلعم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ و لوکنت اعلم الغیب الخ

قلت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب۔ المعنی لا اعلم الغیب ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال ذلک قبل ان یطلعہ اللہ عزو جل علی علم الغیب فلما اطلعہ للہ اخبر بہ کما قال فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول

تفسیر خازن کی عبارت سے واضح ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف تواضع کیلئے فرمایا صادی کے نزدیک حضور نے ایسا اس لئے فرمایا کہ وہ عالم مع القدرت نہیں تھے۔ مثلاً رسول اکرم نے فرمایا کہ کل یہ مصیبت آئے گی لیکن آپ کو اسے دور کرنے کی طاقت نہیں تو یہ علم مع القدرت نہیں۔ تو علامہ صادی کے نزدیک یہاں جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے وہ علم وہ ہے جو قدرت حقیقی کے ساتھ ہو اور ایسا عالم صرف خدا کی ذات ہے اور کوئی نہیں۔

علامہ خفاجی کے نزدیک یہاں علم بغیر واسطہ کی نفی ہے۔ جبکہ حضور اکرم کا علم غیب ذاتی نہیں بلکہ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کے مطابق عطیہ خداوندی ہے۔

سید شریف کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمیع علوم کے عالم ہونے کی نفی فرمائی ہے کیونکہ حضور اکرم تمام غیوب کے نہیں بلکہ بعض غیوب کے عالم تھے۔

علامہ جمل کے نزدیک حضور نے غیب بالاستقلال کی نفی فرمائی کیونکہ اسے صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ ان تفسیری روایات سے واضح ہوا کہ:

(۱) حضور اکرم نے ایسا صرف تواضع کے لئے فرمایا۔

(۲) حضور اکرم نے تمام غیوب کو جاننے کی نفی فرمائی نہ کہ بعض کی۔
(۳) حضور اکرم نے علم ذاتی کی نفی فرمائی نہ کہ عطائی کی۔
جناب مولانا محمد عبدالسلام صاحب فرماتے ہیں کہ اس آیت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عطائی کی نفی کے لئے سند بنانا بالکل باطل ہے۔ کیونکہ اس میں نفی ہے تو علم ذاتی کی نہ کہ عطائی کی آیت میں لفظ لو کی شرط اور جزاء وما عطف فیھا اگر مثبت ہوں تو منفی ہو جاتے ہیں۔
بنائے علیہ مخالفین کے نزدیک اس آیت کا معنیٰ اس طرح ہو جائے گا کہ میں غیب بالکل نہیں جانتا۔ اور بھلائی قطعاً مجھ میں کوئی نہیں اور برائی موجود ہے۔
اب بتائیے یاایھا الظالمون کہ حضور رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اس سے بڑھ کر اور کون سی سب وشتم ہو سکتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام جو تمام اوصاف کمال کا مجموعہ ہوتے ہیں ان میں بھلائی بالکل نہ ہو اور برائی موجود ہو۔ جس شخص میں برائی موجود ہو تو وہ لازماً برا ہوتا ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ علم ہو اور عالم نہ ہو۔ سیاہی ہو اور سیاہ نہ ہو۔
اب وہی آیت ملاحظہ فرمایئے:-

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ	اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت جمع کر لیتا بھلائی اور نہ پہنچتی مجھے کوئی برائی میں تو ڈرانے والا ہوں اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایماندار قوم کے لئے۔

اس آیت میں توجہ فرمایئے کہ الخیر اسم جنس معرف باللام ہے اور لام عہد خارجی کا ہے ھوالاصل جس سے اشارہ ہوگا نبوت کی طرف، جو خیر کا فرد کامل۔ اور السوء سے جنون کی طرف اشارہ ہوگا۔ جو سوء کا فرد کامل ہے اور یہ امر امور معلومہ ثابتہ میں ہے کہ کفار اور منافقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی تسلیم نہیں کرتے تھے۔
اب قانون نحویہ مذکورہ کو مدنظر رکھیے اور قیاس استثنائی منطقی بنایئے۔ کفار سائلین کے قول کے مطابق کلام جاری کیجیے اور رفع تالی سے رفع مقدم کا نتیجہ اخذ کیجیے۔ کیسے عمدہ معنی ہوں گے جو اوصاف کمال پر دال ہوگا اگر میں غیب جانتا تمہارے نزدیک اے کفار اور منافقو! تو البتہ میں جمع کر لیتا نبوت کو اور مجھے جنون ہرگز نہ چھوتا تمہارے نزدیک لیکن لازم باطل ہے تو صاف معنی یہ ہوئے کہ میں خدا کا رسول ہوں اور مجھے جنون نہیں۔ لہٰذا میں غیب کا علم باعلام خداوندی جانتا ہوں میں تو ایمان

والوں کے لئے ڈرانے والا اور خوشی سنانے والا ہوں۔
یہاں تک تو تھا اس سوال کا پہلا جواب جس سے یہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں اور آپ کو جنون نہیں ہے جبکہ آپ نبی و رسول ہیں اور مجنون نہیں۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ میں غیب جانتا ہوں۔
اب اس سوال کا دوسرا جواب بھی ملاحظہ فرمائیے۔
مذکورہ آیت میں لفظ لو آیا ہے اور لو تین امور پر دلالت کرتا ہے۔
(۱) شرط کو سبب بناتا ہے (۲) دونوں کا تحقیق زمانۂ ماضی میں ہوتا ہے۔
(۳) سبب ممتنع ہوتا ہے۔
اس لئے آیت وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ میں آنکھیں کھول کر غور کیجئے کہ اگر یہاں علم غیب سے مراد علمِ ذاتی جو قدرت کو مستلزم ہے نہ لیا جائے تو یہ سبب نہیں بن سکتا کیونکہ صرف علم سے خیر کثیر جمع کر لینے اور ضرر کو دور کرنے کا سبب نہیں ہوا کرتا کیونکہ کسی تکلیف کے وقوع کا علم قبل از وقت ہو جاتا ہے لیکن انسان اس سے بچ نہیں سکتا۔
مثلاً کسی شخص کو اگر عدالتِ عالیہ سے پھانسی کا حکم ہو جائے تو وہ یہ جانتے ہوئے کہ اسے پھانسی دے دی جائے گی اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔ اس لئے حصول خیر اور دفع ضرر کا سبب علم ذاتی ہی ہو سکتا ہے جو قدرت ذاتی کو مستلزم ہے تب ہی تو شرط اور جزاء میں سببیت کا علاقہ پیدا کر سکتا ہے جو اس کا پہلا خاصہ ہے۔
دوسرا خاصہ: کلام کو زمانۂ ماضی کے ساتھ مخصوص کرنا ہے اور زمانۂ ماضی میں کسی چیز کی نفی اس امر کو مستلزم نہیں کہ آئندہ بھی نہ پایا جائے۔
تیسرا خاصہ: وہ سبب کے ممتنع ہونے پر دلالت کرتا ہے اور علم غیب جس کا حصول ممتنع ہے وہ علم ذاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے کسی غیب کو جان لینا کسی کے نزدیک بھی ممتنع نہیں بلکہ سب اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سکھلا دینے سے علم غیب حاصل ہو جاتا ہے۔
اب لفظ لو سے جس علم غیب کی نفی کی جا رہی ہے وہ وہ ہے جس کا حصول ممتنع ہے وہ علم غیب ذاتی ہے اس لئے یہاں عطائی کی نفی نہیں ہوتی۔
مذکورہ بالا تحقیق سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ آیہ وَلَوْ كُنْتُ سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب عطائی کا ثبوت ہے اور ذاتی علم غیب کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کریمہ سے

نفی فرمادی کیونکہ جو ذاتی قدرت اور ذاتی صفت رکھتا ہو اس کا علم بھی ذاتی ہے۔ اگر مجھے غیب کا علم ذاتی ہوتا تو قدرت بھی ذاتی ہوتی۔

شبہہ ۳

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ۔ الانعام ۵۹ پ رکوع ۱۳

اور اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
اس آیت سے بھی واضح ہوا کہ غیب صرف اللہ جانتا ہے۔

ازالہ شبہہ:

- رازی، فخر الدین متوفی ۶۰۶ھ تفسیر کبیر جلد ۱۳ ص۹ سطر ۴ المکتبۃ البہیۃ مصر

خدائے ذوالجلال تمام معلومات کو جانتا ہے تو ان معانی کو ایسے بیان کیا اور دوسری صورت پر اس سے مراد تمام ممکنات پر قادر ہونا ہے	فکذلک ههنا لما کان عالما بجمیع المعلومات عبر هذا المعنی بالعبارة المذکورة وعلی التقدیر الثانی المراد منه القدرة علی کل الممکنات

- خازن، علاؤ الدین ۷۲۵ھ لباب التاویل جلد ۲ ص۱۷ سطر ۲۷ مطبع عامرہ شرفیہ مصر

کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جب تمام معلومات کا عالم ہے تو اس کے معنی کو اس عبارت سے بیان کیا اور دوسری طرح سے اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کے نزدیک غیب کے خزانے ہیں اور اس سے مراد ہے ہر ممکن چیز پہ قدرت کاملہ۔	لان الله تعالیٰ لما کان عالما بجمیع المعلومات عبر هذا المعنی بهذه العبارة وعلی التفسیر الثانی یکون المعنی وعنده خزائن الغیب المراد منه القدرة الکاملة علی کل الممکنات

- حنفی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۳ ص۲۳ سطر ۲۴ المکتبۃ العثمانیہ مصر ۱۳۳۰ھ

ان چیزوں کے نقش باندھنے کا قلم جو ایسی کنجی ہے جس سے ان چیزوں کے ہونے کا دروازہ کھولا جاتا ہے وہی ملکوت ہے پس ہر چیز کے ملکوت کے قلم سے ہر چیز کی ہستی ہوتی ہے اور ملکوت	وقلم تصویرها الذی هو مفتاح یفتح به باب علم تکوینها علی صورتها وکونها هو الملکوت فبقلم ملکوت کل شیٔ یکون کل شیٔ واقلم الملکوت

کا قلم اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لئے کہ غیب بید اللہ لان الغیب ھو علم التکوین۔
سے مراد پیدا کرنے کا جاننا ہے۔

ابن روز بہان عرائس البیان ص۲۱۴ سطر ۱۸ نولکشور لکھنؤ

قال الحریری لایعلمھا الا ھو ومن یطلعہ علیھا من خلیل وحبیب ای لایعلمھا الاولون والاخرون قبل اظہار تعالیٰ ذلک لھم

حریری نے کہا کہ اسے کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ شخص جسے وہ اس پر مطلع فرمائے صفی میں سے، خلیل میں سے، حبیب میں سے اور ولی میں سے۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے ذوالجلال کے ظاہر کرنے سے پہلے کوئی نہیں جان سکتا۔

شاہ اسماعیل شہید تقویۃ الایمان ص۲۴

غیب کے خزانہ کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ میں نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں، مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا چاہے جس کو بخشش دے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

اس آیت میں بھی علم ذاتی کا ذکر ہے جو کہ صرف خدا کے پاس ہے نہ کہ علم عطائی کا وہ تو ہر اس کے پاس ہے جسے خدائے ذوالجلال نے عطا فرمایا ہے۔ جناب ابن روز بہان نے اپنی تفسیر عرائس البیان میں اسی نکتے کو تحریر فرمایا ہے۔

آپ کے نزدیک علم غیب کی چابیاں خدا کے پاس ہیں تو کیا خدا یہ چابیاں اپنے کسی محبوب کو دے سکتا ہے یا نہیں۔ اگر آپ فرمائیں نہیں تو آپ کیسے توحید کے ٹھیکے دار ہیں جو کہ خدا کو مجبور سمجھتے ہیں اور اگر خدا یہ چابیاں اپنے پیاروں کو دے سکتا ہے تو حضور اکرمؐ سے پیارا کون ہے لہٰذا قرآن مجید کی متعدد آیات اور مختلف احادیث سے ثابت ہے کہ خدا نے انبیاء کو علم غیب عطا فرمایا اور ان کا علم عطائی ہے۔ اور خدا کا علم ذاتی اور حقیقی ہے لہٰذا جہاں غیر خدا کے عالم الغیب ہونے کی تردید کی گئی ہے وہاں یہی علم حقیقی و ذاتی ہے۔

تفسیر کبیر کی عبارت سے واضح ہوا کہ سارے علوم کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ نیز یہ سارے ممکنات پر خدا کے سوا کوئی قادر نہیں (یعنی نبی اور رسول بعض علوم کو جانتے ہیں جبکہ خدا سب کو)

علامہ خفی کے نزدیک غیب کا معنی پیدا کرنے کا علم ہے اور یہ علم صرف خدا کے پاس ہے۔

علامہ خازن نے امام رازی کی عبارت کو دہرایا ہے۔

ابن روزبہان کے نزدیک غیوب کو اللہ اور جن کو اللہ نے ان پر اطلاع دی ہے ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور اگر الّا ھُوَ کے ساتھ نجدیوں کا ترجمہ وتفسیر تسلیم کریں تو یہ بات ان کے بھی خلاف جاتی ہے کہ اس آیت میں مطلق نفی کا ذکر ہے جبکہ بعض غیوب کے جاننے کے وہ بھی معترف ہیں۔

قرآن مجید میں ایک مقام پر ہے لَہٗ مَقَالِیدُ السَّمٰوٰاتِ وَالاَرضِ اور اس آیت میں ہے عِندَہٗ مَفَاتِحُ الغَیبِ اور عربی لغت کے مطابق مقالید اور مفاتح دونوں کنجیوں کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور اگر مقالید کے لفظ پر غور کیا جائے تو اوّل میں م اور آخر میں ح ہے جو کہ لفظ محمد کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور خدا قرآن میں اس کا اشارہ فرما رہا ہے کہ زمین و آسمان کے تمام غیوب کی چابی محمد کی ذات ہے۔

پہلے آیہ قُل لَا اَقُولُ لَکُم عِندِی خَزَائِنُ اللہِ کے ذیل میں بخاری شریف طبع مصر کی جلد ۲ کے ص ۱۸۵ کی حدیث تحریر کر دی گئی ہے کہ جس میں خود حضور اکرم ؐ نے فرمایا کہ مجھے ارض و سماء کے خزائن کی چابیاں دی گئی ہیں۔ تو جب خدا نے خود حضور اکرم کو چابیاں دے دی ہیں تو اب اعتراض کیسا۔

شبہہ ۴

قُل لَّا یَعلَمُ مَن فِی السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ الغَیبَ اِلَّا اللہ

کہہ دیجئے کہ آپ نہیں جانتے جو کچھ ارض و سما میں ہے غیب مگر اللہ تعالیٰ (پ ۲۰ النمل ۶۵ رکوع ۱)

اس آیت سے بھی واضح ہوا کہ غیب صرف اللہ جانتا ہے۔

ازالہ شبہہ:

خازن، علاؤالدین تفسیر جلد ۴ ص ۱۰۲ سطر ۱۶ مطبعہ عامرہ شرفیہ مصر

یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی جس وقت کہ انہوں نے نبی کریم سے قیامت کا وقت دریافت کیا۔	نزلت فی المشرکین حین سالوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم عن وقت الساعۃ۔

- نیشاپوری، نظام الدین غرائب القرآن جلد ۷ صفحہ ۱۴۸ سطر ۶ برحاشیہ تفسیر طبری مصر
میں غیب کو نہیں جانتا اس میں دلالت ہے اس علم پر جو کہ بالاستقلال ہے جیسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

لا اعلم الغیب تکون فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمہ الا اللہ

- ابن حجر مکی فتاوی حدیثیہ
اور جو کچھ اس آیت کے بارے میں ہم نے ذکر کیا ہے اس کی تصریح نووی نے اپنے فتاویٰ میں کی ہے اور انھوں نے اس سلسلے میں کہا ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ مستقل طور پر اسے کوئی نہیں جانتا اور ان معلومات کا احاطہ اللہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔

وما ذکرنا فی الایۃ صرح بہ النووی رحمۃ اللہ تعالیٰ فی فتاواہ فقال معناھا لا یعلم ذلک استقلالا و علم احاطۃ بکل المعلومات الا اللہ تعالیٰ

- خفاجی نسیم الریاض
یہ ان آیات کے منافی نہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ غیب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کیونکہ نفی اس علم کی کی گئی ہے جو کہ بغیر واسطے کے ہو اور اگر کوئی اللہ کے اعلام کے ساتھ غیب سے مطلع ہو گیا ہے تو یہ امر ثابت ہے۔ کیونکہ اس کا ذکر تو خود خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ فلا یظھر علی غیبہ احداً الخ

ھذا لا ینافی الایات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ تعالیٰ فالمنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامر متحقق بکل فلا یظھر علی غیبہ احداً الخ

- تفسیر المودج
اس آیت کا معنی یہ ہے کہ غیب کو بغیر دلیل کے اور بغیر تعلیم کے اور جمیع غیب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

معناہ لا یعلم الغیب بلا دلیل الا اللہ او بلا تعلیم او جمیع الغیب

مفسرین کے اقوال سے واضح ہوا کہ اس آیت میں علم ذاتی اور کلی کی نفی ہے نہ کہ علم عطائی کی۔
قرآن مجید میں کئی مقامات پر کئی الفاظ کو خدا کے لئے مختص کیا گیا ہے اور پھر وہ لفظ مخلوق کے لئے بھی استعمال ہوئے ہیں مثلاً قرآن میں ہے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ کہ حکم صرف اللہ کا ہے تو کیا اولاد کے لئے باپ شاگردوں کے لئے استاد، غلام کے لئے آقا اور رعایا کے لئے بادشاہ حاکم نہیں ہے و کفی

بِاللّٰہِ شَہِیْدًا اور کافی ہے اللہ شہادت کے لحاظ سے تو کیا ہم مقدمات میں گواہ پیش نہیں کرتے اسی طرح اور ہزاروں آیات ہیں کہ جن میں ایک ہی لفظ خدا کے لئے مختص کیا گیا ہے اور پھر وہی لفظ مخلوق کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ خدا کے لئے یہ لفظ حقیقی اور ذاتی طور پر استعمال ہوتا ہے اور مخلوق کے لئے مجازی اور عطائی طور پر استعمال ہوتا ہے۔

شبہ ۵

یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ

جس دن رب ذوالجلال سب رسولوں کو جمع کرے گا تو ان سے فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا تو کہیں گے ہمیں کچھ علم نہیں تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے۔ (پ ۷ رکوع ۴ المائدہ ۱۰۹)
اس آیت میں بھی انبیاء نے اپنی جہالت اور خدا کے عالم الغیب ہونے کا اقرار کیا۔

ازالۂ شبہ:

● رازی، فخر الدین تفسیر کبیر جلد ۱۲ ص ۱۲۳ سطر آخر المکتبۃ البہیہ مصر

ان الرسل علیھم السلام لما علموا ان اللہ عالم لا یجھل، حکیم لا یسفہ، عادل لا یظلم علموا ان قولھم لا یفید خیراً و لا یدفع شراً فالادب فی السکوت و تفویض الامر الی اللہ وعدلہ فقالوا لا علم لنا

تحقیق رسولوں نے جب جان لیا کہ اللہ عالم ہے جاہل نہیں حلیم ہے سفیہ نہیں عادل ہے ظالم نہیں تو وہ جان گئے کہ ان کا قول نہ تو اچھائی کا فائدہ دے گا اور نہ شر کو دفع کر سکے گا۔ پس ادب سکوت میں ہے اور معاملہ اللہ کی بارگاہ اور اس کی عدالت میں سونپ دینے میں ہے لہٰذا انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں علم نہیں۔

● خازن، علاؤ الدین لباب التاویل جلد ۱ ص ۵۲۶ سطر ۲۶ مطبع عامرہ شرفیہ مصر ۱۳۲۸ھ

فعلی ھذا القول انما نفوا العلم عن نفسھم وان کانوا علماء لان علمھم صار کلا

پس اسی قول کی بناء پر انبیاء نے اپنی ذات سے علم کی نفی کی ہے اگرچہ وہ علم رکھتے تھے کیونکہ

ان کا علم اللہ کے علم کے سامنے نہ ہونے کی مثل ہے۔ علم عند علم اللہ

• بیضاوی، عبداللہ بن عمر جلد ۱ ص۲۴۴ سطر ۲۲ نولکشور

اور کہا گیا ہے کہ اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ ہمیں تیرے علم کے مقابلے میں علم نہیں۔ وقیل المعنی لاعلم لنا الی جنب علمک

• نسفی، عبداللہ بن احمد مدارک التنزیل جلد ۱ ص۳۰۸ سطر ۱۵ عیسی البابی مصر

یعنی انبیاء کرام نے ادب کے لحاظ سے ایسا کہا یعنی ہمارا علم تیرے علم کے سامنے ساقط ہے گویا کہ ہمیں علم ہی نہیں۔ قالوا ذلک تادبا ای علمنا ساقط مع علمک فکانہ لاعلم لنا۔

• حقی، شیخ اسمٰعیل روح البیان جلد ۲ ص۴۵۵ سطر ۲۱۔ المکتبۃ العثمانیہ مصر ۱۳۳۰ھ

تحقیق یہ جواب قیامت کے بعض مقامات پر ہوگا اور اس کے بعد ان کی عقول اپنے مقام پر آئیں گی تو اپنی قوم پر شہادت دیں گے کہ ہم نے رسالت کی تبلیغ فرمادی اور ہماری قوم نے کیا جواب دیا۔ ان ھذا الجواب یکون فی بعض مواطن القیامۃ وترجع عقولھم الیھم فیشھدون علی قومھم انھم بلغوا الرسالۃ وان قومھم کیف ردوا علیھم

ان علماء کرام کے اقوال سے واضح ہوا کہ

(۱) یہ انبیاء نے ایسے کہا ہے جیسے اعلیٰ کے سامنے ادنیٰ عاجزی کا اظہار کرتا ہے۔

(۲) بسا اوقات نسبتاً کم عالم بڑے عالم کے سامنے اپنی جہالت کا اعتراف کرتا ہے حالانکہ فی الواقع وہ جاہل نہیں ہوتا۔ اسی طرح انبیاء نے بھی خدا کے حضور میں اپنی جہالت کا اقرار کیا حالانکہ وہ جاہل نہیں تھے۔

(۳) یہ کہ قیامت میں ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی اس وقت انبیاء کرام ایسا فرمائیں گے۔

شبہہ ۶

مِنۡهُمۡ مَنۡ قَصَصۡنَا عَلَيۡكَ وَمِنۡهُمۡ لَمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ

اور ان میں سے ہم نے بعض کے قصے تمہیں بتا دیئے اور ان میں سے بعض کے قصے آپ کو بیان نہ کئے۔ (پ۲۴ رکوع ۱۳ غافر ۷۸)

اس آیت سے واضح ہوا کہ خدا نے بعض قصے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں بتائے تھے لہٰذا جو قصے آپ کو نہیں بتائے گئے ان کا علم حضور اکرم کو نہیں۔

ازالۂ شبہہ:

- شیخ احمد صاوی تفسیر صاوی جلد ۴ ص۱۱۴ سطر ۴ عیسی البابی مصر

نبی کریم اس وقت سے دنیا سے گئے نہیں جب تک تمام انبیاء کو بالتفصیل جان نہیں لیا۔ اور یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ انبیاء ہوئے بھی آپ سے ہوں اور آپ ان کو نہ جانیں اور وہ شب معراج بیت المقدس کے مقام پر آپ کے مقتدی بھی بنے ہوں۔ لیکن یہ پوشیدہ علم ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ بعض انبیاء کے حالات امت کی بھلائی کے لئے چھوڑ دیئے گئے۔ کیونکہ انہیں صرف اسی حد تک تکلیف دی گئی ہے جہاں تک یہ برداشت کر سکتے ہوں۔

ان النبی علیہ السلام لم یخرج من الدنیا حتی علم جمیع الانبیاء تفصیلا کیف لا وھم مخلوقون منہ وخلفھم لیلۃ الاسری فی بیت المقدس ولکنہ العلم المکنون وانما ترک بیان قصصھم لامتہ رحمۃ بھم فلم یکلفھم الا بما کانوا یطیقون۔

- قاری، ملا علی المرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱

یہ کلام آیۂ قرآن منھم من لم نقصص کے خلاف نہیں کیونکہ منفی تفصیل کی ہے اور اثبات اجمال کا ہے یا دوسرے لفظوں میں نفی وحی ظاہری کی ہے اور اثبات وحی خفی کا ہے۔

ھذا لاینافی قولہ تعالیٰ منھم من لم نقصص علیک لان المنفی ھو التفصیل والثابت ھو الاجمال او النفی مقید بالوحی الجلی والثبوت متحقق بالوحی الخفی۔

- خازن، علاؤ الدین جلد ۴ ص۸۷ سطر ۱۷ مطبع عامرہ شرفیہ مصر ۱۳۲۸ھ

ان میں سے بعض کی خبریں ہم نے آپ کو بیان نہیں کیں یعنی قرآن میں ان کے بعض حالات بیان نہیں کئے۔

منھم من لم نقصص علیک ای خبرہ وحالہ فی القرآن

تفسیر صاوی کی عبارت سے واضح ہوا کہ حضور کو تمام انبیاء کا تمام علم تھا کیونکہ حضور اکرمؐ نے تمام انبیاء کو شب معراج نماز پڑھائی۔ اور ایک حدیث کے مطابق تمام انبیاء حضور اکرمؐ کے نور یا پسینے سے خلق ہوئے ہیں تو جب سارے انبیاء ان سے خلق ہوئے ہیں تو کیا وہ ان کو نہیں جانتے۔

مرقات کی عبارت سے واضح ہوا کہ اس آیت میں علم تفصیل کی نفی ہے اور علم اجمالی کا ثبوت ہے یا وحی ظاہری کی نفی ہے اور وحی خفی کا ثبوت ہے۔ کہ ہو سکتا ہے کہ جو قصص قرآن کے ذریعے نہیں بتائے گئے وہ وحی خفی کے ذریعے سے بتا دیئے گئے ہوں۔

تفسیر خازن کی عبارت سے واضح ہوا کہ نفی صرف ذکر قصص کی ہے نہ کہ علم حالات انبیاء کی۔ اگر اس آیت سے حضور اکرم کے علم کلی کی نفی لازم ہوتی ہے تو پھر آپ قرآن مجید کے متعلق کیا فرمائیں گے جس میں ایک طرف تو متعدد آیات میں تمام علوم کے بیان کا ذکر ہے اور ایک طرف اس آیت کے مطابق بعض قصص کا بیان نہیں۔

اسی جلد میں سابقہ صفحات میں آیہ میثاق کے ذیل میں اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ حضور اکرم نے انبیاء کی تصدیق فرمائی اور تصدیق اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ معرفت کاملہ نہ ہو۔

بعض احادیث میں حضور اکرم نے انبیاء اور رسولوں کی تعداد بیان فرمائی ہے اگر رسول اکرم تمام انبیاء کو جانتے نہیں تھے تو تعداد کیسے بیان کی۔

شبہہ ۷

وَمَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ

اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔ پ ۲۶ رکوع ۱ الاحقاف ۹

اس آیت سے واضح ہوا کہ حضور کو نہ اپنے انجام کا علم ہے اور نہ امت کے۔

ازالۂ شبہہ:

ولما نزلت هذه الاية فرح المشركون وقالوا واللات والعزى ما امرنا وامر محمد عند الله الا واحد وماله علينا من مزيد وفضل ولولا انه ابتدع ما يقوله من ذات نفسه ولاخبره الذى بعثه بما يفعل به فانزل الله عزّ وجلّ ليغفر الله ما تقدّم من ذنبك وما تاخّر فقالت الصحابة هنيالك يا نبى الله قد علمت ما يفعل بك فماذا يفعل بنا فانزل الله عزّ وجلّ ليدخل المؤمنين والمؤمنات جنّٰت تجرى من تحتها الانهار الاية وانزل وبشر المؤمنين بان لهم فضلا كبيرا بين الله ما يفعل به وبهم وهذا قول انس وقتادة والحسن وعكرمه قالوا انما قبل ان يخبر بغفران ذنبه وانما اخبر بغفران ذنبه عام الحديبية فنسخ ذلك

جب یہ آیت وَمَا اَدرِی مَا یُفعَلُ بِی وَلَا بِکُم نازل ہوئی تو مشرک لوگ خوش ہوئے اور کہنے لگے لات وعزیٰ کی قسم کہ ہمارا اور محمد کا معاملہ بالکل برابر ہے۔ انہیں ہم پر کوئی برتری نہیں اگر وہ قرآن کو اپنی طرف سے گھڑ کر نہ کہتے ہوتے تو ان کو بھیجنے والا خدا نہ بتا دیتا کہ ان سے کیا معاملہ کرو گے تو رب نے یہ آیت اتاری لِیَغفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ پس صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کو مبارک ہو آپ نے تو جان لیا جو آپ کے ساتھ ہوگا ہم سے کیا معاملہ کیا جاوے گا تو یہ آیت اتری کہ داخل فرمائے گا۔ اللہ مسلمان مرد اور عورتوں کو جنتوں میں۔ الآیہ۔ اور یہ آیت اتری کہ مسلمانوں کو خوشخبری دیجیئے کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے یہ حضرت انس اور قتادہ عکرمہ کا قول ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس آیت سے پہلے کی ہے جبکہ نبی کریم کو ان کی مغفرت کی خبر دی گئی مغفرت کی خبر آپ کو حدیبیہ کے سال دی گئی تو یہ آیت منسوخ ہوگئی۔

- صاوی، شیخ احمد تفسیر صاوی جلد ۴ ص۶۳ سطر ۳۳ عیسی البابی مصر

ما خرج علیہ السلام من الدنیا حتیٰ علمہ اللہ فی القرآن مایعمل بہ و بالمؤمنین فی الدنیا والاخرۃ اجمالا وتفصیلا

حضور اکرم علیہ السلام اس وقت تک دنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک کہ خدا نے ان کو قرآن میں ان تمام معاملات سے آگاہ نہیں کر دیا جن کا واسطہ دنیا و آخرت میں ان سے اور مومنین سے پڑے گا اور یہ ذکر مفصل بھی ہے اور مجمل بھی

- دمشقی، عبدالرحمان رسالہ ناسخ و منسوخ

کہ یہ آیت اِنَّا فَتَحنَا لَکَ سے منسوخ ہوگئی ہے۔

اور ابن عباس اور انس بن مالک نے بھی ایسا ہی کہا ہے (کبیر۔ درمنثور)

قارئین! آپ گذشتہ صفحات میں ایسی بیسیوں احادیث ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں حضور اکرم نے آخرت میں آنے والے حالات سے آگاہ فرمایا۔

تفسیر خازن کی عبارت سے واضح ہوا کہ کلمہ پڑھنے والے وہی کچھ کہہ رہے ہیں جو مشرک کہہ رہے ہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ بعض مسلمانوں نے ابھی تک حضور اکرم کی معرفت ہی نہیں کی۔

صاوی کی عبارت سے واضح ہوا کہ خدا نے حضور کو ان کے اور مومنین کے تمام معاملات بتا دیئے۔

دمشقی کے رسالے سے ثابت ہوا کہ یہ آیت اِنَّا فَتَحنَا لَکَ سے منسوخ ہے۔

شبہہ ۸

لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ

تم ان کو نہیں جانتے مگر ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔ عنقریب ہم ان کی دوہری سزا کریں گے پھر یہ لوگ ایک بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے (پ۱۱ رکوع ۲۔ التوبہ ۱۰۱)

ازالۂ شبہہ:

● جمل، شیخ سلیمان　　تفسیر جمل جلد ۲ ص ۳۰۲ سطر ۱۳　مطبع مرتضوی　انڈیا

اگر تو کہے کہ نبی کریمؐ کے منافقین کا حال جاننے کی نفی کیوں کی گئی حالانکہ آیت وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ میں اس کے جاننے کا ثبوت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نفی کی آیت ثبوت کی آیت سے پہلے اتری ہے۔

فان قلت کیف نفی عنہ علم بحال المنافقین واثبتہ فی قولہ تعالیٰ ولتعرفنھم فی لحن القول۔ فالجواب ان آیۃ النفی نزلت قبل آیۃ الاثبات۔

● شربینی، محمد　　تفسیر سراج المنیر جلد ۱ ص ۶۴۶ سطر ۲۰　منشی نولکشور　لکھنؤ

اگر یہ کہا جائے کہ رب ذوالجلال کے اس قول (لا تعلمھم ونحن نعلمھم) کی موجودگی میں یہ کیونکر واقع ہوا تو میں اس کا یہ جواب دوں گا کہ رب ذوالجلال نے نبی کریمؐ کو نفی کے بعد منافقوں کی اطلاع دے دی۔

فان قیل کیف ھذا مع قولہ تعالیٰ لا تعلمھم ونحن نعلمھم اجیب بانہ تعالیٰ اعلمہ بھم بعد ذلک۔

● رازی، فخر الدین ۶۰۶ھ　تفسیر کبیر جلد ۱۶ ص ۱۷۳ سطر ۲۲　المطبعۃ البھیہ مصر ۱۳۵۷ھ

سدی انس بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے منبر پہ یوم جمعہ کو خطبہ فرمایا اور فرمایا اے فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ اے فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ پس آپ نے منافقوں

عن السدی عن انس بن مالک قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطیباً یوم الجمعۃ فقال اخرج یا فلان فانک منافق اخرج یا فلان فانک منافق فاخرج من المسجد

کو ذلیل و رسوا کر کے مسجد سے باہر نکال دیا۔ ناساً وفضحھم

- قاری، ملا علی — عمدۃ القاری جلد ۴ ص۲۲۱ روایت ابن مسعود
- بغوی، ابو محمود حسین بن مسعود — معالم التنزیل ص۴۱۹ سطر ۲۳ بمبئی عبارت رازی
- سیوطی، جلال الدین — درمنثور جلد ۳ ص۲۷۱ سطر ۲۰ محمد امین بیروت

عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ یوم جمعہ خطبے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے فلاں اُٹھ تو منافق ہے پھر منافقوں کے نام لے لے کر باہر نکال دیا اور انہیں رسوا کیا۔ حضرت عمر بن خطاب اس جمعے میں کسی وجہ سے حاضر نہیں ہوتے تھے منافقوں نے گمان کیا کہ حضرت ہمارے حال سے آگاہ ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر مسجد میں آئے اور اس وقت منافق مسجد سے نکل رہے تھے۔ حضرت عمر منافقوں سے کترائے۔ کیونکہ آپ حالات سے آگاہ نہیں تھے۔ اس لئے کہ آپ جمعہ سے رہ گئے تھے تو ایک آدمی نے کہا اے عمر خوشخبری ہو کہ آج رب ذوالجلال نے منافقوں کو ذلیل و رسوا کر دیا پس منافقوں کے لئے یہ پہلا عذاب ہے اور دوسرا عذاب قبر میں ہے۔

عن ابن عباس قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ خطیبا فقال قم یا فلان فاخرج فانك منافق فاخرجهم باسمائهم ففضحهم ولم یکن عمر ابن الخطاب شهید تلك الجمعۃ لحاجته کانت له فلقیهم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه وهم یخرجون من المسجد فاختباء عمر منهم استحیاء انه لم یشهد الجمعۃ وظن الناس قد انصرفوا فاختبوا هم من عمر وظنوا انه علم بامرهم فدخل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه المسجد فاذا الناس لم ینصرفوا فقال الرجل ابشر یا عمر فقد فضح اللہ المنافقین الیوم فهذا العذاب الاولیٰ والعذاب الثانی فی القبر۔

ابوالشیخ نے ابی مالک سے بیان کیا۔

یعنی رب ذوالجلال کے اس قول کے مطابق جلد ہی ہم انہیں منافقوں کو دو مرتبہ عذاب دیں گے۔ اس نے کہا کہ ایک عذاب تو حضورؐ نے اپنی زبان پاک سے منبر پر کھڑے ہو کر ان کو

فی قوله سنعذبهم مرتین فقال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المنافقین یوم الجمعۃ بلسانه علی المنبر وعذاب القبر۔

دے دیا اور دوسرا عذاب قبر میں ہوگا۔

- قاری، ملا علی شرح شفا قاضی عیاض جلد ۱ ص ۲۴۱ مصر

کان المنافقون من الرجال ثلثۃ مائۃ ومن النساء مائۃ وسبعین

کہ مردوں میں تین سو منافقین تھے اور عورتوں میں سے ایک سو ستر

- عینی، ملا علی قاری عمدۃ القاری جلد ۴ ص ۲۲۱

حضرت عبداللہ بن مسعود قاری قرآن سے روایت ہے۔

خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ فقال اخرج یا فلان فانک منافق فاخرج منھم ناسا ففضحھم

رسول اللہ صلعم نے یوم جمعہ کو خطبے میں فرمایا کہ اے فلاں نکل جا کیونکہ تو منافق ہے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو رسوا کر کے نکال دیا۔

اس سے پہلے علم غیب اور احادیث کے باب میں ایک حدیث تحریر کر دی گئی ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے اصحاب میں بارہ منافق ہیں۔

تفسیر جمل کی عبارت سے واضح ہوا کہ نفی کی آیت ثبوت کی آیت سے پہلے اتری تفسیر کبیر، معالم التنزیل اور درمنثور سے واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منافقین کو جانتے تھے اسی لئے تو اپنے بھرے دربار سے ان کو نکال دیا اگر حضور اکرم منافقین سے ناواقف ہوتے تو مذکورہ علماء کرام مذکورہ آیت کے ذیل میں منافقوں کو دربار سے نکالنے کی روایت تحریر نہ کرتے

بسا اوقات متکلم شدت غضب سے مخاطب سے کہہ دیتا ہے کہ ان کو تو نہیں جانتا میں جانتا ہوں حالانکہ مخاطب ان کو اچھی طرح جانتا ہوتا ہے۔

بسا اوقات متکلم جانتے ہوئے بھی عدم علم کا اظہار کرتا ہے جیسا کہ خود اللہ نے فرمایا۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ

پ ۲ رکوع ۱ البقرہ ۱۴۳

اے محمدؐ جس قبلہ پر تم پہلے تھے ہم نے وہ اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ کون رسولؐ کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

حالانکہ خدا پہلے بھی انہیں جانتا تھا۔

خود خدا نے قرآن مجید میں حضور اکرمؐ کو فرمایا کہ تم منافقوں کو جانتا ہے مثلاً سورہ مائدہ میں ہے

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

اے نبی تم دیکھ رہے ہو ان لوگوں کو جن کے

يُسَارِعُوْنَ فِيْهِم — دلوں میں مرض ہے جو کہ اس میں بڑھ رہے ہیں۔

اور سورۂ محمد آیت ۳۰ میں فرمایا۔

وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ۔ یعنی اے نبی تم منافقوں کو ان کی بات کے اسلوب سے پہچان لوگے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی بھی منافقوں کو جانتے تھے جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ تحقیق ہم منافقین کو ان کے حضرت علی کے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے پہچانتے تھے۔

درمنثور جلد ۶ ص ۶۶ سطر آخر۔ روح المعانی جلد ۲۶ ص ۷ سطر ۲۔ فتح البیان جلد ۹ ص ۲۶ سطر ۱۴۔ فتح القدیر جلد ۴ ص ۳۹ سطر ۱۲۔ جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۷۳ حدیث نمبر ۶۴۸۶۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۲ سطر آخر۔ مناقب ابن مغازلی ص ۳۱۵۔ ترمذی ص ۵۳۳ سطر ۲۷۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۲ سطر ۳۔ تحفۃ الاحوذی جلد ۴ ص ۳۲۷ سطر ۱۴۔ المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۹ سطر ۴۔ تلخیص المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۹ سطر ۱ اسد الغابہ جلد ۴ ص ۳۰ سطر ۲۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۶ سطر ۲۱۔ مطالب السئول ص ۵۹ سطر ۹۔ الفصول المہمہ ص ۱۰۹ سطر ۲۲۔ تفریح الاحباب ص ۳۵۰ سطر ۲۔ تاریخ بغداد جلد ۱۰ ص ۱۵۳ سطر ۱۲۔ نور الابصار ص ۷۲ سطر ۱۱۔ اسعاف الراغبین ص ۱۲۳ سطر ۱۸۔ صواعق محرقہ ص ۱۲۲ سطر ۱۸۔ ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۲۶۲ سطر ۱۵۔ تذکرۃ الخواص ص ۲۸ سطر ۸۔ الریاض جلد ۲ ص ۲۱۴ سطر ۱۱۔ مودت القربیٰ ص ۴۱ سطر ۶۔ ارجح المطالب ص ۶۳۷ ینابیع المودت ص ۳۹

تو جب حضور اکرم کے صحابی منافقین کی پہچان کر لیتے تھے تو حضور اکرم ان سے ناواقف کیسے تھے۔

شبہ نمبر ۹

قرآن مجید میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

(پ ۲۱ رکوع ۱۳ لقمان ۳۴)

بے شک خدا ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی پانی برساتا ہے اور جو کچھ عورتوں

کے پیٹ میں ہے جانتا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ خود کل کیا کرے گا۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا ہے کہ وہ کس سرزمین پر مرے گا بے شک خدا آگاہ خبردار ہے۔

اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ قیامت اور بارش کب ہوگی۔ ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔ کل اپنے لئے کیا کمائے گا۔ اور کوئی کس زمین پر مرے گا یہ سب کچھ اللہ جانتا ہے اگر رسول اکرم جانتے ہوتے تو خدا ان کا بھی ذکر کرتا اور ان علوم کو صرف اپنی ذات سے مخصوص نہ کرتا۔

ازالۂ شبہہ:

حسب سابق پہلے تفاسیر کی عبارات ملاحظ کرتے ہیں اور پھر معترضین کے شبہے کا دلائل عقلیہ سے ازالہ کرتے ہیں۔

● تفسیرات احمدیہ

اور تمہارے لئے یہ بھی ہے کہ تو کہے کہ ان پانچوں باتوں کو اگرچہ اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا۔ لیکن جائز ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ولیوں اور محبوبوں میں سے جسے چاہے تعلیم دے اس قول کے قرینے سے کہ خدا جاننے والا اور بتلانے والا ہے خبیر بمعنی مخبر	ولك ان تقول ان علم هذه الخمسة وان لا يعلمها احد الا الله لكن يجوز ان يعلمها من يشآء من محبيه و اولياءه بقرينة قوله تعالىٰ ان الله عليم خبير بمعنى المخبر

● دہلوی، شیخ عبدالحق اشعۃ اللمعات جلد ا ص۴۲ لکھنؤ

اس سے مراد یہ ہے کہ ان امور غیب کو خدا کے بغیر عقل کے اندازے سے کوئی نہیں جان سکتا۔ کیونکہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مگر وہ جسے خدا اپنی طرف سے وحی یا الہام سے بتادے۔	مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچ کس اینہار انداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام مطلع کند

● سیوطی، جلال الدین روض النضیر شرح جامع الصغیر

رسول اکرم نے یہ جو فرمایا ہے کہ ان پانچ غیبوں کو کوئی نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ بذات خود اپنی ذات سے انہیں خدا ہی جانتا	اما قوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الا هو فمستقر جانه لا يعلمها احد بذاته و من ذاته الا هو لكن قد

ہے مگر اللہ کے بتانے سے کبھی ان کو بھی ان کا علم ملتا ہے۔

تعلم باعلام اللہ تعالیٰ فان ثمہ من یعلمھا۔

- قاری، ملا علی المرقات شرح مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان فصل اوّل

پس جو بھی ان پانچوں میں سے کسی ایک چیز کے علم کا دعویٰ کرے نبی کریمؐ کی طرف بغیر منسوب کئے ہوئے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

فمن ادعی علم شئ منھا غیر مسند الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کاذبا فی دعواہ۔

- حقی، شیخ محمد اسماعیل روح البیان جلد ۷ ص ۱۰۵ سطر ۱۰ العثمانیہ مصر ۱۳۳۰ھ

اور جو غیب کی خبریں انبیاء اور اولیاء سے مروی ہیں پس یہ خدا کی تعلیم سے ہے یا وحی یا الہام کے طریقے سے۔ اور اسی طرح بعض اولیاء نے بارش آنے کی خبر دی اور بعض نے رحم کے بچہ لڑکے یا لڑکی کی خبر دی تو وہ ہی ہوا جو انہوں نے کہا تھا۔

وما روی عن الانبیاء والاولیاء من الاخبار عن الغیوب فبتعلیم اللہ تعالیٰ اما بطریق الوحی او بطریق الالہام والکشف وکذا اخبر بعض الاولیاء عن نزول المطر واخبر عما فی الرحم من ذکر وانثی فوقع کما اخبر

- سید شریف عبد العزیز مسعود تاب الابریز

نبی کریم پر ان پانچ مذکورہ چیزوں میں سے کچھ بھی مخفی نہیں اور نبی کریم پر یہ امور کیونکر پوشیدہ رہ سکتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی امت شریفہ کے سات قطب ان کو جانتے ہیں پس غوث کا کیا پوچھو پھر حضور سید الاولین والآخرین کا کیا کہنا جو ہر چیز کے سبب ہیں جن سے ہر چیز ہے۔

ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یخفی علیہ شئ من الخمس المذکورۃ فی الآیۃ الشریفۃ وکیف یخفی علیہ ذلک والاقطاب السبعۃ من امتہ الشریفۃ یعلمونھا وھم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف لسید الاولین والآخرین الذی ھو السبب کل شئ ومنہ کل شئ

- سیوطی، جلال الدین خصائص الکبریٰ

نبی کریمؐ پر تمام وہ چیزیں پیش کر دی گئیں جو آپ کی امت میں قیامت تک ہونے والی ہیں۔

عرض علیہ ما ھو کائن فی امتہ حتی تقوم الساعۃ
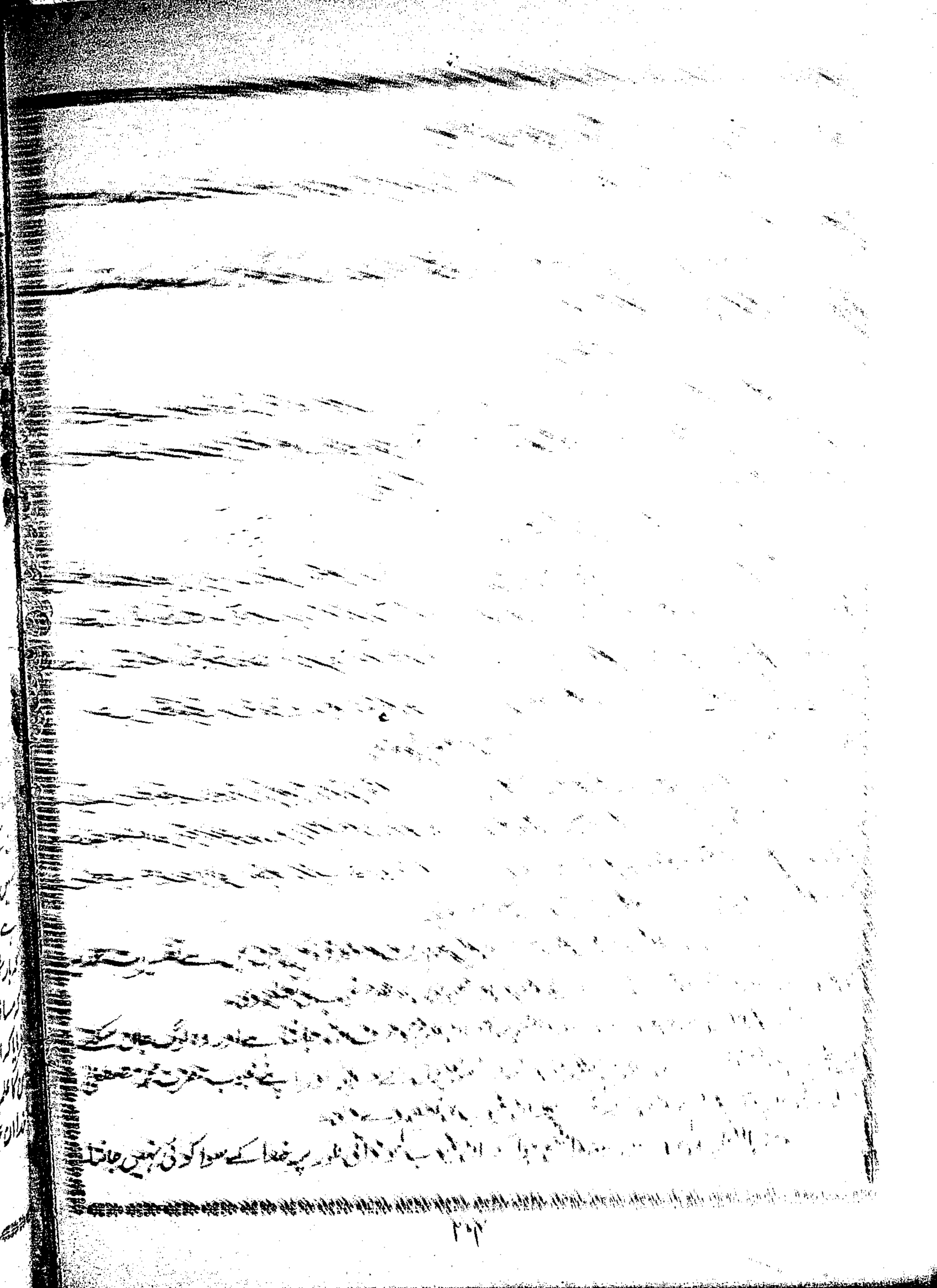
اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں تو خدا کی تعلیم کی وجہ سے۔
ملا علی قاری نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ حضور اکرمؐ کی اُمت میں سے لوگ ان علوم کو حضور اکرمؐ کے واسطے سے جان سکتے ہیں۔
روح البیان کی عبارت کے مطابق انبیاء اور اولیاء خدا کی تعلیم کی وجہ سے نہ صرف ان علوم کو جانتے ہیں بلکہ جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ سولہ آنے صحیح ثابت ہوا۔
کتاب الابریز کی عبارت سے تو یہاں تک ثابت ہے کہ آپ حضور اکرم کے بارے میں کہتے ہیں وہ تو نبیوں اور ولیوں کے سردار ہیں۔ ہمارے نزدیک تو سات قطب اور غوث بھی غیب کو جانتے تھے۔
خصائص الکبریٰ کی عبارت سے واضح ہوا کہ جب حضور کو قیامت اور دیگر واقعات سے خدا نے آگاہ کر دیا تھا تو پھر یہ کہنا کہ فلاں کو نہیں جانتے تھے۔ کچھ زیب نہیں دیتا۔
شرح قصیدۂ بردہ کی عبارت سے بھی واضح ہوا کہ خدا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان علوم خمسہ کی تعلیم فرمائی۔
جمع النھایہ اور فتوحات وہبیہ سے بھی یہی واضح ہے۔
اب ہم ذرا تفاسیر اور دیگر کتب کی عبارات سے ذرا ہٹ کر سوچتے ہیں کہ خدا نے صرف پانچ غیوب کا ذکر کیوں فرمایا حالانکہ خود خدا غیب ہے، برزخ غیب ہے بہشت غیب ہے، دوزخ غیب ہے حساب وکتاب غیب ہے۔ میزان و پل صراط غیب ہے۔ فرشتے غیب ہیں۔ خدا کے لشکر غیب ہیں۔ ان کے علاوہ سینکڑوں ایسے غیب ہیں جن کے ہم نام تک نہیں جانتے لیکن خدا نے ان کا ذکر نہیں فرمایا۔ لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ آخر کونسی وجہ تھی کہ خدا نے صرف ان پانچ چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ دراصل خدا نے عرب کے ماحول کو دیکھا کہ وہ زیادہ تر رمل کے ذریعے معلوم کرتے تھے کہ بارش کب ہوگی اور کہاں ہوگی اور حاملہ سے بچہ ہوگا یا بچی اور تجارت میں نقصان ہوگا کہ فائدہ اور یہ کہ مسافر اپنے گھر واپس آئے گا یا دوران سفر مر جائے گا۔ اسی لئے خدا نے ان کی توجہ ہٹانے کیلئے فرمایا کہ ان چیزوں کا علم نہ رمل کے پاس ہے اور نہ بتوں کے پاس تم میری طرف رجوع کرو کیونکہ ان کا علم میرے پاس ہے۔ اور خدا یہ علوم اپنے پیاروں کو بتا دیتے لہٰذا معصومین علیہم السلام تعلیم خدا ان غیوب کو جانتے ہیں۔

علم قیامت

بندہ نے علم غیب اور احادیث کے عنوان کے ذیل میں بیسیوں ایسی احادیث تحریر کی ہیں جن سے روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہوتا ہے کہ حضور اکرم قیامت اور اس کے حالات کو بخوبی جانتے تھے۔

قرآن مجید کی متعدد آیات سے مخالفین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیامت کے وقت کو نہ جاننے پر استدلال کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک آیت یہ ہے کہ:۔

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا پ ۹ رکوع ۱۲ الاعراف ۱۸۷

اے رسول تم سے لوگ قیامت کے بارے میں پوچھا کرتے ہیں کہ تمہیں اس کا نخل بیڑا بھی ہے۔

حسب سابق اس آیت کے متعلق تفاسیر کی عبارات ملاحظہ کرتے ہیں بعد میں مخالفین کے شبہے کا ازالہ کریں گے۔

● صاوی، شیخ احمد۔ تفسیر صاوی جلد ۲ ص ۹۷ عیسیٰ البابی مصر

وھذا قبل اعلامه بوقتها فلا ینافی انه علیه السلام لم یخرج من الدنیا حتیٰ اعلمه الله بجمیع مغیبات الدنیا والاخرة۔

یہ آیت نبی کریم کو قیامت کے وقت سے آگاہ کرنے سے پہلے نازل ہوئی لہٰذا یہ آیت اس قول کے مخالف نہیں ہے کہ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ نبی کریم اس وقت تک دنیا سے نہیں گئے جب تک کہ خدا نے ان کو دنیا و آخرت کے تمام غیوب کی تعلیم نہ دے دی ہو۔

● حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۳ ص ۲۹ العثمانیہ مصر

قد ذھب بعض المشائخ الی ان النبی علیه السلام کان یعرف وقت الساعة باعلام الله وھو لا ینافی الحصر فی الآیة

بعض بزرگوں نے یہ فرمایا ہے کہ حضور اکرم قیامت کے آنے کے وقت کو جانتے تھے خدا کے جتوانے کی وجہ سے۔ اور یہ قول اس آیت کے حصر کے خلاف نہیں۔

● خازن، علاؤ الدین تفسیر جلد ۲ ص ۱۶۳ المکتبة الخیریہ مصر

کہا گیا ہے کہ فیمَ کفار کے سوال کا انکار ہے یعنی ان کا سوال کس شمار میں ہے پھر فرمایا کہ آپ اے محمد اس قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ پس ان کو یہ دلیل کافی ہے قیامت قریب ہوتے پر۔

وقیل معناہ فیما انکار بسوالھم ای فیما ھذا السوال ثم قال انت یا محمد من ذکراھا ای من علاماتھا لانک آخر الرسل فکفاھم ذلک دلیلاً علی دنوھا

- نسفی، عبداللہ بن احمد — مدارک التنزیل

یا رسول اکرم قیامت کا بہت ہی ذکر فرماتے تھے اور اس کے بارے میں سوال کئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آیت اتری پس یہ آیت تعجب ہے آپ کے زیادہ ذکر قیامت فرمانے پر

او کان رسول اللہ علیہ السلام لم یزل یذکر الساعۃ ویسئل عنھا حتی نزلت فھو تعجب من کثرۃ ذکرھا

- نسفی، عبداللہ بن احمد — مدارک التنزیل

یا لفظ فیما کفار کے سوال کا انکار ہے یعنی یہ سوال کس شمار میں ہے پھر فرمایا کہ آپ اس قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ قیامت کی علامت میں سے ایک علامت ہیں اب ان کے قیامت کے پوچھنے کے کوئی معنی ہی نہیں۔

او فیما انکار لسوالھم عنھا ای فیما ھذا السوال ثم قال انت من ذکرھا وانت آخر الانبیاء علامۃ من علاماتھا فلا معنی لسوالھم عنھا

مدارک التنزیل

اور کہا گیا ہے کہ فیما انت سوال سے متصل ہے یعنی کفار آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ قیامت کب ہوگی اور آپ کو اس کا علم کہاں سے حاصل ہوا پھر خدا نے اپنی بات کا آغاز کیا الی ربک

قل فیما انت من ذکراھا متصل بالسوال ای یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسھا ویقولون این انت من ذکرھا ثم استانف فقال الی ربک

مدارک التنزیل

یعنی آپ اس لئے نہیں بھیجے گئے کہ ان کو

انما انت منذر من یخشھا ای لم

قیامت کے وقت کی خبر دیں ۔ تبعث لتعلمھم بوقت السّاعۃ انما انت الخ

- دہلوی، شیخ عبدالحق مدارج النبوۃ جلد ۲ ص۴۰ نولکشور

و بعضے علماء علم ساعۃ نیز مثل ایں معنیٰ گفتہ اند ۔ یعنی بعض علماء نے روح کی طرح حضور کو قیامت کا علم بھی مانا ۔

تفسیر صاوی کی عبارت سے واضح ہوا کہ نفی علم قیامت کی آیت پہلے نازل ہوئی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قیامت کا علم بعد میں دیا گیا ۔ لہٰذا نفی علم قیامت کی آیت ان احادیث کے مخالف نہیں ہے جن میں یہ کہا گیا ہے کہ حضور اکرم دنیا سے اس وقت تک تشریف نہیں لے گئے جب تک کہ خدا نے آپ کو دنیا و آخرت کے تمام علوم سے آگاہ نہ کر دیا ۔

روح البیان کی عبارت سے واضح ہوا کہ نبی اکرم قیامت کے آنے کے وقت کو جانتے تھے اور یہ علم ان کو خدا نے دے دیا تھا ۔

تفسیر مدارک کی عبارت سے واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آخری نبی ہونا ہی علم قیامت کے لئے کافی ہے ۔ لہٰذا ان کا سوال ہی فضول تھا ۔

مدارک کی دوسری عبارت سے واضح ہوا کہ رسولؐ خدا نے کفار سے کہا کہ مجھے علم قیامت خدا سے معلوم ہوا ۔

مدارک کی آخری عبارت سے واضح ہوا کہ قیامت کب آئے گی یہ بتانا نبوت کے فرائض ہی میں سے نہیں ہے ۔

علماء محققین نے تفسیری عبارات ملاحظہ فرمانے کے بعد مذکورہ آیۂ کریمہ کے بارے میں یوں فرمایا ہے ۔

(۱) یہ کہ یہ آیت علم قیامت عطا کرنے سے پہلے کی ہے ۔

(۲) یہ کہ اس سے مقصود سائلین کو جواب دینے سے روکنا ہے نہ کہ آپ کے علم کی نفی

(۳) یہ کہ اس آیت میں فرمایا گیا ۔ اَنْتَ مِنْ ذِکْرٰھَا آپ اس قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہیں ۔ آپ کو دیکھ کر ہی جان لینا چاہیئے کہ قیامت قریب ہے ۔

(۴) یہ کہ اس میں فرمایا گیا ہے کہ دنیا میں آپ یہ باتیں بتانے نہیں بھیجے گئے ۔

مخالفین اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں کہ یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْھَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ ۔ تم سے لوگ اس طرح پوچھتے ہیں کہ گویا تم ان

سے بخوبی واقف ہو تم کہہ دو کہ اس کا علم بس خدا ہی کو ہے (پ ۹ رکوع ۱۳ - الاعراف ۱۸۷)

- صادی، شیخ احمد تفسیر صاوی جلد ۲ ص ۹۷ سطر ۲۸ عیسیٰ البابی مصر

والّذی یجب الایمان بہ انّ النبی علیہ السلام لم ینتقل من الدنیا حتّی اعلمہ اللہ بجمیع المغیبات التی تحصل فی الدّنیا والاخرۃ فھو یعلمھا کما ھی عین یقین لمّا ورد رفعت لی الدّنیا فانا انظر الی کفی ھذہ و ورد انّہ اطلع لی الجنّۃ وما فیھا والنّار وما فیھا وغیر ذلک مما تواترت الاخبار ولکن امر بکتمان بعضھا۔

جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے منتقل نہ ہوئے یہاں تک کہ خدا نے آپ کو تمام وہ غائب چیزیں بتا دیں جو دنیا اور آخرت میں تھیں یہ بھی آیا کہ ہمارے سامنے دنیا پیش کی گئی۔ پس ہم اس میں اس طرح نظر کر رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ میں یہ بھی آیا ہے کہ ہم کو جنت اور وہاں کی نعمتوں اور دوزخ اور وہاں کے عذابوں پر اطلاع دی گئی۔ علاوہ ازیں اور متواتر خبریں ہیں لیکن بعض کے چھپانے کا حکم دیا گیا۔

- خازن، علاؤالدین جلد ۲ ص ۱۶۴ سطر ۱۲ المکتبۃ التجاریہ مصر

یسئلونک عنھا کانک حفی۔ یعنی یہ لوگ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا آپ ان پر بڑے مہربان ہیں۔ اور آپ ان کو بتا ہی دیں گے حالانکہ یہ اسرار الٰہی ہیں سے ہے اغیار سے چھپانا ہے۔

- حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۳ ص ۲۹۲ العثمانیہ مصر

یہی آیت پارہ ۹ زیر آیت مذکورہ میں بھی ہے اور وہاں یہ بھی ہے کہ دنیا کی کل عمر ستر ہزار سال ہے۔ یہ روایت صحیحہ سے ثابت ہے۔

ایک اور آیت بھی معترض پیش کرتے ہیں کہ:

یَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ

اے رسول لوگ تم سے قیامت کے بارے میں پوچھا کرتے ہیں تم ان سے کہہ دو کہ اس کا علم تو بس خدا کو ہے۔ (پ ۲۲ رکوع ۵۔ الاحزاب ۶۳)

- صاوی، شیخ احمد تفسیر صاوی جلد ۳ ص ۲۴ سطر ۳ عیسی البابی مصر

یعنی اس قیامت پر کوئی مطلع نہیں اور انّما وقت السّوال والّا فلم یخرج

یہ سوال کے وقت تھا ورنہ حضور اکرم اس وقت تک تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ آپ کو اللہ نے تمام غیبوں پر مطلع فرما دیا جن میں سے قیامت بھی ہے۔ — نبینا علیہ السلام حتی اطلعہ اللہ علی جمیع المغیبات ومن جملتہا الساعۃ

- حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۷ ص ۲۴۳ سطر ۱۷ العثمانیہ مصر

اور یہ نبی کی شرائط میں سے نہیں ہے کہ خدا کی تعلیم کے بغیر غیب جانے — ولیس من شرط النبی ان یعلم الغیب بغیر تعلیم من اللہ تعالیٰ

- صادی، شیخ احمد تفسیر صادی

اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے سوا اس کا علم کسی کو بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ پس یہ آیت اس کے خلاف نہیں ہے کہ رسول اکرم دنیا سے اس وقت تک تشریف نہ لے گئے جس وقت تک کہ خدا نے ان کو گذشتہ اور آئندہ کے تمام واقعات پر آگاہ نہ فرمادیا۔ ان میں سے قیامت کا علم بھی ہے۔ — المعنی لایفید علمہ غیرہ تعالیٰ فلاینافی ان رسول اللہ علیہ السلام لم یخرج من الدنیا حتی اطلع علی ماکان ومایکون وماھو کائن ومن جملتہ علم الساعۃ

- تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ باب الجمعۃ ص ۱۱۹ سطر ۲۲ اصح المطابع کراچی

لا تقوم الساعۃ الا فی یوم الجمعۃ — قیامت قائم نہ ہوگی مگر جمعہ کے دن

- تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ باب خطبہ یوم الجمعہ ص ۱۲۳ سطر ۲۱ کراچی

بعثت انا والساعۃ کھاتین — ہم اور قیامت اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں۔

- قسطلانی، احمد بن محمد ارشاد الساری کتاب التفسیر سورۃ رعد

کوئی بھی نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی سوائے خدا اور مرتضیٰ رسول کے کیونکہ خدا اسے اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے اور ان کا تابع ولی ان سے وہ غیب لیتا ہے۔ — لایعلم متی تقوم الساعۃ الا اللہ و الا من ارتضی من رسول فانہ یطلعہ علی غیبہ والولی التابع لہ یاخذہ عنہ

تفسیر صادی کی عبارت سے واضح ہوا کہ خدا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے علم سے آگاہ فرمایا۔

روح البیان کی عبارت سے واضح ہوا کہ نبی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ خدا کے بتائے

بغیر غیب کو جانے۔

مشکوٰۃ کی احادیث سے واضح ہوا کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ قیامت جمعے کو ہوگی اگر رسول اکرم کو علم نہیں تھا تو یہ کیسے فرمایا۔

علاوہ ازیں بندۂ حقیر نے علم غیب اور احادیث کے عنوان کے ذیل میں ایسی بیسیوں احادیث تحریر کی ہیں جن میں حضور اکرم نے قیامت اور قرب قیامت کے حالات سے آگاہ فرمایا۔

علمِ غیث

معترض یہ بھی فرماتے ہیں کہ سورہ لقمان کی آیت ۳۴ سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کو بارش کے ہونے کا بھی علم نہیں تھا۔

یہ شبہہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ خود خدا کے ملائکہ حضرت میکائیل بارش کے ہونے کے متعلق جانتے تھے۔

چنانچہ بغوی معالم التنزیل میں

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجۡرًا (پ ۲۳ رکوع ۵ الصّٰفّٰت۔۱) کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں۔

یعنی الملئکۃ تزجر السحاب وتسوقہ الخ واما میکائیل مؤکل بالمطر والنبات والارزاق

یعنی فرشتے بادل کو چلاتے اور حضرت میکائیل بارش کے برسانے اور سبزہ اور پھلوں کے اگانے اور رزق پر متعین ہیں۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ حضرت میکائیل علیہ السلام جانتے ہیں کہ بارش کب برسانی ہے اور کب نہیں برسانی۔ تو جب فرشتوں کو بارش کا علم ہو سکتا ہے تو مخدوم ملائکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارش کا علم کیوں نہیں ہو سکتا۔

خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار بارش ہونے سے قبل خبر دی۔

ثم یرسل اللہ مطرا لایکن منہ بیت مدر ولا وبر

پھر اللہ تعالیٰ ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا جس سے کوئی کچا مکان اور خیمہ نہیں بچے گا

مشکواۃ ص۴۷۴ سطر ۱۰ کراچی

● تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ ص۴۸۱ سطر ۱۸ اصح المطابع کراچی

پھر بارش ہوگی۔ گویا کہ وہ شبنم ہے پس اس مینہ سے آدمیوں کے جسم اگنے لگے۔

ثم یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فینبت منہ اجساد الناس۔

اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش ہونے کی خبر قبل از وقت سنائی۔

علم مافی الارحام

معترضین یہ بھی فرماتے ہیں کہ پیٹ کے اندر کے نر اور مادہ کو صرف اللہ جانتا ہے حالانکہ خدا نے یہ علم اپنے رسول کو بھی عطا فرمایا۔ چنانچہ ملاحظہ فرمایئے یہ حدیث:

- ام الفضل بنت حارث سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کہ تو نے جو دیکھا بہتر دیکھا انشاء اللہ میری فاطمہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری گود میں رہے گا۔ تو پس پیدا ہوئے حضرت فاطمہ کے ہاں حضرت حسین

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت خیرا تلد فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما یکون فی حجرك فولدت فاطمۃ الحسین

مشکوٰۃ ص۵۷۲ سطر ۱۶۔ المستدرک جلد ۳ ص۱۷۶ سطر ۱۶۔ تلخیص المستدرک سطر آخر۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ ص۲۷۸ سطر ۸۔ تذکرۃ الخواص ص۲۴۳۔ الفصول المہمہ ص۱۵۴۔ صواعق محرقہ ص۱۹۲ سطر ۱۸۔ کنز العمال ص۱۰۵ سطر ۱۳۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۱۱۱۔ البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص۲۳۰۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ ص۱۲۵۔ اخبار الدول ص۱۰۷۔ نور الابصار ص۱۱۶۔ مقتل خوارزمی ص۱۵۸

- نیشاپوری، مسلم بن حجاج صحیح باب فضائل ام سلیم

عن انس قال مات ابن لابی طلحۃ من ام سلیم فقالت لاھلھا لا تحدثوا ابا طلحۃ بابنہ حتی اکون انا احدثہ قال فجاء فقربت الیہ عشاء فاکل و شرب قال ثم تصنعت لہ احسن ما کان تضنع قبل ذلك فوقع بھا فلما رات انہ قد شبع و اصاب منھا قالت یا ابا طلحۃ ارایت لو ان قوما اعاروا عاریۃ اھل بیت فطلبوا عاریتھم الھم ان یمنعوھم قال لا قالت فاحتسب ابنك قال فغضب فقال ترکتنی حتی ثم اخبرتنی بابنی

فانطلق اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارک اللہ لکما فی غابر لیلتکما قال فحملت

حضرت انس کہتے ہیں کہ ابو طلحہ کا بیٹا جو ام سلیم کے پیٹ سے تھا فوت ہو گیا۔ انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا ابو طلحہ کو خبر نہ کرنا ان کے بیٹے کی۔ جب تک کہ میں خود نہ کہوں۔ آخر ابو طلحہ آئے ام سلیم شام کا کھانا سامنے لائیں انہوں نے کھایا اور پیا۔ پھر ام سلیم نے اچھی طرح بناؤ اور سنگھار کیا۔ ان کے لئے یہاں تک کہ انہوں نے جماع کیا ان سے۔ جب ام سلیمہ نے دیکھا کہ وہ سیر ہو گئے اور ان کے ساتھ صحبت بھی کر چکے۔ اس وقت انہوں نے کہا اے ابو طلحہ اگر کچھ لوگ اپنی چیز کسی گھر والوں کو مانگنے پر دیویں پھر اپنی چیزیں مانگیں تو کیا گھر والے اس کو روک سکتے ہیں۔ ابو طلحہ نے کہا نہیں روک سکتے۔ ام سلیم نے کہا تو میں تم کو خبر دیتی ہوں تمہارے بیٹے کے فوت ہو جانے کی۔ یہ سن کر ابو طلحہ غصے ہوئے اور کہنے لگے تو نے مجھ کو خبر نہ کی یہاں تک کہ میں آلودہ ہوا اب مجھ کو خبر کی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے تمہاری گزری ہوئی رات میں ام سلیمہ حاملہ ہو گئیں۔

اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ نبی کریم کو میاں اور بیوی کے رات والے واقعہ کا بھی علم تھا اور رحم میں علقمہ ٹھہر جانے کا علم تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے۔

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا پ۱۶ رکوع ۴ سورہ مریم

فرشتہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ دوں تجھے ایک پاک لڑکا۔

اگر حمل ہو تو بتانا اور بات ہے لیکن یہاں ابھی تک پیٹ میں کوئی چیز بھی نہیں اور حضرت جبرئیل پہلے بشارت دے رہے ہیں۔ تو جب حضرت جبرئیل جان سکتے ہیں تو ان کے استاد[1] کے استاد کیوں نہیں جان سکتے۔

قرآن مجید میں سورۃ الذاریات کی آیت ۲۷ میں ہے کہ ملائکہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی۔ چنانچہ

---

[1] بندہ نے اپنی کتاب نور علی نور میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت علیؓ حضرت جبرئیل کے اُستاد ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے۔

قَالُوا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْم ۔ ان ملائکہ نے کہا کہ تم خوف نہ کھاؤ اور تمہیں خوشخبری ہو آپ کو علم والے لڑکے کی۔

یہاں بھی حمل سے پہلے ملائکہ نے بتا دیا۔ تو اگر آپ فرمائیں کہ ملائکہ کو تو رحمٰن نے بتادیا تو ہم کب کہتے ہیں کہ انبیاء کو شیطن نے بتا دیا (نعوذ باللہ) ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ حضور اکرم کو اللہ نے بتا دیا۔

علم مَافِی غَداً

معترضین آیہ سابقہ کے اس جملے مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا (کسی کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا) سے بھی یہ استدلال کرتے ہیں کہ کل کا علم بھی صرف خدا کے پاس ہے۔

علامہ صاوی اس جملے کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔

- صاوی، شیخ احمد تفسیر جلد۳ ص۲۱۵ سطر۱۸ عیسی البابی مصر

ای من حیث ذاتها واما باعلام اللہ للعبد فلا مانع منه کالانبیاء وبعض الاولیاء قال تعالیٰ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ قال تعالیٰ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فلا مانع من کون اللہ یطلع بعض عباده الصالحین علی بعض المغیبات فتکون معجزة للنبیّ وکرامة للولیّ ولذلك قال العلماء الحقّ انه لم یخرج نبیّنا من الدّنیا حتّٰی اطلعه علی تلك الخمس

یعنی ان باتوں کو کوئی خود بخود نہیں جانتا لیکن کسی بندے کا اللہ کے بتانے سے جاننا اس سے کوئی مانع نہیں جیسے انبیاء اور بعض اولیاء۔ اللہ نے فرمایا کہ یہ لوگ اللہ کے علم کو نہیں گھیر سکتے مگر جس قدر خدا چاہے اور دوسرے مقام پر فرمایا کہ اپنے غیب پر کسی کو ظاہر نہیں کرتا سوائے برگزیدہ رسولوں کے پس اگر رب ذوالجلال اپنے بعض نیک بندوں کو بعض غیبوں پر مطلع فرما دے تو کوئی مانع نہیں۔ پس یہ علم نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت ہوگا۔ اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک دنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک کہ ان کو ان پانچوں باتوں پر خدا نے مطلع نہ فرما دیا۔

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ کل کیا ہونا ہے۔ اس جیسے تمام علوم سے خدا نے حضور

اکرمؐ کو آگاہ فرما دیا۔

- نبر بیٹی، ولی الدین مشکوٰۃ صـ۲ کراچی

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

تحقیق تم میں سے ہر ایک کی پیدائش کی صورت یہ ہے کہ چالیس دن نطفے کو پیٹ کے اندر رکھا جاتا ہے۔ پھر یہ نطفہ جمے ہوئے خون کی شکل میں تبدیل ہو کر چالیس دن تک رہتا ہے پھر چالیس دن گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے اس کے بعد خدائے تعالیٰ اس مضغہ کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جو اس کے اعمال، موت کا وقت اور ذریعہ رزق اور اس کا شقی یعنی بد بخت وسعید ہونا لکھتا ہے پھر اس مضغہ میں روح پھونکی جاتی ہے۔

ان یخلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون مضغۃ ثم یکون علقۃ مثل ذلک ثم یبعث اللہ الیہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی او سعید ثم ینفخ فیہ الروح

مشکوٰۃ کی اس حدیث سے واضح ہوا کہ یہ فرشتہ بھی جانتا ہے کہ یہ مولود کب تک زندہ رہے گا اور کیا عمل کرے گا وغیرہ وغیرہ

اب آپ ذرا حدیث خیبر ملاحظہ فرمایئے۔ کہ جس میں حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ میں کل یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا۔ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا اور وہ شخص اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ و رسول اس شخص کو دوست رکھتے ہیں۔

حوالہ جات پہلے علم غیب اور حدیث کے عنوان میں حدیث خیبر کے ذیل میں تحریر کر دیئے گئے ہیں۔

بہر حال اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ رسول اکرمؐ کو آئندہ کل اور کل کو جانے والے جوان (علیؑ) کے بارے میں سب کچھ معلوم تھا۔

علم بِاَیِّ اَرضٍ تَمُوتُ

اس حصے سے بھی معترضین استدلال فرماتے ہیں کہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا)

اس اعتراض کا جواب بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔ مثلاً سورہ سجدہ آیت ۱۱ میں ہے۔

قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ

کہہ دیجیئے کہ تمہاری موت کے لئے ملک الموت ہے جو کہ تمہیں مارتا ہے اور تم سب نے اس کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ ملک الموت کو معلوم ہے کہ کس نے کب اور کہاں مرنا ہے تو جس نبیؐ کے سامنے تمام زمین ہتھیلی کی طرح ہو گیا وہ یہ سب کچھ نہیں جان سکتا؟

● تبریزی، ولی الدین مشکوٰۃ ص۵۴۲ کراچی

حضرت عمر بن خطاب نے کہا کہ جنگ بدر سے ایک دن پہلے نبی کریمؐ نے وہ مقامات دکھائے جہاں پر وہ کفار قتل کئے جائیں گے چنانچہ آپ نے فرمایا کل فلاں یہاں پر مریگا۔ انشاء اللہ کل فلاں یہاں پر مرے گا انشاء اللہ کل فلاں یہاں پر مرے گا انشاء اللہ حضرت عمر قسم کھا کر کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی

قال عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کان یرینا مصارع اھل بدر بالامس ویقول ھذا مصرع فلان غداً ھذا مصرع فلان غداً ان شاء اللہ قال عمر الذی بعثہ بالحق مااخطاؤ الحدود التی حدھا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

جس نے رسول اللہ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ جہاں جہاں حضور اکرمؐ نے کافروں کے مرنے کے نشانات لگائے وہاں پر ہی وہ مرے اور ذرا اس نشان سے متجاوز نہیں ہوئے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضور اکرم کو پہلے سے معلوم تھا کہ کون کہاں مرے گا۔

شبہہ ۱۰:

مخالفین فرماتے ہیں کہ آیۂ کریمہ (وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ پ۱۵ رکوع ۱۰ بنی اسرائیل ۸۵)

اور اے رسول تم سے لوگ روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں تم ان سے کہہ دو کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح کا بھی علم نہیں تھا۔

ازالہ شبہہ: اس سلسلے میں پہلے مفسرین کی آراء معلوم کرتے ہیں چنانچہ ملاحظہ فرمایئے

● خازن، علاؤ الدین تفسیر جلد ۳ صفحہ ۱۸۷ المکتبۃ الخیریہ مصر

تحقیق نبی اکرم روح کے معنیٰ کو جانتے تھے لیکن آپ نے اس کی خبر نہ دی کیونکہ اس کا خبر نہ دینا یہ آپ کی نبوت کی دلیل ہے اور سب سے صحیح قول یہ ہے کہ خدا نے خود روح کا علم مخفی رکھا۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم علم معنی الروح ولکن لم یخبر بہ لان ترک الاخبار بہ کان علما لنبوتہ والقول الاصح ان اللہ استاثر بعلم الروح

اور چند سطر آگے تحریر فرماتے ہیں۔

وما اوتیتم الا قلیلا ھو خطاب للیھود - اور یہ خطاب کہ تمہیں نہیں دیا گیا مگر تھوڑا علم یہود سے ہے۔

● حقی، شیخ اسماعیل روح البیان جلد ۵ صفحہ ۱۹۸ سطر ۲۳ العثمانیہ مصر

اللہ کے حبیب یعنی حضرت محمد مصطفیٰ کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ آپ کو روح کا علم نہ ہو حالانکہ آپ اللہ کو جانتے ہیں خدا نے آپ پر احسان جتایا کہ فرمایا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے وہ آپ کو بتا دیا۔

جل منصب حبیب اللہ ان یکون جاھلا بالروح مع انہ عالم باللہ وقد من اللہ علیہ بقولہ وعلمک مالم تکن تعلم

● نسفی، عبد اللہ بن احمد مدارک التنزیل جلد ۲ صفحہ ۳۲۶ سطر ۸ عیسی البابی مصر

یہ بھی کہا گیا ہے کہ سوال یہ تھا کہ آیا روح مخلوق ہے یا نہیں اور خدا کے فرمان مِن اَمرِ رَبّی سے واضح ہو گیا کہ روح مخلوق ہے پس یہ اُس سوال کا جواب ہے۔

وقیل کان السوال عن خلق الروح یعنی مخلوق ام لا لقولہ من امر ربی دلیل خلق الروح فکان جوابا۔

● دہلوی، شیخ عبد الحق مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۶۵ نولکشور

چہ گونہ جرأت کند مومن عارف کہ نفی علم بحقیقت روح از سید المرسلین و امام العارفین کند دادہ است اور احق سبحانہ علم ذات و صفات خود و فتح کردہ برائے او فتح مبین از علوم اوّلین و آخرین روح انسانی چہ باشد کہ در جنب جامعیت وے قطرہ ایست از دریا و ذرہ ایست از بید۔

معرفت رکھنے والا مومن یہ حوصلہ کس طرح کر سکتا ہے کہ نبی اکرمؐ سے حقیقت روح کے علم کی نفی کرے حالانکہ خدا نے ان کو اپنی ذات و صفات کا علم دیا ہے اور ان پر علوم اوّلین و آخرین کھول دیئے۔ نبی اکرمؐ کے علم کے مقابل روح انسانی کی کیا حقیقت ہے وہ تو اس دریا کا ایک قطرہ اور جنگل کا ایک ذرّہ ہے۔

● امام غزالی احیاء العلوم

یعنی گمان نہ کر کہ نبی اکرمؐ کو یہ ظاہر نہ تھا اس لئے کہ جو شخص روح کو نہیں جانتا۔ وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا وہ خدا کو کیونکر پہچان سکتا ہے اور بعید نہیں کہ بعض اولیاء اور علماء کو بھی اس کا علم ہو۔

ولا تظنّ انّ ذلک لم یکن مکشوفا الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانّ من لم یعرف الروح فکانّہ لم یعرف نفسہ ومن لم یعرف نفسہ فکیف یعرف اللہ سبحانہ ولا یبعد ان یکون ذلک مکشوفا لبعض الاولیاء والعلماء

تفسیر خازن کی عبارت سے واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح کی حقیقت معلوم تھی لیکن اس کی خبر نہ دی۔

روح البیان کی عبارت سے واضح ہوا کہ جب آپ خدا کو جانتے تھے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ روح سے ناواقف ہوں۔

تفسیر نسفی سے واضح ہوتا ہے کہ بحث علم روح کی نہیں تھی بلکہ خلقت روح کی تھی۔ تو جب خدا نے اسے اپنا امر کہہ دیا تو معترضین کو جواب مل گیا۔

مدارج النبوت کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ جب حضور اکرمؐ پر خدا نے تمام علوم واضح فرما دیئے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ کو روح کا علم نہ دیا ہو۔

امام غزالی کے نزدیک یہ گمان کرنا بھی غلط ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روح ظاہر نہ تھی۔ کیونکہ جو شخص اپنے نفس کی معرفت نہیں کرتا وہ خدا کی معرفت نہیں کر سکتا۔ تو جو اپنی روح کی معرفت نہیں کر سکتا وہ خدا کی معرفت کس طرح کر سکتا ہے۔

علماء محققین اس آیت کی تفسیری روایات کی روشنی میں معترضین کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:-

(۱) اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ حضور اکرمؐ کو روح کا علم نہیں تھا۔

(۲) اس آیت میں یہ کب ہے کہ حضور اکرم نے خود کہا کہ مجھے روح کا علم نہیں۔
(۳) اس آیت میں حضور اکرم کے علم یا عدم علم کی تو بات ہی نہیں بلکہ اس میں تو پوچھنے والے کافروں سے فرمایا گیا ہے کہ تم کو تو بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔ تم کو تو روح کی حقیقت کا علم ہی نہیں۔

جناب پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف سیف چشتیائی میں ابن عربی سے نقل فرماتے ہیں کہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی۔ فرما دو کہ روح امر رب سے ہے یعنی عالم بہت سے ہیں عالم عناصر عالم ارواح، عالم امر، عالم امکان وغیرہ تو روح عالم امر کی چیز ہے اور تم لوگ عالم عناصر سے تم اس کی حقیقت کو نہیں جان سکتے کیونکہ اے کافرو! تمہیں تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

شبہہ ۱۱: نبی اکرم کو تو کل زبانوں کا علم نہیں۔

ازالۂ شبہہ: میرے خیال میں آپ نے سورہ ابراہیم کی آیت ۳ نہیں پڑھی خدائے ذوالجلال فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ۔ ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ ان سے کھول کر بیان کر دیں۔ پ ۱۳ رکوع ۱۲ ابراہیم ۳

اس آیہ کریمہ سے واضح ہوا کہ خدا نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان میں مبعوث فرمایا۔ اور ہمارے رسول عالمین کے لئے حجت ہیں۔ لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہمارے رسول عالمین کی زبانیں جانتے ہیں۔

- شیخ سلیمان تفسیر جمل جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ مطبع مرتضوی بھارت

نبی کریم ہر قوم سے ان کی زبان میں خطاب فرمایا کرتے تھے۔ — وھو صلی اللہ علیہ وسلّم کان یخاطب کلّ قوم بلغتھم

- خفاجی نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۳۸۷ مصر

چونکہ رسول اکرم تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے آئے لہٰذا اسی لئے آپ کو تمام زبانوں کا علم دیا گیا۔ — انہ صلی اللہ علیہ وسلّم لجمیع الناس علمہ جمیع اللغات

ان دونوں عبارات سے واضح ہوا کہ رسول اکرم تمام اقوام کی زبانوں کو جانتے تھے۔

شبہ ۱۲: خدا فرماتا ہے کہ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ

اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک اللہ و رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔ (پ ۱۰ رکوع ۱۶ التوبہ ۸۴)

اس آیت میں رسول اکرم صلعم کو منافقوں کی نماز جنازہ پڑھانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ پھر بھی حضور اکرمؐ نے عبداللہ بن ابی منافق کی نماز پڑھادی۔

ازالہ شبہ: یہ آیہ کریمہ عبداللہ بن ابی کے جنازے کے بعد نازل ہوئی۔

- **بغوی، ابو محمد حسین بن مسعود معالم التنزیل ص۳۱۷ سطر ۳ مطبع حیدر بمبئی**

عن عمر بن الخطاب قال لما مات عبد الله بن ابی سلول دعی له رسول الله صلی الله علیه وسلم وثبت علیه فقلت یا رسول الله اتصلی علی ابن ابی بن سلول وقد قال کذا وکذا اعدد علیه فتبسم رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال اخر عنی یا عمر فلما اکثرت علیه قال انی خیرت فاخترت لو اعلم انی زدت علی السبعین یغفر له لزدت علیها قال فصلی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی نزلت الایتان من برأۃ ولا تصل علی احد منهم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ الی قوله وهم فسقون۔

حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول فوت ہوئے تو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے نبی کریمؐ کو بلایا گیا۔ جس وقت نبی کریمؐ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں نے کہا کہ کیا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں جس نے آپ کو کئی بار ایسے ایسے کہا۔ کئی چیزیں حضرت عمر نے گنی۔ یہ سن کر حضور اکرمؐ مسکرائے اور حضرت عمر سے فرمایا جانے دو۔ جب میں نے اصرار کیا تو اس پر تو آپ نے فرمایا میں اختیار دیا گیا ہوں یعنی کسی کے لئے مغفرت کی دعا مانگوں یا نہ۔ اگر میرے علم میں ہوتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ مغفرت طلب کرتے سے اس کی بخشش ہوگی۔ تو میں ضرور کرتا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ نے نماز پڑھائی ہی تھی کہ دو آیتیں نازل ہوئیں ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ الی قوله وهم فسقون

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضور اکرمؐ نے نماز آیت نازل ہونے سے پہلے پڑھائی تھی۔

● بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح جلد ا ص۱۵۳ مصر
حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی جب مرگیا تو آئے اس کے بیٹے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہا یارسول اللہ! مجھے اپنی قمیص عنایت فرمایئے۔ تاکہ میں اسے کفن میں رکھوں اور آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور بخشش کے لئے دعا فرمائیں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرمادی اپنی قمیض مبارک۔ پس کہا اس نے کہ مجھے اذن فرمایئے کہ نماز پڑھوں۔ پس اسے اذن دے دیا جب ارادہ فرمایا آپ نے اس پر نماز پڑھانے کا تو کھینچا حضرت عمرؓ نے اور کہا کیا نہیں منع کیا اللہ نے منافقین پر نماز پڑھنے سے۔ تو فرمایا رسول اللہؐ نے کہ مجھے دو اختیار دیئے گئے ہیں کہ استغفرلھم اولا تستغفرلھم ان تستغفرلھم سبعین مرۃ فلن یغفراللہ لھم پس نماز پڑھی آپ نے اس پر تو نازل ہوئی یہ آیت ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابداً (پ۱۰ رکوع ۱۶ التوبہ ۸۰)
اس حدیث سے واضح ہوا کہ عبداللہ ابن ابی کے صالح بیٹے نے قمیض رسولؐ اس لئے مانگی کہ متوفی عذاب قبر وغیرہ سے محفوظ ہو جائے۔ حضور اکرمؐ نے نہ صرف قمیص دی بلکہ جنازے میں شریک بھی ہوئے اور ممانعت کی آیت بعد میں نازل ہوئی۔
حضرت عمر بن خطاب کو خلیفہ راشد ماننے والے ذرا ان کے عمل کو بغور مطالعہ فرمائیں اور یہ فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایک اُمتی کو اپنے رسول کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے تھا؟
معالم التنزیل جلد ۳ کے ص۱۳۳ مصر پر تحریر ہے کہ صرف حضور اکرم کے قمیض دینے کے عمل سے متاثر ہو کر ایک ہزار کافر مسلمان ہو گئے۔

حضرت علیؑ بھی عالم الغیب ہیں

گذشتہ صفحات میں آیات قرآن، احادیث رسول اکرمؐ، اقوال اصحاب اور ارشادات علماء سے حضور اکرمؐ کا عالم الغیب ہونا ثابت کیا گیا ہے۔
آئندہ صفحات میں دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ سے حضور اکرمؐ کے نور کے شریک اور ان کے وصی و جانشین حضرت علی علیہ السلام کا عالم الغیب ہونا ثابت کیا جائے گا۔
آپ جانتے ہی ہیں کہ بندہ نے براہین الطالب فی مناقب علیؑ بن ابی طالب کے عنوان سے مناقب حضرت علی علیہ السلام پر چالیس جلدوں کا ایک تحقیقی سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اس

سلسلے کی جلد ۲۸ میں حضرت علی علیہ السلام کے علم و حکمت پر بڑی علمی اور تحقیقی بحث کی گئی ہے۔

کتاب ھذا میں در مدینۂ علم اور باب شہر حکمت کا مختصر ترین علمی تعارف اور ان کا عالم الغیب ہونا ثابت کیا جا رہا ہے تاکہ النائب کالمنیب کی مثال صحیح و سچی ثابت ہو جائے۔

قرآن مجید میں ہے۔ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ اور جتنے غیب ہیں آسمانوں میں اور زمین میں سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ تمام ارضی و سماوی غیوب کا علم قرآن میں ہے اور اُمت محمدیہ میں قرآن کے جتنے عالم حضرت علیؑ ہیں کوئی اور نہیں۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک رات جناب علیؑ باء بسم اللہ کے نقطے کی شرح فرمانے لگے صبح ہو گئی مگر وہ تفسیر پوری نہ ہوئی مجھے اپنی جان ان کے پاس مثل ایک فوارے کے معلوم ہوتی تھی بحر زخار کے مقابلے میں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال یشرح لنا علی نقطۃ الباء من بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لیلۃ فانفلق عمود صبح فرایت نفسی فی جنبہ کالفوارۃ فی جنب البحر المثعنجر ا

۔ تاج العروس جلد ۳ ص ۴۸۷ لسان العرب جلد ۴ ص ۱۰۳ مجمع بحار الانوار جلد ۳ ص ۱۳۱۔ النہایہ جلد ۱ ص ۱۵۲ شرح حدیدی جلد ۱ ص ۶ سطر ۱۲۔ ارجح المطالب ص ۱۴۳ سطر ۷۔ ینابیع المودت ص ۵۷ سطر آخر۔ مزید مسئلۂ تحریف القرآن ص ۱۹۹

جو مفسر قرآن صرف ایک حرف کی اتنی تفسیر کرے کہ صبح ہو جائے اور ایک لفظ کی تفسیر مکمل نہ ہو تو اگر وہ قرآن کے تمام حروف کی تفسیر کرے تو بتایئے کتنے برس صرف ہوں گے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک رات جناب علیؑ باء بسم اللہ کے نقطے کی شرح فرمانے لگے صبح ہو گئی مگر وہ تفسیر مکمل نہ ہوئی۔

عن ابن عباس قال یشرح لنا علی نقطۃ الباء من بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لیلۃ فانفلق عمود صبح۔

تاج العروس جلد ۳ ص ۴۸۷۔ لسان العرب جلد ۴ ص ۱۰۳۔ مجمع بحار الانوار جلد ۳ ص ۱۳۱۔ النہایہ جلد ۱ ص ۱۵۲ شرح حدیدی جلد ۱ ص ۶ سطر ۱۲۔ ارجح المطالب ص ۱۴۳ سطر ۷ ینابیع المودت ص ۵۷ سطر آخر

بقایا دیکھئے بندہ کی تحقیقی کتاب براہین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب جلد ۲۸

تمام آسمانی کتب کے راز قرآن مجید میں موجود ہیں اور تمام قرآن کا علم سورہ فاتحہ میں موجود ہے تمام فاتحہ کا علم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے۔ تمام بسم اللہ کا علم بسم اللہ کے بار میں موجود ہے اور تمام بارِ بسم اللہ کا علم بار کے نقطے میں موجود ہے امام علیؑ نے فرمایا میں وہ نقطہ ہوں جو بسم اللہ کی بار کے نیچے موجود ہے۔

ان جمیع اسرار الکتب السماویة فی القران وجمیع مافی القران فی الفاتحة وجمیع مافی الفاتحة فی البسملة وجمیع مافی البسملة فی باء البسملة وجمیع مافی باء البسملة فی النقطة التی ھی تحت الباء قال الامام علی کرم اللہ وجھہ انا النقطة التی تحت الباء

ینابیع المودت ص۶۹ سطر ۲۔ الدر المعظم مع ینابیع المودت ص۳۴۳ سطر ۱۳ جلاء العینین ص۷

سارے قرآن مجید کا انحصار بارِ بسم اللہ کے نقطے پر ہے اور وہ حضرت علی ہیں لہٰذا قرآن کے مرکز حضرت علی ہیں۔

قال علی لوشئت لاوقرت لکم ثمانین بعیراً من معنی الباء۔ اگر میں چاہتا تو تمہارے لئے صرف بار کے معنی کی تفسیر کے اسی اونٹ لاد دیتا۔

لطائف المنن جلد ا ص۱۷۱۔ کوکب دری ص۳۵ سطر ۱۹۔

حضرت ابن عباس نے کہا کہ ایک چاندنی رات کو حضرت علی نمازِ عشار کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بقیع کی طرف لے گئے فرمایا اے عبداللہ پڑھو میں نے تسمیہ کی تلاوت کی آپ مجھے صبح کے طلوع ہونے تک بائے بسم اللہ کے رموز سے آگاہ کرتے رہے۔

عن ابن عباس قال اخذ بیدی الامام علی لیلة مقمرة فخرج الی البقیع بعد العشاء وقال اقرء یا عبد اللہ فقرأت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فتکلم لی فی اسرار الباء الی نزوغ الفجر۔

ینابیع المودت ص۶۹ سطر ۷ اردو ص۱۱۳ سطر آخر الدر المعظم مع ینابیع المودت ص۳۴۳ سطر ۱

قال علی لوشئت لاوقرت بباء بسم اللہ سبعین بعیراً

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں چاہتا تو بارِ بسم اللہ کی تفسیر سے ستر اونٹ لاد دیتا۔

مطالب السئول ص۸۹ کوکب دری ص۲۹۷ سطر ۱۲

عن علیؑ قال لوشئت لاوقرت من تفسیر الفاتحة سبعین بعیرا

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو سورۃ الحمد کی تفسیر اس قدر بیان کروں

جس سے ستر اونٹوں کا بار ہو جائے ۔

ینابیع المودت صـ ۵۴ سطر ۱ ۔ الدر المعظم مع ینابیع المودت صـ ۳۴۲ سطر ۹ ۔ الروض الازہر صـ ۳۳ ۔ جالیۃ الکدر صـ ۴ ۔ تاریخ آل محمد صـ ۱۵ ۔ کوکب دری صـ ۲۹۷ سطر ۱۲

ذرا آپ دھیان سے دیکھیں حضرت علی کے اس قول کو جس میں جناب نے فرمایا ہے کہ اگر میں خواہش کروں تو ستر اونٹوں کا بار سورہ فاتحہ کی تفسیر سے بھر دوں اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب کو اتنا لکھنے کی طاقت ہے کیونکہ معرفت اتنی حاصل ہے نہ یہ کہ بالفعل اس کا تحریر کرنا ممکن ہے کیونکہ وقت اور زمانے میں اتنی وسعت نہیں ہے اور جب کہ یہ معنی درست ہو گیا اور حقیقت ایسی ہی ہے اس لئے کہ حضرت علی نے ایسا نہیں کیا جب تک کہ ان کی نظر میں سورہ حمد میں اتنے ہی مطالب نہ تھے جو اس حد تک پہنچ جائیں اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ الحمد میں اتنے مطلب موجود ہیں کہ ستر اونٹوں کا بوجھ لکھا جا سکتا ہے اور ممکن ہے کہ اس میں اس سے زیادہ مطالب ہوں کہ اگر وقت میں گنجائش ہوتی تو آپ اس کے علاوہ اور ستر اونٹوں کا بار لکھ دیتے (فاتحہ میں اتنے مطالب ضرور ہیں لیکن علم بھی ہر ایک شخص کے پاس نہیں ہے)

وانظر الی ماروی عن علی بن ابی طالب انه قال لو شئت لاوقرت حمل سبعین بعیرا من تفسیر فاتحة الکتاب فهو بالقوة فی معرفته لا بالفعل اذ لا یساعده الوقت واذا صح کذالک وهو صحیح اذ لا یقول کذالک الا ومعه من تفسیرها ما یبلغ ذالک فلا بد وان یکون فی نفسه انه یوقر حمل سبعین بعیرا وانه یمکن ان یکون معانیها ما یبلغ اکثر من ذلک ایضاً فاذا ساعده الوقت استطاع ان یوقر سبعین بعیرا اخری

روم کے بادشاہ ہرقل نے ایک قاصد کو حضرت عمر بن خطاب کے پاس اس غرض کیلئے روانہ کیا کہ وہ آپ سے سورہ فاتحہ کے سواقط اور اسرار کے متعلق دریافت کرے ۔ حضرت علیؑ نے اس قاصد کو ان باتوں سے آگاہ کیا امام کا اس کو ان حروف کے رازوں سے واقف ہونے کے باعث قاصد کو حزن و غم ہوا ۔ حضرت نے فرمایا

قد ارسل هرقل ملك الروم رسولا الی عمر بن خطاب رضی الله عنه یسئله عن خواص سواقط الفاتحة واسرارها فاخبره بها علی رضی الله فحصل الرسول ملك الروم غم وحزن لمعرفة الامام علی اسرار هذه الحروف وقال الکلمة اسم وفعل وحرف وقال سلونی عن

کلمہ، اسم، فعل اور حرف ہوتا ہے۔ فرمایا مجھ سے غیب کی باتوں کے متعلق سوال کرو میں انبیاء اور رسل کے علوم کا وارث ہوں۔

اسرار الغیوب فانی وارث علوم الانبیاء والمرسلین

الدر المعظم مع ینابیع ص۳۴۳ سطر ۲ ۔ ینابیع المودت ص۳۴۳ سطر ۲

حضرت علی نے خود اعلان فرمادیا کہ ان کے پاس غیب کے اسرار ہیں اور جو بھی ان سے دریافت کرے گا وہ انہیں ضرور بتائیں گے۔

قیصر روم نے حضرت علی کو خط لکھا کہ قرآن میں وہ کون سی سورت ہے جس میں دوزخ کے دروازوں کے شمار کے موافق سات آیتیں ہیں اور سات حروف تہجی سے اس میں نہیں ہیں کیونکہ ہم نے انجیل میں پڑھا ہے کہ جو کوئی اس سورت کو پڑھے دوزخ کے ساتوں دروازے اس پر بلند ہو جاتے ہیں۔ امیر المومنینؑ نے انہیں جواب دیا کہ وہ سورت فاتحہ ہے جسے سبع مثانی کہتے ہیں اور وہ سات حرف ثا، جیم، ذا، شین ظا۔ خا اور فا ہیں جو اس میں نہیں ہیں وہ یہ جواب پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ کوکب دری ص۳۱۳ سطر ۷

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال اعلمهم بما انزل اللہ علی بن ابی طالب۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے اسے سب سے زیادہ علیؑ جانتے ہیں۔ مناقب عینی ص۱۶

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضور اکرمؐ کے بعد وحی خدا کو حضرت علیؑ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔

شعبی کا بیان ہے کہ جو کچھ حضور اکرمؐ پر نازل ہوا اور جو کچھ ان دو دفتیوں کے درمیان ہے اسے ساری امت سے زیادہ حضرت علی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

قال الشعبی ما کان احد من هذه الامة اعلم بما بین اللوحین و بما انزل علی محمد من علی۔

نظم درر السمطین ص۱۲۸

امام شعبی کے قول کے مطابق حضرت علیؑ سے زیادہ کوئی قرآن کا عالم نہیں۔

جناب عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضور اکرم نے حضرت علی کے لئے فرمایا تم سب سے زیادہ آیات خدا کو جاننے والے ہو۔

عن عمر بن خطاب قال قال رسول اللہ لعلیؑ انت اعلمهم بآیات اللہ۔

ارجح المطالب ص۱۳۹ سطر ۲۱

حضرت عمر بن خطاب کی روایت سے بھی یہی ثابت ہوا۔ اگر حضرت عمر کے نزدیک کوئی اور

حضرت علی سے بڑھ کر قرآن کا عالم ہوتا تو حضور اکرمؐ کے سامنے اس کا نام پیش فرماتے:

حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ حضرت علیؑ کتاب و سنت کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ لاعلم الناس بھما۔

الامامت والسیاسۃ ص ۱۰۳ جلد ۱۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ نہ صرف قرآن بلکہ سنت رسول کا عالم بھی حضرت علی علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی اور نہیں۔

عن محمد بن حنفیۃ انہ قال ومن عندہ علم الکتاب علی بن ابی طالب

محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ اس آیت ومن عندہ علم الکتاب سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔

مناقب ابن مغازلی ص ۳۱۴ سطر ۵۔ شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۳۰۷۔ ارجح المطالب ص ۱۰۶ سطر ۱۲۔ ینابیع المودت ص ۸۵ سطر ۱۰۔ کوکب دری ص ۱۳۴ سطر ۴۔

قرآن مجید کی آیت اور محمد بن حنفیہ کی روایت کے مطابق قرآن کا سارا علم حضرت علی علیہ السلام کے پاس ہے۔ مزید دیکھئے براھین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب جلد ۲۸

ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی سے سنا کہ قرآن کی کوئی بھی ایسی آیت نہیں جسے میں نہ جانتا ہوں کہ وہ کس معاملے میں نازل ہوئی۔ کہاں نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی کیونکہ خدا نے مجھے دل دانا اور زبان ناطق عطا کی ہے۔

عن ابن سعد سمعت علیا یقول واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیما نزلت این نزلت وعلی من نزلت وان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا ناطقا۔

حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۶۵ سطر ۲۔ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۲۳۸ سطر ۶۔ اسعاف الراغبین ص ۱۲۹ سطر ۱۰۔ صواعق محرقہ ص ۱۲ سطر ۱۔ ارجح المطالب ص ۱۴۲ سطر ۱۷۔ ینابیع المودت ص ۵۷ سطر ۱۲۔ کوکب دری ص ۲۹۷ سطر ۱۷۔ محاضرۃ الاوائل ص ۶۶۔ اخبار الدول ص ۱۰۳ مناقب خوارزمی ص ۵۴۔ مشارق ص ۱۹ فتح العلی ص ۳۸ تاریخ الخلفاء ص ۱۲۰

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اس دعوے میں دو باتوں کا ذکر فرمایا ایک قرآن دانی کا اور دوسری اس کی علت کا۔

حضرت علیؑ نے یہ دعویٰ کئی بار فرمایا لیکن کسی نے بھی یہ نہ کہا کہ اے علی اتنا قرآن تو میں بھی جانتا ہوں اور نہ ہی کسی نے حضرت علیؑ سے کوئی سوال پوچھ کر ان کو لاجواب کیا۔

حضرت علی نے قلباً عقولاً اس لئے فرمایا کیونکہ قرآن نے فہم و ادراک کا مرکز دل ہی کو بنایا ہے۔

اور لساناً ناطقاً اس لئے فرمایا کہ بعض کے پاس معلومات تو خاصی ہوتی ہیں لیکن اس کے اظہار کے لئے ادبی الفاظ نہیں ہوتے۔ یا بعض اوقات معلومات بھی ہوتی ہیں۔ ادبی الفاظ بھی ہوتے ہیں لیکن بیان کے لئے زبان نہیں ہوتی لہٰذا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خدا کے فضل سے میرے پاس سب کچھ ہے۔ مزید دیکھئے براہین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب جلد ۲۸۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ اگر میرے لئے مسند بچھائی جائے اور میں اس پر بیٹھوں تو اہل تورات کے لئے ان کی تورات سے اہل انجیل کے لئے ان کی انجیل سے۔ اہل زبور کے لئے ان کی زبور سے اور اہل قرآن کے لئے ان کے قرآن سے حکم کروں۔	عن علی قال لو ثنیت لی الوسادۃ و جلست علیھا لحکمت بین اھل التوراۃ بتوراتھم وبین اھل الانجیل بانجیلھم وبین اھل الزبور بزبورھم وبین اھل القرآن بقرآنھم

اربعین رازی ص۴۶۷ سطر ۶۔ شرح مقاصد جلد ۲ ص۲۲۔ مطالب السئول ص۸۹ سطر ۱۷۔ تذکرۃ الخواص ص۱۶ سطر ۱۸۔ مقتل حسین خوارزمی ص۴۷ سطر ۱۶۔ حبیب السیر جلد ا ص۹ سطر ۲۲۔ ارجح المطالب ص۱۴۰ سطر آخر۔ ینابیع المودت ص۵۷ سطر آخر۔ الفاضل ص۳

حضرت علی علیہ السلام نے واضح طور پر فرمایا کہ میں ایک ہی وقت میں چاروں نبیوں کا نظام پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن بعض حضرات کو اپنے ہی نبی کا سارا نظام معلوم نہ تھا۔ مزید دیکھئے بندہ کی کتاب براہین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب جلد ۲۸

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرمؐ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے یہاں تک کہ یہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔	عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ یقول علی مع القرآن والقران مع علی حتی یردا علی الحوض۔

مجمع الزوائد ص۱۳۴ جلد ۹ سطر ۲۲۔ المستدرک جلد ۳ ص۱۲۴ سطر ۱۴۔ المعجم الصغیر جلد ا ص۱۴۹ سطر ۸۔ کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۳ ص۲۵۳۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۳۰ سطر ۳۵۔ تلخیص المستدرک جلد ۳ ص۱۲۴ سطر ۷۔ جمع الفوائد جلد ۲ ص۳۲۸ حدیث ۸۰۹/۷۔ صواعق محرقہ ص۱۲۴ سطر ا۔ تاریخ الخلفاء ص۱۲۲ سطر ا۔ منصب امامت ص۸۲ سطر ۶۔ نور الابصار ص۷۳ سطر ۲۴۔ تفریح الاحباب ص۳۵۳ سطر ۴۔ الکواکب الدریہ ص۳۹ جلد ا۔ اسعاف الراغبین ص۱۲۶ سطر ۲۱۔ الجامع الصغیر ص۶۵ جلد ۲ سطر ۱۷۔ ینابیع المودت

ص۲۷ سطر ۱۱۔ ارجح المطالب ص۲۲۷ سطر ۳۔ مناقب خوارزمی ص۷۰۔ کفایۃ الطالب ص۲۵۳۔ الفتح الکبیر جلد ۲ ص۲۴۲

بقایا دیکھئے براھین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب جلد ۱۱۔

اس حدیث کے دو جملے ہیں پہلے جملے میں لفظ قرآن پہلے ہے اور لفظ علی بعد میں اور دوسرے جملے میں لفظ قرآن بعد میں لفظ علی پہلے۔ یعنی حضور اکرمؐ نے لفظ علی کو قرآن کا مرکز بنایا ہے لہٰذا جسے بھی قرآن کی معرفت چاہیئے وہ حضرت علی علیہ السلام کے در پر آئے۔ یہاں پر قرآن کا ظاہر بھی ملے گا اور باطن بھی۔

صفین کی لڑائی کے روز جب شام والوں نے قرآن کو حکم بنانے کا ارادہ کیا تو امام علیؑ نے فرمایا میں خود قرآن ناطق ہوں یعنی بولنے والا قرآن ہوں۔

لما اراد اھل الشام ان یجعلوا القرآن حکما بصفین قال الامام علی رضی اللہ عنہ انا القرآن الناطق

ینابیع المودۃ ص۵۷ سطر ۸۔ اُردو ص۱۱۴ سطر ۲۔ منصب امامت ص۱۲۵ سطر ۱۰

قرآن حکیم قرآن صامت ہے اور حضرت علی قرآن ناطق ہیں قرآن دعویٰ ہے علی دلیل ہے۔ قرآن میراث ہے علی وارث ہے قرآن ملکیت ہے علی مالک ہے قرآن حکم ہے علی تعمیل ہے قرآن لاریب ہے علی بے عیب ہے قرآن تنزیل ہے علی تاویل ہے قرآن محتاج جبریل ہے علی استاد جبریل ہے قرآن میں ایک سو نور ہے علی سراپائے نور ہے۔ قرآن علم ہے علی علیم ہے قرآن فہم ہے علی فہیم ہے۔ قرآن کلام خدا ہے علی لسان خدا ہے قرآن ھدی للمتقین ہے علی امام المتقین ہے۔

روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب آپ سواری کرتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو ختم کلام مجید کر لیتے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ گھوڑے پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے۔

شواھد النبوۃ ص۲۸ سطر ۱۲ کوکب دری ص۳۵۴ سطر ۱۵

انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ حضور اکرم فرماتے تھے کہ یا علی تم میری امت کو میرے بعد بیان کرنے والے ہو جس میں کہ ان کو اختلاف پیش آئے گا۔

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تبین لامتی ما اختلفوا من بعدی

المستدرک جلد ۳ ص۱۲۲ سطر ۱۳۔ تلخیص المستدرک جلد ۳ ص۱۲۲ سطر ۲۵ میزان الاعتدال جلد ۱ ص۴۷۲ سطر ۲۲ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۳۲۔ کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۶ حدیث ۲۶۰۱۔ ارجح المطالب ص۷

سطر آخر۔ مناقب خوارزمی ص۲۳۶ سطر ۱۔ مقتل خوارزمی ص۶۶

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضور اکرم عالم الغیب تھے اور وہ قبل از وقوع اختلافات جانتے تھے کہ ان کے بعد ان کی اُمت اختلافات کا شکار ہو جائے گی اور ان کا حل صرف حضرت علی کے پاس ہوگا۔ اور حضور اکرم نے ان غیبی اختلافات کا علم حضرت علی کے سپرد کر دیا تھا لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوا۔

عن ابی الطفیل قال شهدت علیا یقول سلونی واللہ لا تسئلونی الا اخبرتکم وسلونی عن کتاب اللہ فو اللہ ما من آیة الا وانا اعلم بلیل نزلت بنهار ام فی سهل ام فی جبل۔

ابو الطفیل کہتے ہیں کہ میں جناب علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے پوچھو خدا کی قسم ہے کہ تم مجھ کو کوئی بات نہیں پوچھو گے کہ میں تم کو اس سے خبر نہیں دوں گا۔ مجھ سے کتاب اللہ کی نسبت پوچھو خدا کی قسم ہے کوئی آیت ایسی نہیں کہ میں اس کو جانتا ہوں کہ رات میں نازل ہوئی ہے یا دن میں یا زمین ہموار میں یا پہاڑ پر۔

حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص۶۸ سطر ۲۔ طبقات الکبریٰ ابن سعد جلد ۲ ص۲۳۸ سطر ۶۔ کنز العمال جلد ۶ ص۴۰۵ حدیث ۶۱۳۸۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۴۸ سطر ۱۱۔ الاستیعاب جلد ۲ ص۴۶۳ سطر ۲۔ اصابہ جلد ۴ ص۵۰۳ سطر ۱۔ ذخائر العقبیٰ ص۸۳ سطر ۱۲۔ الریاض النضرہ جلد ۲ ص۱۹۸ سطر ۵۔ مطالب السئول ص۵۳ سطر ۱۴۔ فیض القدیر جلد ۳ ص۴۶ سطر ۲۳۔ تذکرۃ الخواص ص۲۸ سطر ۱۔ مقتل خوارزمی ص۴۴ سطر ۱۱۔ حبیب السیر جلد ۴ ص۹ سطر ۲۰۔ ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص۲۶۸ سطر ۱۲۔ اسعاف الراغبین ص۱۶۰ سطر ۱۴۔ شرح حدیدی جلد ۱ ص۲۰۸ سطر ۱۵۔ مسند دمشق ص۴۳ سطر ۱۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۹ ص۳۰۶۔ الکاف الشاف ص۱۵۹۔ محاضر الاوائل ص۶۶۔ تاریخ الخلفاء ص۱۷۔ صواعق ص۱۲۷ سطر آخر۔ نظم درر السمطین ص۱۲۹ شرح مقاصد جلد ۲ ص۲۲۔ المناقب خوارزمی ص۵۶۔ المستدرک جلد ۲ ص۴۶۶۔ تفریح الاحباب ص۳۵۰ سطر ۲۰۔ اسد الغابہ جلد ۴ ص۲۲ سطر ۲۰۔ ارجح المطالب ص۱۴۳ سطر ۱۱ ینابیع المودۃ ص۵۷ سطر ۱۳۔ مودۃ القربیٰ ص۱۲۰ سطر آخر۔

مزید دیکھئے بندہ کی تحقیقی تالیف مسئلہ تحریف القرآن ص۲۰۸ و ص۵۰

حضرت علی علیہ السلام کے اس دعوے سے واضح ہوا کہ آپ تمام علوم اور تمام اشیاء کی حقیقت و ماہیت کو جانتے تھے کیونکہ سائل کسی بھی شئے کے متعلق پوچھ سکتا ہے اور لوگوں نے اسی لئے نہیں پوچھا کیونکہ انہیں یقین تھا کہ حضرت علی علیہ السلام تمام اشیاء کے متعلق علوم اور آیات قرآن کے متعلق

تمام مفاہیم کو جانتے ہیں۔

سعید بن مسیب کا قول ہے کہ حضور اکرم صلعم کے تمام اصحاب میں حضرت علی کے علاوہ کسی نے بھی سلونی کا دعویٰ نہیں کیا۔

عن سعید بن المسیب قال لم یکن احد من اصحاب رسول اللہ یقول سلونی الا علیاً۔

اسد الغابہ جلد ۴ ص ۲۳ سطر ۲۰۔ استیعاب جلد ۲ ص ۴۷۵ سطر ۲ ذخائر العقبی ص ۸۳ سطر ۸ الریاض جلد ۲ ص ۱۹۸ سطر ۳ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۴۸ سطر ۱۱ تذکرۃ الخواص ص ۲۸ سطر آخر کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۷ حدیث ۶۰۵۲ تفریح الاحباب ص ۳۵۰ سطر ۲۰ صواعق ص ۱۲۷ سطر ۴ فیض القدیر جلد ۴ ص ۳۵۷ سطر ۴ تاریخ الخلفاء ص ۱۲۰ سطر ۱۶۔ ارجح المطالب ص ۱۳۵ سطر ۱ ینابیع المودت ص ۴۱ سطر ۷ کوکب دری ص ۲۹۸ سطر ۱۲۔ کوکب دری ص ۲۶۱ سطر ۴۔ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۳۸ الشذرات الذہبیہ ص ۵۰ جامع بیان العلم ص ۵۸ شرح حدیدی ص ۱۷۵ جلد ۲ نظم درر السمطین ص ۹۶ مناقب خوارزمی ص ۵۴ فتح العلی ص ۴۰

مزید دیکھئے بندہ کی تالیف مسئلہ تحریف القرآن ص ۵۲

حضرت ابن عباس حضور اکرمؐ سے بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں پس تم میں سے جو بھی علم کا ارادہ کرے اسے چاہیئے کہ وہ دروازے کی طرف سے آئے۔

عن ابن عباس، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا مدینۃ العلم وعلی بابہا فمن اراد العلم فلیاتہا من بابہا۔

المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۶ سطر ۱۲ تاریخ بغداد جلد ۲ ص ۳۷۷ جلد ۷ ص ۱۷۲ جلد ۱۱ ص ۴۸ جلد ۴ ص ۳۴۸ جلد ۱۱ ص ۴۹ جلد ۱۱ ص ۵۰ جلد ۱۱ ص ۲۰۴ تاریخ جرجان ص ۲۴ انساب سمعانی ص ۱۱۸۲ مناقب خوارزمی ص ۴۰ اسد الغابہ ص ۲۲ جلد ۴ کفایۃ الطالب ص ۹۹ میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۱۹۳ سطر ۲ جلد ۲ ص ۲۵۰ سطر ۲۳ جلد ۱ ص ۳۸۸ سطر ۲۶ تذکرۃ الحفاظ جلد ۴ ص ۲۸ نظم درر السمطین ص ۱۱۳ البدایہ جلد ۷ ص ۳۵۸ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۴ سطر ۷۔ لسان المیزان جلد ۱ ص ۴۳۲ جلد ۲ ص ۱۲۳ سطر ۲ تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۳۲ سطر ۷ ص ۳۳۷ سطر ۱۶۔ المقاصد الحسنہ ص ۹۷۔ التعقیبات ص ۵ تمیز الطیب ص ۴۱ الفتح الکبیر جلد ۱ ص ۲۷۶ مقتل خوارزمی جلد ۱ ص ۴۳ استیعاب جلد ۲ ص ۴۶۱ الفائق جلد ۱ ص ۲۸ مطالب السئول ص ۲۲ تذکرۃ الحفاظ ص ۲۹ ریاض ص ۱۹۲ ذخائر العقبی ص ۷۷ بہجۃ النفوس جلد ۲ ص ۱۷۵ جلد ۴ ص ۸۰ فیض القدیر جلد ۳ ص ۴۷ اسنی المطالب ص ۱۴ الفصول المہمہ ص ۸۵۵ عمدۃ القاری جلد ۷ ص ۶۳۱

المواهب اللدنیہ جلد ۳ صـ ۱۴۳ نزل الابرار صـ ۲۷ روح المعانی جلد ۲ صـ ۳ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صـ ۲۶۹ روضہ ندیہ صـ ۹۷ تفریح الاحباب صـ ۳۰۸ کنز العمال جلد ۶ صـ ۴۰۱ ۶۱۰۰ جلد ۶ صـ ۱۵۲ ۲۵۰۸ جلد ۶ صـ ۱۵۶ ۵۲۹۷ ینابیع المودۃ صـ ۵۹ سطر ۱۳

روایت حضرت جابر بن عبداللہ انصاری

المستدرک جلد ۳ صـ ۱۲۷ سطر ۱۵ تلخیص المستدرک جلد ۳ صـ ۱۲۷ سطر آخر۔ الصواعق صـ ۱۲۲ سطر ۲۱ التعقیبات صـ ۵۰ اسعاف الراغبین صـ ۱۷۴ میزان الاعتدال جلد ۱ صـ ۵ سطر آخر کفایۃ الطالب صـ ۹۸ کنز العمال جلد ۶ صـ ۱۵۲ ۲۵۰۸ مودۃ القربیٰ صـ ۷ سطر ۷ تاریخ بغداد جلد ۲ صـ ۳۷۷۔ الدرۃ الخریدہ جلد ۱ صـ ۸۸

روایت حضرت علی علیہ السلام

الفاضل صـ ۳ فتح العلی صـ ۷ تاریخ آل محمد صـ ۵۶ صواعق صـ ۱۲۲ سطر ۲۲ تاریخ بغداد صـ ۴۸ جلد ۱۱ تمییز الطیب صـ ۴۱ سعد الشموس والاقمار صـ ۲۱ جامع الاصول صـ ۴۷۳ ۶۴۸۹ کنز العمال جلد ۶ صـ ۱۵۶ ۲۵۹۶ تذکرۃ الخواص صـ ۵۲ منتخب کنز العمال جلد ۵ صـ ۳۰ کفایۃ الطالب صـ ۹۸ البدایہ جلد ۷ صـ ۳۵۸۔ الدور المنتثرہ صـ ۴۲۔ اسعاف الراغبین صـ ۱۷۴ ینابیع المودۃ صـ ۵۹ سطر ۱۶ صـ ۱۷۴ سطر ۱۰ میزان الاعتدال صـ ۲۸۴ جلد ۳ سطر ۶ علم الکتاب صـ ۲۶۶ ذخائر العقبیٰ صـ ۷۷ ریاض صـ ۱۹۳ جلد ۲۔

مختلف صحابیوں سے

استیعاب جلد ۲ صـ ۴۶۱ شرح حدیدی جلد ۲ صـ ۲۳۶ ذخائر العقبیٰ صـ ۷۷۔ صبح الاعشیٰ جلد ۱ صـ ۴۲۵ تہذیب التہذیب صـ ۳۳۷ جلد ۷ سطر ۱۶ شرح فقہ اکبر ہروی صـ ۶۲۔ الکواکب الدریہ صـ ۳۹۔ طبقات مالکیہ جلد ۲ صـ ۱۷ الشرف المؤبد صـ ۱۱۱ مفردات صـ ۶۴ ریاض جلد ۲ صـ ۱۹۳ حیوۃ الحیوان صـ ۵۵، روضات الجنات صـ ۱۵۸۔ اللؤلؤ المرصوع صـ ۲۵ مقاصد الطالب صـ ۱۱۔ صواعق صـ ۱۲۲ سطر ۲۱۔ ینابیع المودۃ صـ ۵۹ سطر ۲۰ صـ ۶۰ سطر ۴

اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضور اکرم علم کا شہر اور حضرت علیؑ اس کا دروازہ ہیں تو اگر حضور

اکرمؐ عالم الغیب ہیں تو حضرت علیؑ بھی یقیناً عالم الغیب ہیں۔

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ بتحقیق قرآن سات حرفوں پہ نازل ہوا ہے کوئی حرف اس کا ایسا نہیں ہے جس کے لئے ظاہر و باطن نہ ہو اور بتحقیق علیؑ کے پاس اس کا ظاہر و باطن ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال ان القران انزل علی سبعة احرف مامنها حرف الا ولہ ظاھر و باطن وان علیا بن ابی طالب عندہ علم الظاھر والباطن

حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۶۵۔ مطالب السئول ص ۲۱۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۲ راموز الاحادیث ص ۳۳ کوکب دری ص ۳۱۳ مفتاح السعادۃ ص ۴۰ جلد ۱ فتح الملک العلی ص ۳۳ کواکب دریہ جلد ۱ ص ۳۹ میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۵۸ سطر ۲۰۔ مناقب خوارزمی ص ۵۸ سطر آخر ینابیع المودت ص ۵۷ سطر ۱۵

قرآن مجید میں علم باطن بھی ہے اور ظاہر بھی اور باطن غائب کو کہتے ہیں لہٰذا باطن کا عالم غیب کا عالم ہے لہٰذا حضرت علی عالم الغیب ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رسول اکرمؐ نے مجھے ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے تھے اور پھر ہر ایک باب سے ہزار ہزار باب اور کھل گیا۔

عن علی رضی اللہ قال: علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الف باب من العلم ففتح من کل باب الف باب۔

نظم درر السمطین ص ۱۱۳ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۴۳ کوکب دری ص ۲۹۷ کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۲ و ۴۰۰ فتح الملک العلی ص ۱۹ شرح مقاصد ص ۲۲ جلد ۲ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۶۷ سطر ۲۲ البدایہ جلد ۷ ص ۳۵۹ سطر ۲ ینابیع المودۃ ص ۶۳ سطر آخر ص ۵۹ سطر ۵ کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۵ ۶۱۳۶

حضور اکرمؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو جو علوم سکھائے تھے وہ دو قسم کے تھے بعض علوم ظاہریہ تھے اور بعض علوم باطنیہ اور زمانے کے لحاظ سے ان میں سے بعض علوم کا تعلق ماضی سے تھا۔ بعض کا تعلق حال سے اور بعض کا تعلق مستقبل سے اور خدا کے فضل سے حضرت علیؑ ماضی کے بھی عالم تھے، حال کے بھی اور مستقبل کے بھی اور مستقبل کا تعلق چونکہ غیب سے ہے لہٰذا اس کا عالم عالم الغیب ہے لہٰذا حضرت علیؑ عالم الغیب ہیں۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ میں علم کی ترازو ہوں۔ اور

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیؑ اس کے دو پلڑے ہیں۔ اور حسنین اس کے ڈورے ہیں اور فاطمہ ترازو کا علاقہ اور میری اُمّت کے آئمہ اس کا ستون ہیں اس ترازو میں ہمارے دوستوں اور دشمنوں کے اعمال تولے جائیں گے۔

انا میزان العلم وعلیّ کفتاه والحسن والحسین خیوطه وفاطمة علاقته والائمة امتی عموده یوزن فیه اعمال المحبین لنا والمبغضین لنا

مقتل خوارزمی ص۱۰۰ نزہۃ المجالس جلد ۲ ص۲۲۸ شرح حدیدی جلد ۲ ص۴۴۸ کوکب دری ص۱۵۸ مصابح الظلام ص۵۶ جلد ۲۔ شرح عزیزی جلد ۲ ص۱۷۳ کشف الخفا جلد ا ص۲۰۴ ینابیع المودۃ ص۱۹۶ سطر ۲ ذیل اللئالی ص۶۰ ارجح المطالب ص۶۰

یہ حدیث حضرت علیؑ بلکہ خمسہ مطہرین کے علم کے متعلق ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ میزان علم کتنی عظمت کی مالک ہے کہ جس میں لوگوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ لوگوں کا علم پانچ حصوں پر منقسم کیا گیا اور چار حصے جناب علی کو دیئے گئے اور تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا اور اس میں بھی جناب علی کو شریک کیا گیا پس وہ ان سے اس حصہ میں بھی زیادہ علم والے تھے۔

عن ابن عباس قسم علم الناس خمسة اجزاء فکان لعلیّ منها اربعة اجزاء و لسائر الناس جزء شارکهم علی فیه فکان اعلمهم به

تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ ص۲۰۲۔ ارجح المطالب ص۱۳۲

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ علم کے دس حصے ہیں جس میں سے ۹ حصے حضرت علی علیہ السلام کے پاس ہیں۔

استیعاب جلد ۲ ص۴۶۲ ریاض جلد ۲ ص۱۹۴ محاضرۃ الاوائل ص۶۲ فتح الملک العلی ص۳۶ مطالب السئول ص۳۰ الشرف المؤبد ص۵۹۔ الشذرات الذہبیہ ص۵ اسد الغابہ ص۲۲ جلد ۴ ذخائر العقبیٰ ص۷۸

ایک اور روایت میں ہے کہ علم کے چھ حصے ہیں جس میں سے پانچ حصے اکیلے حضرت علی کے لئے ہیں اور چھٹا حصہ تمام لوگوں کے لئے حتیٰ کہ حضرت علی اس چھٹے حصے میں بھی ان کے شریک ہیں۔

مناقب خوارزمی ص۴۸ سطر ۱۲۔ مقتل خوارزمی ص۴۴۔ کوکب دری ص۲۹۵ سطر ۵ فرائد السمطین باب ۲۲ نظم درر السمطین ص۱۲۸

مذکورہ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ کا علم ساری مخلوق سے ۹ گنا زیادہ تھا اور دسویں حصے میں بھی حضرت علی لوگوں کے شریک تھے بلکہ اس حصے میں بھی وہ لوگوں سے زیادہ عالم تھے۔

حضرت علی نے کہا پوچھو مجھ سے میرے غیب ہونے سے پہلے اس علم کے متعلق جسے نہ جبرئیل جانتے ہیں اور نہ میکائیل ایک شخص نے کہا اے امیرالمومنین یہ کونسا علم ہے جسے نہ جبرئیل جانتے ہیں اور نہ میکائیل

قال علی: سلونی قبل ان تفقدونی عن علم لا یعرفہ جبریل و میکائیل فقال رجل: یا امیرالمومنین! ماھذا العلم الذی لایعلمہ جبرئیل ولا میکائیل قال: ان اللہ تعالیٰ علّم نبیّہ محمد لیلۃ المعراج علوما شتّی فمنھا علم امر اللہ بکتمانہ وعلم امرہ اللہ بتبلیغہ

آپ نے فرمایا کہ خدا نے حضور اکرم کو شب معراج مختلف علوم کی تعلیم دی ان میں سے بعض کے متعلق چھپانے اور بعض کی تبلیغ کا حکم فرمایا۔

نزھتہ المجالس جلد ۲ صـ ۱۴۴ ، مطالب السئول صـ ۲۶ تاریخ آل محمد صـ ۱۵۰ تلخیص محمد بن یوسف صـ ۱۶

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کے پاس وہ علوم بھی تھے کہ جن سے خدا کے برگزیدہ ملائکہ بھی آگاہ نہیں تھے۔

● قندوزی، شیخ سلیمان ینابیع المودۃ صـ ۵۸ سطر ۱۰ بمبئی۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس جنت کا ایک قالین لائے اور میں اس پر بیٹھ گیا جب میں اپنے رب کے حضور میں حاضر ہوا تو اللہ نے میرے ساتھ بات چیت فرمائی اور راز کی باتوں سے مجھے آگاہ کیا۔ جو چیز میں نے بارگاہ ایزدی سے حاصل کی وہ سب کی سب علی کو تعلیم کردی۔ علی

عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبرئیل بدرنوک من الجنۃ فجلست علیہ فلما صرت بین یدی ربی کلمنی وناجانی فما علمت شیئاً الا علمتہ علیاً فھو باب علمی ثم دعاہ الیہ فقال یا علی سلمک سلمی وحربک حربی وانت العلم فیما بینی وبین اُمّتی

میرے علم کا دروازہ ہیں پھر علی کو اپنی طرف بلایا اور فرمایا اے علی تیری صلح میری صلح ہے۔ تیری جنگ میری جنگ ہے۔ تم میرے اور میری اُمت کے درمیان ایک نشان وعلم ہو۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ یہ مخصوص علوم رسول اکرم نے حضرت علی کے علاوہ کسی اور کو

تعلیم نہیں فرماتے۔

سئل عن علی کرم الله وجهه ان عیسیٰ بن مریم کان یحیي الموتی وسلیمان بن داؤد کان یفهم منطق الطیر هل لکم هذه المنزلة قال ان سلیمان بن داؤد علیهما السلام غضب الهدهد لفقده لانه یعرف الماء ویدل علی الماء ولا یعرف سلیمان الماء تحت الهوی مع ان الریح والنمل والانس والجن والشیاطین والمردة کانوا له طائعین وان الله یقول فی کتابه ولو ان قرآنا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتیٰ ویقول تعالیٰ وما من غائبة فی السماء والارض الا فی کتاب مبین ویقول تعالیٰ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فنحن اورثنا هذا القرآن الذی فیه ما یسیر به الجبال وقطعت به البلدان ویحیي به الموتی ونعرف به الماء واورثنا هذا الکتاب فیه تبیان کل شیٔ۔

حضرت علیؑ سے سوال کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے اور سلیمان بن داؤد پرندوں کی بولی سمجھ لیا کرتے تھے کیا جناب کو بھی یہ رتبہ حاصل ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ سلیمان بن داؤد ہدہد کے غائب ہونے پر ہدہد پہ ناراض ہو گئے تھے کیونکہ ہدہد پانی کو جانتا تھا ہدہد پانی کے لئے رہنمائی کرتا تھا سلیمان کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ پانی ہوا کے نیچے ہے۔ حالانکہ ہوا، چیونٹیاں، انسان جن، شیاطین اور مردود مخلوق آپ کے تابع تھی اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے۔ ولو ان قرآنا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتیٰ۔ اگر اس قرآن کے ذریعہ پہاڑ چلائے جائیں زمین کی مسافت طے ہو جائے مردہ بولنے لگ جائے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وما من غائبة فی السماء و الارض الا فی کتاب مبین۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا ہم اس قرآن کے وارث ہیں جس کے ذریعہ پہاڑ چلنے لگ جاتے ہیں اور شہروں کی مسافت ختم ہو جاتی ہے اور مردہ بولنے لگ جاتے ہیں۔ ہم اس قرآن کے ذریعہ جانتے ہیں کہ پانی کہاں ہے اور ہم اس کتاب کے وارث ہیں جس میں ہر چیز کا کھلا ہوا بیان موجود ہے۔

ینابیع المودت ص۵۸ سطر ۱۲ ص۸۵ سطر ۱ کوکب دری ص۱۸۵ ۳

اس روایت سے واضح ہوا کہ حضرت علی انبیاء کے کمالات کے ان سے زیادہ مالک تھے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ چونکہ قرآن مجید میں غیب کا علم ہے اور علی قرآن کے عالم ہیں لہٰذا علی عالم الغیب ہیں۔

● قندوزی، شیخ سلیمان ینابیع المودۃ ص۲۴ سطر۳ بمبئی۔

عن جعفر الصادق علیہ السلام قال: اوصی موسیٰ الی یوشع بن نون علیہما السلام واوصی یوشع الی ولد ہارون وبشر موسیٰ ویوشع بالمسیح ونبینا فلما بعث اللہ عزوجل المسیح قال: المسیح لامتہ انہ سوف یاتی من بعدی نبی اسمہ احمد من ولد اسماعیل یجیئ بتصدیقی وتصدیقکم وجرت الوصیۃ من ولد ہارون الی المسیح بوسایط ومن بعدہ فی الحواریین وفی المستحفظین وانما سماھم اللہ عزوجل المستحفظین لانہم استحفظوا الاسم الاکبر وھو الکتاب الذی یعلم بہ کل شیئ وھو کان مع الانبیاء والاوصیاء علیہم السلام یقول اللہ عزوجل لقد ارسلنا رسلنا من قبلک وانزلنا معھم الکتاب والمیزان الایۃ الکتاب الاسم الاکبر فیہ کتاب آدم وشیث وادریس ونوح وابراھیم وشعیب وموسیٰ علیہم السلام والمیزان الشرائع والاحکام قال اللہ عزوجل ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ وھما الاسم الاکبر فلم نزل الوصیۃ فی عالم بعد عالم حتیٰ دفعوھا الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وبعد بعثتہ سلم لہ العقب من المستحفظین فلما استکملت ایام نبوتہ امرہ اللہ تبارک وتعالیٰ اجعل الاسم الاکبر ومیراث العلم وآثار علم النبوۃ عند علیؑ فانی لم اترک الارض الا وفیھا عالم تعرف بہ طاعتی وتعرف بہ طاعتی وتعرف بہ ولایتی ویکون حجۃ لمن یولد بین قبض النبی الی خروج النبی الاخر فاوصی الیہ بالف کلمۃ والف باب یفتح کل کلمۃ والف باب

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ نے یوشع بن نون کی وصیت کی اور یوشع نے اپنے بیٹے ہارون کو وصیت کی حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع نے حضرت مسیح اور ہمارے نبی کی بشارت دی۔ جب اللہ تعالیٰ نے مسیح کو مبعوث کیا تو مسیح نے اپنی امت سے کہا کہ عنقریب میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد ہوگا جو اسماعیلؑ کا فرزند ہوگا۔ وہ آ کر میری اور تمہاری تصدیق کرے گا۔ اولاد ہارون سے لے کر حضرت مسیح تک وصیت واسطوں کے ذریعہ جاری رہی۔ مسیح کے بعد وصیت حواریوں میں جاری رہی حواریوں

کے بعد مستحفظین میں وصیت کا سلسلہ جاری جارہا تھا مستحفظین اسم اکبر کی حفاظت کرتے تھے۔ اور اسم اکبر وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ ہر چیز معلوم کی جاسکتی ہے۔ اور یہ کتاب انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام کے پاس رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد ارسلنا من قبلك رسلا وانزلنا معهم الكتاب والميزان۔ یہ کتاب اسم اکبر ہے جس میں کتاب شیث، ادریس، نوح، ابراہیم، شعیب اور موسیٰ علیہم السلام میزان شرائع اور احکام شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان هذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراهيم وموسىٰ صحف ابراہیم اور موسیٰ اسم اکبر تھے۔ یہ وصیت لگاتار ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہوتی رہی حتیٰ کہ یہ وصیت حضرت محمد صلعم کی خدمت میں سپرد کر دی گئی آپ کی بعثت کے بعد ایک عقب نے جو مستحفظین میں سے تھا وصیت کو آپ کے سپرد کیا۔ جب آپ کی نبوت کے دن مکمل ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اسم اکبر، میراث العلم اور آثار علم نبوت علی کے سپرد کر دو (اللہ نے فرمایا) کہ زمین میں ایک ایسا عالم ہمیشہ موجود رہے گا جس کے ذریعہ میری اطاعت اور میری ولایت کا علم ہوتا رہے گا۔ تاکہ وہ عالم رسول اللہ کے انتقال سے لے کر دوسرے نبی کے خروج کے وقت تک لوگوں پر حجت رہے گا۔ ایسے عالم کو رسول اللہ نے ہزار کلمات اور ہزار باب کی وصیت کی۔ ہر کلمہ اور ہر باب سے ہزار کلمہ اور ہزار باب اور کھل گیا ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوا کہ حضرت علیؑ علوم انبیاء کے وارث اور حضور اکرمؐ کے بلافصل جانشین ہیں ورنہ کسی اور کی نشاندہی فرمائی جائے جو حضرت علی سے زیادہ قرآن وعلوم انبیاء کا عالم ہو۔

● در مکنون مع ینابیع المودة ص۱۴۱ سطر ۲۰ طبع اسلامبول

بے شک حضرت علی علیہ السلام اوّلین و آخرین کے علم کے وارث ہوئے۔	قد ورث علی کرم الله وجهه علم الاولین والاخرین

● قندوزی، شیخ سلیمان ینابیع المودة ص۶۳ سطر ۱۷ بمبئی

عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ میں امیر المومنینؑ کے ساتھ جارہا تھا۔ ہم ایک ایسی وادی سے گزرے جو چیونٹیوں سے بھری ہوئی تھی میں نے عرض کیا اے امیر المومنین اللہ کی مخلوق میں آپ ایسے کسی فرد کو جانتے ہیں جو یہ بتا سکے کہ	عن عمار بن یاسر، قال: كنت مع امير المومنين سائر افمررنا بواد مملوة نملاً فقلت يا امير المومنين ترى احدا من خلق الله يعلم عدد هذا النمل قال: نعم يا عمار! انا اعرف رجلا يعلم كم عدده وكم فيه ذكر

یہ چیونٹیاں کتنی مقدار میں ہیں حضرت نے فرمایا ہاں اے عمار میں اس شخص کو جانتا ہوں جو صرف ان کی تعداد ہی کو نہیں بتائے گا بلکہ یہ بھی بتائے گا کہ ان میں نر کتنے ہیں اور مادہ کتنی ہیں۔

وکم فیہ انثی فقلت من ذلک الرجل فقال: یا عمار! ما قرأت فی سورۃ یٰسین وکل شئی احصیناہ فی امام مبین فقلت بلی یا مولای قال: انا ذلک الامام المبین

میں نے عرض کیا وہ شخص کون ہے؟ فرمایا اے عمار تم نے سورۂ یٰسین کو نہیں پڑھا۔ کل شئ احصیناہ فی امام مبین میں نے عرض کیا ہاں پڑھا ہے اے میرے آقا فرمایا وہ امام مبین میں ہوں۔

- حضرت ابوذر غفاری سے بھی ایسی ہی روایت مروی ہے۔ ینابیع المودۃ ص۶۳ سطر ۲۲

اس روایت سے واضح ہوا کہ حضرت علی بشر محض نہیں کیونکہ چیونٹیوں کی تعداد جاننا اور ان میں سے نر و مادہ کی پہچان کرنا بشر محض کے بس کی بات نہیں۔

- امرتسری، عبید اللہ ارجح المطالب ص۴۴۵ سطر ۱۶ رضویہ لاہور

حارث سے روایت ہے کہ میں حضرت علیؑ کے ساتھ صفین میں موجود تھا ناگاہ میں نے شامیوں کا ایک اونٹ دیکھا جو اپنے سوار اور بوجھ کو پھینک کر صفین چیرتا ہوا چلا آیا اور حضرت علیؑ کے پاس آکر ٹھہر گیا اور اپنا منہ جناب حضرت علیؑ کے کندھے پر رکھ کر اپنے ہونٹوں کو ہلانے لگا گویا کہ ان سے کچھ خبر بیان کر رہا تھا جناب امیر نے فرمایا واللہ یہ ایک علامت ہے میرے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

عن الحارث قال: کنت مع علی بصفین فرایت بعیرا من اھل الشام جاء وعلیہ راکبہ وثقلہ فالقی ماعلیہ وجعل یتخلل الصفوف حتی انتھی الی علی فوضع راسہ مابین راس علی و منکبہ وجعل یحرک شفتاہ بطن ان یخبرہ فقال علی انھا لعلامۃ بینی وبین رسول اللہ۔

مذکورہ مفہوم کی عبارت کتاب شیعہ، احتجاج کے ص۱۰۵ پر بھی تحریر ہے۔

اس روایت سے واضح ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام حیوانات کی زبان بھی سمجھتے تھے اور ان کے مشکل کشا بھی تھے۔ اور حیوانات حضرت علی علیہ السلام کو اپنا مشکل کشا تصور کرتے تھے۔

- کشفی، سید محمد صالح کوکب دری ص۱۹۸ سطر ۳ امامیہ کتب خانہ لاہور

میں ہوں وہ شخص جس کے پاس گذشتہ اور آئندہ کے موافق کتاب خدا کا علم ہے۔

قال امام العالمین کرم اللہ وجھہ انا الذی عندی علم الکتاب علی ماکان ومایکون

● کشفی، سید محمد صالح کوکب دری ص۲۹۷ سطر ۲۱

کلام، تفسیر، فقہ، معانی، منطق، نحو صرف وغیرہ تمام علوم ظاہری و باطنی کے عالموں کی سند جناب امیر المومنین سے درست ہوتی ہے اور تمام علوم آپ ہی سے منسوب ہیں۔

● قندوزی، شیخ سلیمان ینابیع المودۃ ص۵۹ سطر ۱ جمیع

عن الاصبغ بن نباتہ کانت امیر المومنین علی علیہ السلام قال: امرنا مولانا بالمسیر معہ الی المدائن من الکوفۃ فسرنا یوم الاحد فتخلف عمرو بن حریث مع سبعۃ نفر فخرجوا یوم الاحد الی مکان بالحیرۃ یسمی الخورنق فقالوا فتنزہ ھنالک ثم نخرج یوم الاربعا فنلحق علیا قبل صلوۃ الجمعۃ فبینا ھم یتغذون اذ خرج علیھم ضب فصادوہ فاخذہ عمرو بن حریث فنصب فی کفہ فقال لھم بایعوا لھذا ھذا امیر المومنین فبایعہ السبعۃ وعمرو ثامنھم وارتحلوا الیلۃ الاربعاء فقدموا المداین یوم الجمعۃ وامیر المومنین علیہ السلام یخطب وھم نزلوا عن المسجد فنظر الیھم فقال ایھا الناس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسر الی الف حدیث فی کل حدیث الف باب وفی کل باب الف مفتاح وانی اعلم بھذا العلم

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ہمیں حضرت علیؑ نے اپنے ساتھ کوفہ سے مدائن چلنے کو فرمایا۔ ہم اتوار کے روز روانہ ہوئے۔ عمر بن حریث سات آدمیوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ یہ لوگ بھی اتوار کو چلے لیکن حیرہ کے ایک مکان میں ٹھہر گئے جس کو خورنق کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم یہاں سیر و تفریح کریں گے۔ یہاں سے بدھ کے روز چل کر جمعہ کی نماز سے پہلے علی سے مل جائیں گے۔ جب یہ لوگ کھانا کھا رہے تو ایک گوہ نکلی جس کو ان لوگوں نے شکار کیا۔ عمر بن حریث نے گوہ کو لے کر اپنی ہتھیلی پر بٹھا دیا اور ان حضرات سے کہا کہ اس کی بیعت کرو۔ یہ امیر المومنین ہیں۔ ساتوں آدمیوں نے گوہ کی بیعت کی اور عمر بیعت کرنے والوں میں آٹھویں آدمی تھے۔ یہ لوگ مسجد میں داخل ہوتے ان کی طرف دیکھ کر امیر المومنین نے فرمایا اے لوگو رسول اللہ نے مجھے ایک ہزار باتیں تعلیم فرمائی تھیں اور ہر بات میں ایک ہزار دروازے تھے اور ہر دروازے کی ایک ہزار کنجیاں تھیں۔ میں اس علم کو جانتا ہوں۔ نیز میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یوم ندعو کل اناس بامامھم۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قیامت کے روز آٹھ آدمی اپنے امام کے ساتھ اٹھائے جائیں گے اور ان کا امام گوہ ہو گی۔

اس روایت سے واضح ہوا کہ حضرت علی عالم الغیب تھے کیونکہ انہوں نے ایسی خفیہ بات بتا دی کہ جس کا علم مذکورہ اشخاص کے علاوہ کسی کو نہ تھا۔

- کوکب دری صفحہ ۱۹۶ سطر ۱۵

قال امیر المومنین کرم اللہ وجہہ انا الذی عندی مفاتیح الغیب لایعلمہا بعد محمد غیری

میں وہ شخص ہوں کہ میرے پاس غیب کی کنجیاں ہیں کہ ان کو محمد مصطفیٰ کے بعد میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

حضرت علی علیہ السلام کے اس دعوے سے ثابت ہوا کہ ان کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اور دوسری ساری مخلوق ان کنجیوں سے محروم ہے لہٰذا حضور اکرم کے بعد ان کے معصومین جانشین عالم الغیب ہیں۔

- شیخ سلیمان ینابیع المودۃ صفحہ ۵۷ سطر ۲ کوکب دری صفحہ ۲۹۴

قال علی سلونی عن اسرار الغیوب فانی وارث علوم الانبیاء والمرسلین

حضرت علی نے فرمایا کہ مجھ سے غیب کے راز مجھ سے پوچھو میں انبیاء اور رسولوں کے علوم کا وارث ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے خود یہ دعویٰ فرما دیا کہ مجھ سے غیب کے متعلق پوچھو۔ اگر کوئی اور عالم الغیب ہوتا تو وہ بھی ایسا دعویٰ کرتا۔

- قندوزی، شیخ سلیمان ینابیع المودۃ صفحہ ۵۳ سطر آخر بمبئی۔

لقد حزت علم الاولین واننی ظنین بعلم الآخرین کتوم

وکاشف اسرار العلوم باسرھا وعندی حدیث حادث وقدیم

وانی لقیوم علی کل قیم محیط بکل العالمین علیم

میں اولین کے علم سے بہرہ یاب ہوں۔ آخرین کے علم کی پوشیدہ رکھنے ہوں میں تمام پوشیدہ بھیدوں کو ظاہر کرنے والا ہوں۔ میرے پاس نئی اور پرانی بات ہے میں ہر تھامنے والے سے زیادہ تھامنے والا ہوں۔ تمام عالمین پر محیط اور علیم ہوں

- مکی، ابن حجر مکی صواعق محرقہ صفحہ ۹۰ مصر

سمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القرآن وعترتہ الثقلین لان الثقل کل نفیس

حضور اکرم نے قرآن وعترت کا نام ثقلین اس لئے رکھا کہ ثقل کہتے ہیں ہر نفیس گراں بہا،

محفوظ چیز کو اور یہ دونوں ایسے ہی ہیں ان میں سے ہر ایک علم لدنی کا معدن ہے اور ہر ایک اسرار و حکم عالیہ کا مخزن ہے۔

خطیر مصیون وھذان کذلك اذ كل منهما معدن للعلوم اللدنية الاسرار والحکم العلیة

• شیخ شہاب الدین احمد الحفظی العجیلی الشافعی اپنی کتاب ذخیرۃ المال میں تحریر کرتے ہیں۔

حضور اکرم کے انتقال کے بعد حضرت علیؑ قطب کی حیثیت رکھتے ہیں جس کے گرد اہل عالم غیب و علوم باطن گردش کرتے ہیں۔

ان القطب الذی یدور علیہ اھل عالم الغیب وعلوم الباطن ھو علی رضی اللہ عنہ بعد وفات المؤتمن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

• ابن خلدون مقدمہ ۳۶۴ مصر

اور کشف و کرامات کا ظہور اہل بیت سے بہت ہوا ہے کیونکہ یہ حضرات درجہ ولایت پر فائز تھے اور جب کہ اس قسم کی چیزیں اور اولیاء کے نسل و اعقاب میں بھی ہیں اور حضرت پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا ہے تم میں سے کچھ لوگ رجال غیب ہیں جو فرشتوں سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس رتبۂ شریفہ و کرامات موہوبہ کے لئے اور لوگوں کے مقابلہ میں یہ زیادہ بہتر اور انسب ہیں۔

ووقع من اھل البیت کثیر الکشف بما کانوا علیہ من الولایۃ واذا کان مثلہ لاینکر من غیرھم من الاولیاء فی ذویھم واعقابھم وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم: ان فیکم محدثین فھم اولی الناس بھذا الرتب الشریفۃ والکرامات المرھوبۃ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرح آپ کے شاگرد حضرت علی علیہ السلام نے بھی غیب کی خبریں دیں۔

• حضرت ابو طفیل سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ کوفے سے بارہ ہزار افراد آئیں گے جب لوگ آئے تو گنتی کرنے پر معلوم ہوا کہ پورے بارہ ہزار افراد تھے نہ کم نہ زیادہ

تاریخ طبری ص۵۱۳ کامل جلد ۳ ص۱۱۸ کوکب دری ص۳۳۸ ص۳۰۳

• نہروانیوں کے دس بچیں گے اور ہمارے دس شہید ہوں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

ینابیع المودۃ ص۵۴ سطر ۶ ارجح المطالب ص۴۴۸ کوکب دری ص۳۰۱ ص۳۱۸

• حضرت علی علیہ السلام نے جنگ نہروان میں فرمایا کہ حق ان کی زبان پر ہے لیکن حلق سے نیچے نہیں اترتا ان میں ایک سیاہ صورت کا آدمی ہے اس کا ایک پستان بکری کے پستان کے مشابہ ہے جب جنگ ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اب اس پستانی کو تلاش کرو لوگ اس کو تلاش کرنے لگے

بعض شخصوں نے آکر عرض کیا وہ تو ان میں نہیں ملتا۔ بلکہ بعض یہ بھی کہنے لگے کہ وہ ان میں نہیں ہے آپ نے فرمایا واللہ وہ انہیں میں ہے۔ قسم ہے خدا کی نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے اتنے میں ایک شخص نے آکر مژدہ سنایا کہ یا امیر المومنین ہم نے اسے ڈھونڈھ نکالا ہے۔ بعض راویان کا یہ بیان ہے کہ قبل اس کے کوئی آکر اس کے دستیاب ہونے کا مژدہ سناتا۔ حضرت خود بدولت اس کی تلاش کو نکلے آپ کے ساتھ سلیم بن تمام حنفی اور ریان بن صبرہ بھی سرگرم تلاش ہوئے ناگہاں نہر کے کنارے ایک گڑھے میں پچاس لاشوں کے نیچے سے برآمد ہوا سب لوگوں نے اس کو دیکھا کہ اس کا ایک ہاتھ مع بازو کے نہیں ہے اور بجائے ہاتھ کے بازو پر عورت کے پستان کی صورت کا ایک لوتھڑا گوشت کا لگا ہوا ہے اور اس پر پستان کا سا سر بھی بنا ہوا ہے اور اس پر کالے کالے بال جمے ہوئے ہیں۔ جب اس کو کھینچا جاتا تھا تو وہ بڑھ کر پورے ہاتھ کے برابر لانبا ہو جاتا تھا اور جب چھوڑ دیا جاتا تو پھر سمٹ کر پستان کی سی شکل بن جاتا تھا جب جناب امیر نے اس کو دیکھا تو تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا واللہ میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا۔

تاریخ بغداد جلد ۱۴ ص ۳۶۴ المحاسن والمساوی ص ۲۸۵ مناقب خوارزمی ص ۱۸۷ کامل ابن اثیر ص ۱۷۴ جلد ۳۔ البداء والتاریخ ص ۲۲۴ جلد ۵ شرح حدیدی جلد ۱ ص ۲۰۳ الفصول المہمہ ص ۹۲ نور الابصار ص ۹۴ رغبۃ الآمل جلد ۷ ص ۱۰۸ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۴۳۰ تاریخ فخری ص ۷۹ مروج الذہب جلد ۲ ص ۲۷ سنن بیہقی جلد ۸ ص ۱۷۱ البدایہ جلد ۷ ص ۲۹۱ مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۲۳۶ سطر ۱ جامع الاصول جلد ۱۰ ص ۴۳۴ حدیث ۷۵۲۸ منتخب الصحیحین ص ۲۹۰ نظم درر السمطین ص ۱۱۵ کنز العمال جلد ۱ ص ۲۸۷ مسند حنبل جلد ۱ ص ۸۸ البریقۃ المحمودیۃ ص ۲۱۱ جلد ۱۔ الموافق جلد ۱ ص ۲۱۵ رسم المصحف ص ۲۶ السیر الکبیر ص ۱۴۹ جلد ۱ المخصص ص ۱۳ جلد ۲ شرح حدیدی جلد ۱ ص ۲۰۵ المغنی جلد ۱۲ ص ۲۲۴ لسان العرب جلد ۱۳ ص ۸۷ کالم ۱ سطر ۹ الفرق المفترقہ ص ۱۱ ارجح المطالب ص ۸۷ کوکب ۴۹۱

- ایک عورت نے بدتمیزی کی تو آپ نے فرمایا یہ دیکھنے کو تو عورت ہے لیکن اسے حیض وغیرہ نہیں آتا جب لوگوں نے اس عورت سے پوچھا تو اس نے کہا کہ صحیح کہتے ہیں۔ شرح حدیدی جلد ۱ ص ۲۰۸
- کوکب دری ص ۳۰۷ سطر ۵

حضور اکرمؐ کی وفات کے بعد ایک شخص نے آکر حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ تمہارے رسولؐ کا وصی کون ہے تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا تو حضرت علیؑ نے سلام کا جواب کہتے ہوئے فرمایا علیک السلام یا مفرو صاحب البشیر وہ حیران رہ گیا کہ میرا نام انہیں کس نے بتا دیا حضرت علیؑ

نے فرمایا حیران نہ ہو میں وہ بھی مطلب کچھ جانتا ہوں جو تو نے اب تک کیا ہے۔

- کوکب دری ص۳۵۳ سطر ا

طلحہ اور زبیر کے مظالم کے بعد حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا ہے جو اس مصحف کو اس باغی گروہ کے پاس لے جائے اور ان کو دعوت قرآن دے سلم نامی شخص نے حامی بھری تو آپ نے فرمایا۔ اے سلم یہ تجھ کو قتل کر دیں گے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس سے بھی ہمارا مطلب واضح ہے کہ حضرت علی عالم الغیب ہیں۔

- ابن ملجم کو دیکھ کر یہ فرمایا۔

ارید حیاته ویرید قتلی عذیرك من خلیلك من مراد

مناقب خوارزمی ص۲۸۲ سطر کواکب دریہ ص۱۴۴ جلد ۱ لسان العرب جلد ۴ ص۵۴۸ کالم ۱ سطر ۲۔ صواعق ص۱۳۵ سطر ۷ نور الابصار ص۹۹ الفصول المہمہ ص۱۲۰۔ اغانی ص۲۹ جلد ۱۴ مقاتل الطالبین ص۲۱ البدء والتاریخ جلد ۵ ص۲۳۲ طبقات ابن سعد جلد ۳ ص۳۴ کنز العمال جلد ۶ ص۴۱۲ ص۴۰۵ عمدہ ابو الحسن جلد ۱ ص۸۳ تاریخ فخری ص۷۳ تاج العروس ص۳۸۶

- آپ نے فرمایا کہ زبیر میرا قاتل نہیں شرح حدیدی جلد ۱ ص۷۸
- میں ایک دو رات میں شہید ہو جاؤں گا

اسد الغابہ جلد ۴ ص۳۵ کامل جلد ۳ ص۱۹۵ نظم درر السمطین ص۱۳۶ الفصول المہمہ ص۱۲۱ مناقب خوارزمی ص۲۷۲ کنز العمال منتخب جلد ۵ ص۶۱ نہایۃ الارب جلد ۳ ص۲۸۶ فخری ص۸۲ مطالب السئول ص۶۷ ارجح المطالب ص۸۰۲ سطر ۴

- بطخوں کو چھوڑ دو یہ نوحہ کر رہی ہیں۔

اسد الغابہ جلد ۴ ص۳۶، الفصول المہمہ ص۱۲۱ منتخب کنز العمال ص۶۲ جلد ۵ ذخائر العقبیٰ ص۱۱۲ البدایہ جلد ۸ ص۱۳ ارجح المطالب ص۸۰۲

- آپ جنگ صفین کی طرف جاتے ہوئے میدان کربلا سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ میرا بیٹا حسین یہاں شہید ہوگا۔

کتاب الصفین ابن مزاحم ص۱۵۸ شرح حدیدی ص۵۰۸ جلد ۲ کوکب دری ص۳۰۲ دلائل النبوۃ ص۵۸۰ الفصول المہمہ ص۱۵۴ ریاض ص۲۹۵ جلد ۲ نور الابصار ص۱۱۷ ینابیع المودۃ ص۱۷۸ سطر آخر۔ اسد الغابہ ص۱۶۹ جلد ۱ اخبار الطوال ص۲۰۱ کفایۃ الطالب ص۲۸۰ مجمع الزوائد جلد ۹ ص۱۹۱ سطر ۶ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۱۱۲۔ البدایہ

جلد ۸ ص ۱۶۹ تاریخ اسلام ذہبی جلد ۳ ص ۱ تاریخ آل محمد ص ۱۷۱

- اے کوفیو! یہاں رسول کے اہل بیت نازل ہوں گے اور وہ تم سے نصرت طلب کریں گے لیکن تم نہیں کرو گے۔ فیض القدیر جلد ۱ ص ۱۷۱
- اے کوفے والو! عنقریب تم میں سے سات آدمی جو کہ نہایت برگزیدہ ہیں قتل کئے جائیں گے۔ ان کی مثل لعینیہ گڑھے کے شہیدوں کی سی ہے۔ ان میں سے حجر بن عدی بھی ہیں۔ پس امیر معاویہ نے ان کو دمشق میں شہید کیا وہ سب کوفے میں سے تھے۔

البدایہ جلد ۶ ص ۲۲۵ خصائص کبریٰ ص ۱۴۱ جلد ۲ تاریخ دمشق جلد ۴ ص ۸۶ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۵۵ کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۸ ۶۱۶۵

- کمیل بن زیاد کو حجاج شہید کروائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اصابہ ص ۳۰ جلد ۳ کوکب دری ص ۳۰۲ ارجح المطالب ص ۸۴۳

- مزرع کو شرافتین کے درمیان سولی چڑھائی جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

شرح حدیدی جلد ۱ ص ۲۱۱

- رشید ہجری کو شہید کر دیا جائے گا۔

شرح حدیدی جلد ۱ ص ۲۱۱ میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۳۲۹ سطر آخر کوکب دری ص ۳۷۱

- جوہریہ کو شہید کر دیا جائے گا۔ شرح حدیدی ص ۲۰۹ جلد ۱
- حجاج نے قنبر سے پوچھا کہ تمہیں کس طرح قتل کیا جائے تو قنبر نے کہا کہ مجھے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تیری موت نہیں ہوگی مگر بلاوجہ از روی ظلم ذبح کئے جانے سے۔ حجاج نے ان کو ذبح کر ڈالا۔

ارجح المطالب ص ۸۴۳ سطر ۱ کوکب دری ص ۳۰۲

- عمرو بن حمق کو شہید کیا جائے گا۔ شرح حدیدی جلد ۱ ص ۲۰۹
- نبید کو شہید کیا جائے گا۔ شرح حدیدی جلد ۲ ص ۱۷۵

لسان العرب جلد ۸ ص ۲۰۷ کالم ۱ سطر ۳ تاج العروس جلد ۵ ص ۴۱۸ تلخیص المستدرک جلد ۱ ص ۴۴۸ الفائق جلد ۲ ص ۲۴ البدء والتاریخ جلد ۲ ص ۲۱۱

- حجاج نے کہا میرا آج کسی محب علی کو قتل کرنے کا دل چاہتا ہے لوگوں نے قنبر کو حاضر کیا۔ حجاج نے کہا کہ تو علی کے دین اور مذہب سے بیزاری ظاہر کر ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ قنبر نے کہا تجھے اختیار ہے جس طرح تو آج مجھے قتل کرے گا اسی طرح میں بروز قیامت تجھے قتل کروں گا کیونکہ مخبر صادق (علیؑ) نے مجھے خبر

دی تھی کہ حجاج تجھے ظلم سے قتل کرے گا۔

تاریخ اسلام ذہبی جلد ۳ ص ۳۵۲ تاریخ دمشق جلد ۴ ص ۳۷ الفائق جلد ۲ ص ۲۷ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۴۵۴ لسان المیزان جلد ۱ ص ۴۸۵ سطر ۱۰ لسان العرب جلد ۶ ص ۲۴۴ جلد ۲ ص ۶۳۲ کالم ۲ سطر ۲۔ البدایہ جلد ۶ ص ۲۳۷ کوکب دری ص ۳۰۲ سطر ۱۴

● حجر بن عدی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے حجر اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم کو حکم دیا جائے گا کہ مجھ پر لعنت کرو میں نے عرض کیا امیر المومنین کیا ایسا بھی ہوگا فرمایا ضرور۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا پھر اس وقت مجھے کیا کرنا چاہیئے فرمایا زبان سے تو لعنت کر دینا لیکن مجھ سے بیزاری نہ اختیار کرنا۔ حجر کہتے ہیں کہ مدت ہائے دراز کے بعد ایسا ہی ہوا کہ حجاج کا بھائی محمد بن یوسف جو عبد الملک بن مروان کی طرف سے یمن کا گورنر تھا۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کروں، میں نے تعمیل حکم میں یوں کہا کہ امیر نے مجھ کو علی پر لعنت کرنے کا حکم دیا ہے پس اس پر لعنت ہو۔ خدا اس پر لعنت کرے۔ میرے انداز کلام سے کوئی نہ سمجھ سکا سوائے ایک شخص کے جو یہ سمجھ گیا کہ دراصل میں نے امیر پر لعنت کی ہے۔

صواعق ص ۱۲۸ سطر ۲۰۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۸ نمبر ۶۱۶۵۔ لسان المیزان جلد ۴ ص ۱۲۲ سطر ۷

ابن حجر مکی صواعق محرقہ کے ص ۱۲۸ کی سطر آخر پر تحریر فرماتے ہیں کہ فهذہ من کرامات علی واخبارہ بالغیب کہ یہ واقعہ حضرت علیؑ کی کرامات میں سے ہے اور ان خبروں میں سے ہے جن میں حضرت علی علیہ السلام نے غیب کی خبر دی۔

● کشفی، سید محمد صالح کوکب دری ص ۳۵۱ سطر ۶ امامیہ کتبخانہ، لاہور

حضرت علی نے فرمایا کہ شہر بلخ ایک دفعہ تباہ ہو چکا ہے اور دوسری دفعہ ایسا ویران ہوگا کہ پھر آباد نہ ہوگا۔ بخارا میں کچھ مرد ہوں گے جو کثرت ریاضت سے اپنے قالب عنصری کو چمڑے کی طرح ملیں گے اہل سمرقند آخری زمانہ میں ترکوں کے ہاتھوں ہلاک ہوں گے۔ جب میرا فرزند ظاہر ہوگا تو اہل طالقان ان کے ساتھی ہوں گے۔ اہل ترمذ کی ہلاکت طاعون سے ہوگی۔ اہل سختان سے خارجی ہوں گے۔

● کشفی کوکب دری ص ۲۹۷ سطر ۷ امامیہ لاہور

نصیر جب دریائے فرات کے پاس آیا تو دل میں خیال کیا کہ اب اسے کیسے عبور کروں حضرت علیؑ نے اس کے دل کی بات بوجھ لی اور فرمایا کہ جا اور جمجمہ ابن کرہ بن مرہ سے راہ پوچھ جب نصیر نے پکارا تو اس نے جواب دیا کہ جو میرے باپ دادا کو جانتا ہے کیا وہ دریا کا راستہ نہیں جانتا؟ جاؤ امی علیؑ سے پوچھو الخ

● کشفی	کوکب دری ص۳۰۶ سطر ۲	امامیہ لاہور
امیر المومنینؑ نے جنگ صفین کے روز بلند آواز سے پکارا۔ یا ابا مسلمہ! یعنی ابن مسلم کہاں ہے محمد حنفیہ نے عرض کی کہ وہ تو آخری صف میں ہے۔ فرمایا اے فرزند میری غرض ابو مسلم خولانی سے نہیں۔ بلکہ ابو مسلم صاحب جیش میرا مطلوب و مقصود ہے جو مشرق کی طرف سے سیاہ علموں کے ساتھ ظاہر ہوگا اور اس قدر جنگ کریگا کہ حق تعالیٰ اس کے سبب سے حق کو اپنے مرکز پر قائم کرے گا۔

● کشفی	کوکب دری ص۳۰۷ سطر ۲۰
حضرت علی نے براء بن عاذب صحابی رسول سے فرمایا تھا۔ کہ جب میرے نور دیدہ حسین کو مخالفان دین شہید کریں گے تو تو اس کی مدد نہیں کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ واقعہ کربلا کے وقت زندہ تھا اور اس نے امام حسینؑ کی مدد نہ کی۔

● کوکب دری ص۳۴ سطر ۱۳
حضرت علیؑ نے یوم جمل فرمایا کہ کل اس راستے سے ہمارے لشکر کے تین جتھے نمودار ہوں گے ہر جتھے میں پانچ ہزار چھ سو پینسٹھ سپاہی ہوں گے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہم نے دوسرے دن دیکھا کہ تینوں جتھے آئے اور ان کی تعداد میں ایک نفر کی بھی کمی و زیادتی نہیں تھی۔

● کوکب دری ص۳۴۱ ص ۱۴
ایک دشمن حضرت علیؑ طلحہ و زبیر کا خط لے کر حضرت علیؑ کے پاس حاضر ہوا۔ حضرت علیؑ نے خط کو کھولنے سے پہلے خط کی عبارت اور جو لسے زبانی کہا گیا تھا۔ سب کچھ بتا دیا وہ دشمن علیؑ محب علیؑ بن گیا

● کشفی، سید محمد صالح	کوکب دری ص۳۴۷ سطر ۶
جیش بن جنادہ سے منقول ہے کہ جب لوگ حضرت ابوبکر کی بیعت کر رہے تھے تو میں اس وقت امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا اے جیش! تجھے معلوم ہے کہ یہ مرد جس کی لوگ آج بیعت کر رہے ہیں۔ کتنی مدت دنیا میں رہے گا۔ اس کے بعد آپ نے اصحاب ثلاثہ کی اموات اور ان کی مدت اقتدار کا ذکر فرمایا۔

● کوکب دری ص۳۴۷ سطر آخر۔
ابراہیم بن محمد اشعری سے منقول ہے کہ امیر المومنین کچھ مال بصرے میں بھیجنا چاہتے تھے۔ ایک شخص نے آکر عرض کی اے وصی سید المرسلین جو مال آپ بصرے میں بھیجنا چاہتے ہیں میرے حوالے کیجئے۔ حضرت علی اس کے دل کی بات سمجھ گئے اور فرمانے لگے۔ ہاں میں مال تجھے دے دوں تاکہ تو یہ مال اپنے گھر ہی لے

جائے وہ خاصہ شرمندہ ہوا۔

کوکب دری ص۳۶۱ سطر آخر

امیر المومنین نے فرمایا کہ اس شخص کے سر اور دماغ سے دھواں نکلے گا اور مر جائے گا۔ پانچ روز کے بعد ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد حضرت علی نے اسے دوبارہ زندہ کیا اور اس نے گواہی دی کہ جس نے حضرت علیؑ کے حکم کو رد کیا اس نے خدا کے حکم کو رد کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس شخص کو آج آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں جو کعبے کو گرا دے گا۔

لسان العرب جلد ۸ ص۲۰۷ کالم ۱ سطر ۳۔ الفائق ص۲۴ جلد ۲۔ تاج العروس جلد ۵ ص۴۱۸۔ البدایہ و التاریخ جلد ۲ ص۲۱۔ تلخیص المستدرک جلد ۱ ص۴۴۸

— حضرت علیؑ نے فرمایا کہ طبرستان سے ناصر و داعی جیسے بادشاہ ہوں گے۔ شرح حدیدی جلد ۲ ص۱۶۵

— حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ سنان بن انس میرے بیٹے حسینؑ کو قتل کرے گا۔ شرح حدیدی جلد ۱ ص۲۰۸

— حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے۔ شرح حدیدی جلد ۲ ص۱۷۵

— حضرت علی علیہ السلام نے ایک دن مملکت بنو اُمیہ کی بڑھتی ہوئی حدود اور ان کو آنے والی مصیبتوں کا ذکر فرمایا۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۴۵۴۔ لسان العرب جلد ۱۰ ص۲۸۶ کالم ۲ سطر آخر۔ تاج العروس ص۲۷۵ جلد ۷ شرح حدیدی جلد ۲ ص۱۷۸۔ نہایت اللغۃ جلد ۴ ص۱۴۲۔ الفائق ص۵۷۶ جلد ۱۔

ایک دن امیر معاویہ نے خیال کیا کہ علیؑ سے پوچھا جائے کہ پہلے وہ مریں گے یا میں چنانچہ اس نے تین افراد کو حضرت علی کے پاس بھیجا اور انہوں نے یکے بعد دیگرے بتایا کہ معاویہ مر گیا ان تینوں کے بیانات میں کسی چیز کا بھی فرق نہ تھا تو حضرت علی نے فرمایا کہ اے لوگو تم معاویہ کے مکر و فریب اور اس کی چالوں سے غافل اور بے خبر ہو خدا کی قسم وہ نہ مرے گا جب تک کہ علی کی داڑھی خون سے رنگین نہ ہو اور ہندہ جگر خوار کا بیٹا اس پہ ہنسی مذاق نہ کرے۔ کوکب دری ص۳۰۴ سطر ۱۸۔ ارجح المطالب ص۸۳۹ سطر ۱ مفتاح الفلاح ص۲۱ جلد ۱

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: عنقریب میرے بعد تم پر ایسا شخص مسلط ہو جائے گا۔ جو بہت کھانے والا پیٹو ہوگا۔ جو کچھ پائے گا اس کو کھا جائے گا جو نہ پائے گا اس کو تلاش کرے گا۔ تم اس کو قتل کر دینا۔ لیکن تم اس کو ہرگز قتل نہ کر سکو گے۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ وہ تمہیں مجھ سے سب کرنے اور بیزاری ظاہر کرنے کا حکم دے گا۔ جب مجھ پر سب کرنے کو کہے تو مجھ پر سب کرنا (بامر مجبوری) کیونکہ اس میں میری زکوٰۃ ہے اور تمہارے لئے نجات کا باعث ہے۔ جب مجھ سے برأت کا حکم دے تو مجھ سے برأت نہ کرنا۔

النہایہ جلد ۲ صفحہ ۱۵ ۔ شرح حدیدی جلد ۱ صفحہ ۳۵۶ تاج العروس صفحہ ۲۰۶ جلد ۸ ینابیع المودت صفحہ ۵۴ سطر ۳

حضرت علی علیہ السلام کا عمرو بن حمق کی شہادت سے خبر دینا۔ شرح حدیدی جلد ۱ صفحہ ۲۰۹

حضرت علیؑ نے ایک دن میثم تمار سے کہا کہ ایک دن معاویہ تمہیں بلا کر مجھ سے تبرّا کرنے کو کہے گا بتا تو اس وقت کیا کرے گا۔ جواب دیا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ وہ تمہیں قتل کرنے اور سولی چڑھانے کا حکم دے گا۔ میثم نے کہا میں قبول کر لوں گا۔

شرح حدیدی صفحہ ۲۱۰ جلد ۱ ۔ کوکب دری صفحہ ۲۲۸ سطر ۱۰

- امرائے بنو امیہ کی طرف سے ہونے والے مظالم کو یاد کر کے اظہار افسوس کرنا۔

منتخب کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۴۵۴ ۔ شرح حدیدی صفحہ ۱۷۸ جلد ۲ ۔ تاج العروس صفحہ ۳۵ جلد ۷ ۔ الفائق صفحہ ۵۷۶ جلد ۱ ۔ نہایۃ اللغۃ صفحہ ۱۴۲ جلد ۴ لسان العرب جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۶ کالم ۲ سطر آخر

حضرت علیؑ نے ایک خطبہ میں بغداد کے قتل عام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ بنی عباس میں سے ایک شخص کو شتر قربانی کی طرح کر رہے ہیں۔ وائے ہو اس پر وہ اپنی قوم میں کس قدر ذلیل و خوار ہوا ہے۔ حضرت علیؑ نے مستقبل کے واقعے کو ماضی کی طرح بیان فرمایا۔

کامل جلد ۱ صفحہ ۳۶۷ منتخب کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۴۲۵ ۔ البدء والتاریخ جلد ۶ صفحہ ۵۶ کوکب دری صفحہ ۳۰۵ سطر ۲۱

- سوید بن علقمہ نے امیر المومنین کے پاس آ کر کہا کہ میرا گذر وادی قریٰ سے ہوا میں نے دیکھا کہ خالد بن عرفطہ نے وفات پائی۔ آپ اس کے لئے استغفار فرمائیں۔ فرمایا وہ نہ مرے گا۔ جب تک کہ لشکر ضلالت اثر کا ہراول نہ بنے اور حبیب بن حماد اس کا علم دار نہ ہو۔ حبیب اس وقت وہاں موجود تھا کھڑے ہو کر عرض کی۔ یا امیر المومنین میں تو آپ کا شیعہ ہوں۔ میں ہرگز ہرگز مخالفوں کا علمدار نہ بنوں گا۔ فرمایا آج تو ایسا کہہ رہا ہے لیکن تو ضرور ان کا علم اٹھائے گا۔

- اے بصریو! اہل شام تمہارے بصرے کو تباہ کر دیں گے۔

الکنیٰ والاسماء جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ ۔ لسان العرب جلد ۱ صفحہ ۴۲ کالم ۱ سطر ۱۴ معجم ما استعجم جلد ۲ صفحہ ۶۹۹ معجم البلدان جلد ۱ صفحہ ۴۳۶ شرح حدیدی جلد ۲ صفحہ ۱۰۴

روایات کتب خاصہ

مذکورہ صفحات میں آپ نے اہل سنت والجماعت کی کتب کی ایسی عبارات ملاحظہ فرمائیں جو کہ حضور اکرم اور حضرت علی علیہ السلام کے عالم الغیب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اب ذیل میں کتب خاصہ سے چند عبارات سپرد قلم کی جاتی ہیں۔ تفصیل تو انشاء اللہ جلد ۲۸ میں آئے گی۔

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ (یٰسین ۱۲ پ ۲۲)

اس کی تفسیر میں علماء خاصہ نے کافی روایات تحریر فرمائی ہیں کہ اس آیت میں امام مبین سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

سید نعمت اللہ جزائری اپنی معرفت بھری کتاب انوار نعمانیہ کے ص۱۴۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اہلسنت والجماعت اور اہل تشیع کی احادیث سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ مذکورہ آیہ مجیدہ میں لفظ امام مبین سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

جناب محمد باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ھ نے بحار الانوار کی جلد ۹ کے ص۸۲ پر حضرت علی علیہ السلام کے امام مبین ہونے پر ایک مستقل باب تحریر فرمایا ہے اور اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ احادیث معصومین علیہم السلام سے واضح ہوتا ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ نیز علامہ مجلسی نے حیاۃ القلوب کی جلد ۳ کے ص۱۹۹ اور بحار الانوار کی جلد ۴ کے ص۸۸ پر بھی ایسی ہی عبارات تحریر فرمائی ہیں۔

علی بن ابراہیم قمی تفسیر قمی کے ص۵۴۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی قسم امام مبین میں علی ہوں۔

ابن شہر آشوب نے مناقب کی جلد ۳ کے ص۱۳۲۔ شیخ صدوق معانی الاخبار کے ص۳۳ بحرانی البرہان کے ص۸۸۶ اور غایۃ المرام کے ص۵۱۶ پر تحریر فرمایا ہے کہ امام مبین سے حضرت علی علیہ السلام مراد ہیں۔

بحرانی مدینۃ المعاجز کے ص۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام ہی وہ امام ہیں جن میں خدائے ذوالجلال نے ہر شے کے علم کو جمع کر دیا ہے۔

شیخ طوسی متوفی ۴۶۰ھ مصباح الانوار میں رقمطراز ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عمار بن یاسر سے فرمایا: اے عمار! کیا تو نے سورۂ یٰسین میں یہ آیت نہیں پڑھی؟ حضرت عمارؓ نے جواب دیا کہ جی پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا جس کو امام مبین اس آیت میں کہا گیا ہے وہ میں ہوں (غایۃ المرام ص۵۱۶)

حافظ رجب بن علی البرسی متوفی ۸۰۰ھ مشارق الانوار میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت نقل

فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص میں اللہ نے ہر چیز کے علم کو جمع کر دیا ہے وہ میں ہوں۔ (البرھان ص۸۸)

علم بن سیف نجفی متوفی ۹۳۷ھ کنز الفوائد میں صالح بن سہل کی روایت تحریر کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے (بحار الانوار جلد ۷، ص۱۲۳)

علامہ طبرسی احتجاج کے ص۳۷ پر تحریر فرمایا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے لوگو! خدا نے ہر علم کو میرے اندر رکھ دیا ہے اور میں نے تمام علم کو امام المتقین میں جمع کر دیا ہے اور اپنا تمام علم اپنے بھائی علی کو دے دیا ہے۔ اور وہی امام مبین ہیں طبرسی کے علاوہ یہ جملہ بحرانی نے البرھان کے ص۲۶۸ اور کاشانی نے تفسیر صافی کے ص۴۲۱ پر تحریر فرمایا ہے۔

علامہ سید محمد مہدی تنکابنی نے طوالع الانوار کے ص۷ پر متعدد روایات تحریر فرمائی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

علامہ ابوالقاسم واعظ اصفہانی نفائس الاخبار کے ص۴۲ جلد ۱، شاذان قمی کتاب الروضہ کے ص۲ پر، مرزا ابوالحسن الشریف مراۃ الانوار کے ص۵۷۔ محدث حلّی المختصر کے ص۱۱۴ پر، علامہ علی اکبر نہاوندی، انوار المواہب کی جلد ۱ کے ص۸۴ پر سید اسماعیل نوری کفایۃ الموحدین کی جلد ۲ کے ص۵۲۱ پر متعدد روایات تحریر فرمائی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ امام مبین ہیں۔

علامہ نوری کفایۃ الموحدین کی جلد ۲ کے ص۵۲۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام اور آئمہ معصومین علیہم السلام کا علم بشری طاقت سے بہت بلند ہے۔ بلکہ انبیاء ماسلف کے علم سے بھی مافوق ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیت کل شئ احصیناہ فی امام مبین سے ثابت ہے چونکہ آیۂ مذکورہ آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

علماء خاصہ نے یہ روایت بھی تحریر فرمائی ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول کیا امام مبین سے مراد تورات ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ کیا قرآن ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اتنے میں حضرت علی علیہ السلام تشریف لے آئے تو آپ نے فرمایا۔ دیکھو وہ امام یہ ہیں جس میں خدا نے تمام اشیاء کا علم بند کر دیا ہے۔

تفسیر صافی ص۳۸۲ تفسیر برھان جلد ۴ ص۶ معانی الاخبار ص۳۲

تفسیر برھان کی جلد ۴ کے ص۷ پر حضرت عمار بن یاسر کی روایت تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے وادی النمل سے گذرتے ہوئے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ کتنی چیونٹیاں ہیں اور ان میں نر کتنے ہیں اور

مادہ کہتے ہیں پھر آپ نے حضرت عمار سے فرمایا کہ کیا تو نے کل شئی احصیناہ فی امام مبین کی آیت نہیں پڑھی اس آیت میں امام مبین سے مراد میں علی ہوں۔
تفسیر برھان کی جلد ۴ کے ص۷ پر مذکورہ متن کی روایت حضرت ابوذر غفاری سے بھی مروی ہے۔
ابن شہر آشوب مناقب کی جلد ۵ کے ص۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سدیر صیرفی بیان فرماتے ہیں کہ میرے پاس کچھ مال جمع ہو گیا تھا۔ میں نے خواہش کی کہ اسے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پیش کروں۔ میں نے جان بوجھ کر ان میں سے ایک درہم اپنے پاس رکھ لیا۔ تاکہ حضرت صادق آل محمدؐ کے علم کے بارے میں جو لوگ باتیں کرتے ہیں اس کی حقیقت کو پالوں چنانچہ وہ مال لا کر میں نے حضرت صادق آل محمد علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے سدیر! تم نے ہمارے مال میں خیانت کیوں کی؟ اور میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ آپ نے ایک درہم کیوں رکھا۔ اسی لئے کہ تاکہ آپ ہمارے علم کے بارے میں لوگوں کے اقوال کی حقیقت جان سکیں۔ میں نے عرض کی حضور آپ صحیح فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے سدیر صیرفی ہم ہر چیز کا علم رکھتے ہیں۔ کیا تو نے قرآن مجید کی یہ آیت کل شئی احصیناہ فی امام مبین نہیں پڑھی اس آیت میں امام مبین سے مراد ہم آئمہ ہیں۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ میں اللہ کے رسولؐ کا فرزند ہوں اور کتاب الٰہی کا عالم ہوں۔ اور خدا کی اس کتاب میں مخلوق کی ابتداء سے قیامت تک کے ہونے والے سب حالات موجود ہیں۔ کتاب الٰہی میں آسمان کی خبریں بھی ہیں اور زمین کی بھی۔ جنت کی بھی خبریں ہیں اور جہنم کی بھی۔ اور جو کچھ گزر چکا ہے اس کا بھی ذکر ہے اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے اس کا بھی بیان ہے۔ میں ان سب چیزوں کو ایسے جانتا ہوں جیسے میں اپنی ہتھیلی کو دیکھوں۔ اصول کافی جلد ا ص۳۵
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ ارض و سماء میں اور جنت و جہنم میں ہے۔ اور جو کچھ ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے میں سب کو جانتا ہوں۔
اصول کافی ص۲۶۱ جلد ا بصائر الدرجات ص۲۳ و ص۱۲۸

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کسبی نہ تھا۔ پارہ عنکبوت کی آیت ۴۸ وما کنت تتلوا من قبلہ من کتب ولا تخطہ بیمینک اذاً لارتاب المبطلون کے ذیل میں میرزا محمد تقی ممقانی صحیفۃ الابرار کے ص۲۴۸ جلد ا پر مختلف کتب کے حوالہ جات سے تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ کسی بشر سے کسب فیض کیا اور نہ ہی کسی اُستاد کے پاس گئے۔

● حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نزول کا محتاج نہ تھا چنانچہ بقتل الحسین مقرّم کے ص ۳۶ پر ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
علوم ما کان و مایکون میں حضرت جبرئیل کے تشریف لانے کے محتاج نہ تھے۔ کیونکہ خدائے ذوالجلال نے آپ کو پیدائش حضرت جبرئیل سے کئی ہزار سال پہلے اپنی عطائے خاص سے تمام حقائق پر آگاہ کر دیا تھا۔
طوالع الانوار کے ص ۲۴۵ پر ہے کہ حضور اکرم اور حضرت علی علیہما السلام کا علم خدا کی طرف سے لدنی اور عطائی ہے۔ جسے انہوں نے کسی بشر یا فرشتے سے نہیں پڑھا۔ بلکہ خدائے ذوالجلال نے انہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بغیر پڑھایا۔ یہ حضرات علم کے حصول میں حضرت جبرئیل کے محتاج نہیں بلکہ براہ راست خدا کے محتاج ہیں۔

طوالع الانوار کے ص ۱۲۵ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت سلمان فارسی سے فرمایا کہ اے سلمان ہمارے پاس خدا کی طرف سے نازل ہونے والی ہزار کتب کا علم ہے جو حضرت شیث بن آدم پر نازل ہوتے والے پچاس صحیفوں۔ ادریس پر نازل ہونے والے تیس صحیفوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوتے والے بیس صحیفوں۔ تورات، زبور، انجیل اور قرآن پر مشتمل ہے۔

● مجلسی بحار الانوار کی جلد ۳۵ کے ص ۲۲ طبع لبنان پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ مجھے قسم ہے اپنے رب کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے۔ جب میرے بھائی علیؑ دنیا میں آئے اور میرے ہاتھوں پر آئے تو انہوں نے حضرت ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحیفے جن کے وارث حضرت شیث ہوئے پڑھ کر سنائے۔ حتیٰ اگر آج وہ موجود ہوتے تو ضرور یہ اقرار کرتے کہ میرے بھائی علی ان صحیفوں کے اس سے زیادہ حافظ ہیں۔ پھر میرے بھائی علیؑ نے حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحائف کی تلاوت کی۔ پھر علی نے تورات کی تلاوت کی۔ اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود ہوتے تو گواہی دیتے کہ علی مجھ سے زیادہ تورات کے حافظ ہیں۔ پھر آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی زبور کی تلاوت کی۔ اگر حضرت داؤد آج موجود ہوتے تو بتلاتے کہ علی مجھ سے زیادہ حافظ ہیں۔ پھر علی نے حضرت عیسیٰ پر نازل ہونے والی انجیل کی تلاوت کی۔ اگر آج حضرت عیسیٰ موجود ہوتے تو اس بات کا اقرار کرتے کہ علی انجیل کے مجھ سے زیادہ حافظ ہیں۔ پھر آپ نے قرآن کو اوّل تا آخر پڑھا چنانچہ میں نے دیکھا کہ قرآن بھی آپ کو اسی طرح یاد ہے جس طرح اب مجھے یاد ہے۔ علی سے لے کر میرے آخری جانشین مہدی ہادی تک ہر امام بچپن میں صحفِ آسمانی اور کتب ربانی کا عالم ہوتا ہے۔

النجم الثاقب کے ص۳۱ اور مشارق الانوار کے ص۱۵۲ پر تحریر ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے ایک دن کے فرزند (الحجۃ القائم) سے ارشاد فرمایا: کہ اے فرزند جو کچھ خدائے ذوالجلال نے اپنے نبیوں پر نازل فرمایا وہ سناؤ۔ آپ نے سریانی زبان میں نازل ہونے والے حضرت آدم، حضرت نوح۔ حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت ابراہیم علیہم السلام پر نازل ہونے والے صحائف اور توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن مجید کی تلاوت کی۔

علامہ طبرسی، احتجاج کے ص۱۹۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

قرآن مجید کی دو آیتوں کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ لوگ اولوالعزم پیغمبروں اور حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ کے بیٹے! کہ لوگ اولوالعزم پیغمبروں پر کسی کو فضیلت نہیں دیتے۔ آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ ہم نے حضرت موسیٰ کے لئے ہر چیز میں سے کچھ حصہ اُن کے الواح میں لکھ دیا تھا مگر یہ نہیں فرمایا کہ کل چیزوں کا علم ان کو عطا کیا تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا کہ خدا نے بعض اختلافی چیزوں کا علم ان کو دیا۔ مگر کل چیزوں کا علم نہیں دیا۔ اور تمہارے مولا و آقا حضرت علی علیہ السلام کے لئے فرمایا: کہ کہہ دے اے رسول کہ میری گواہی کے لئے میرے اور تمہارے درمیان ایک خدا کافی ہے اور دوسرا وہ کہ جس کو کل کتاب کا علم حاصل ہے۔ اور خدا نے اس کتاب میں ہر خشک و تر کا علم جمع کر دیا ہے اور اس کتاب کا علم تمہارے مولا کے پاس موجود ہے۔

بحرانی تفسیر البرہان کے ص۶۶۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ایک سائل کے جواب میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: کہ جتنے بھی نبی خدا ذوالجلال نے بھیجے ان سب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم میں افضل و اعلیٰ ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے اذن سے مردے زندہ کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک درست ہے اور حضرت سلیمان بن داؤد پرندوں کی زبانیں سمجھتے تھے کیا رسول اللہ کو بھی یہ مراتب حاصل تھے؟ حضرت نے فرمایا کہ حضرت سلیمان بن داؤد نے ہُدہُد کے بارے میں کہا۔ جبکہ اس کو نہ پایا اور اس کے معاملے میں تردد ہوا کہ کیا بات ہے کہ مجھے ہُدہُد نظر نہیں آرہا ہے کیا کہیں غائب ہو گیا ہے؟ اور اس پر غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ میں اس کو سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر دوں گا، یا پھر وہ میرے سامنے کوئی مکمل ثبوت پیش کرے کہ کیوں غائب ہوا ہے؟ اور یہ غضب اس لئے تھا کہ وہ پانی کی نشاندہی کرتا تھا۔ یہ تو نبی تھے اور وہ پرندہ تھا۔ اس کو خدائے ذوالجلال نے وہ طاقتِ نظر عطا کی تھی جو حضرت سلیمان کو عطا نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ حضرت سلیمان کے

قبضے میں ہوا، چیونٹیاں، انسان، جنات اور شیاطین سرکش تک مگر انہیں یہ طاقت حاصل نہیں تھی جو پرندے کو عطا ہوئی تھی کہ وہ پانی کو زیر ہوا پہچان لیتا تھا جس کو حضرت سلیمان نہیں پہچانتے تھے۔ اور بالتحقیق خداوند عالم اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اگر اس قرآن کے ذریعے پہاڑوں کو چلا دیا جائے، یا زمین کی مسافت طے کر لی جائے، یا مردوں سے باتیں کر لی جائیں تو یہ کمال قرآن میں موجود ہے اور ہم اس قرآن کے بالتحقیق وارث ہیں کہ جس کے ذریعے سے پہاڑ چلائے جا سکتے ہیں۔ اور شہروں کی آمد و رفت چشم زدن میں کی جاسکتی ہے اور مردے زندہ کئے جاسکتے ہیں۔ اور ہم زیر ہوا پانی کو بھی جانتے ہیں اور اللہ کی کتاب میں ایسی آیات موجود ہیں کہ جس کام کا بھی ارادہ کیا جاتا ہے وہ باذن خدا ہو جاتا ہے۔ اور ایسے کام باذن خدا ہو بھی چکے ہیں جن کو گزشتہ حضرات ضبطِ تحریر میں لا چکے ہیں اور وہ سب کام خدا نے ہمیں اس ام الکتاب میں عطا کر دیئے ہیں۔ بالتحقیق خدا فرماتا ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں انتہائی غیب ہے وہ سب اس قرآن مبین میں موجود ہے۔ پھر اس نے یہ بھی فرمادیا ہے کہ ہم نے اس کتاب کا وارث اپنے بندوں کو بنادیا ہے جن کو ہم نے منتخب کر لیا ہے۔ وہ خدا کے منتخب بندے ہم ہیں۔ ہمیں خدا نے برگزیدہ بنایا ہے۔ اور ہمیں ایسی کتاب کا وارث بنادیا ہے کہ جس میں کل شئے کی وضاحت موجود ہے۔

علماء خاصہ نے اپنی معتبر کتب میں حضرت سیف تمار کی یہ روایت بھی تحریر فرمائی ہے کہ صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا۔ قسم ہے کعبے کے رب کی اگر میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے زمانے میں ہوتا تو انہیں بتلاتا کہ میں ان دونوں سے اعلم ہوں اور ان دونوں کو اس سے آگاہ کرتا جو وہ نہیں جانتے تھے جو کچھ ہو چکا ہے آئندہ کا علم اور قیامت کے ہونے والے واقعات کا علم انہیں نہیں دیا گیا تھا اور یہ علم ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے وراثتاً ملا ہے

اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۲۶۱۔ تفسیر صافی صفحہ ۲۷۵۔ بصائر الدرجات صفحہ ۲۳۔ بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۲۴۶۔ الخرائج والجرائح صفحہ ۳۰۴

یہ حضرات بچپن میں بھی عام بشر کے مقابلے میں زیادہ علم رکھتے تھے چنانچہ اصول کافی کی جلد ۱ کے صفحہ ۴۹۶ پر تحریر ہے کہ

ایک دفعہ دسویں امام حضرت محمد تقی علیہ السلام سے آپ کے شیعوں نے ملاقات کی اجازت چاہی۔ چنانچہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے ان کی درخواست منظور فرمالی۔ انہوں نے ایک ہی نشست میں تیس ہزار سوال کئے۔ حضرت نے ان کے سب سوالات کے اسی وقت جوابات بیان فرمادیئے حالانکہ اس وقت آپ کی عمر صرف دس سال تھی۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی پردہ پوشی کے بعد جب عمرو بن فرج مرنجی حج کے لئے آیا تو اس نے مدینے میں اہل بیت علیہم السلام کے مخالفین کو جمع کرکے کہا کہ مجھے ایک ایسے شخص کی تلاش ہے جو محب اہل بیت نہ ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب علم و فضل ہو تاکہ محمد تقی کے بیٹے علی نقی کو حصولِ علم کے لئے اس کے سپرد کیا جائے۔ کافی نگاہ دوڑائی آخر کار مطلوبہ اوصاف والا ایک شخص مل گیا جو صاحب علم و فضل ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں بغض اہل بیت کوٹ کوٹ کر بھرا گیا تھا۔ اس کا نام جنیدی اور اس کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ عمر بن فرج نے اسے اپنے پاس بلایا اور بادشاہ کی طرف سے تحفے اور ہدیہ اسے دے کر سمجھایا کہ اس بچے کی تعلیم و تربیت تیرے ذمے ہے۔ چنانچہ ابو عبداللہ جنیدی نے علی نقی علیہ السلام کو اپنے پاس محل میں رکھا۔ آپ کو محل میں بند رکھا گیا اور نگرانی کا یہ عالم تھا کہ محل کے تمام دروازے ہر وقت مقفل ہوتے تھے۔ اس طرح کافی مدت گذر گئی جس کی وجہ سے آپ کے شیعوں کا آپ سے بظاہر کوئی رابطہ نہ تھا۔ جعفر بن محمد کا کہنا ہے کہ میں ایک دن ابو عبداللہ جنیدی کے پاس گیا اور اس سے دریافت کیا کہ ہاشمی بچے علی نقی کا کیا حال ہے؟ جس کی آپ تربیت فرما رہے ہے۔ میرے منہ سے بچے کا لفظ نکلنا تھا کہ وہ غصے میں آگیا اور کہنے لگا کہ تو اسے بچہ کہتا ہے۔ اسے بچہ ہرگز نہ کہو بلکہ وہ تو بزرگ ہے۔ پھر اس نے مخاطب ہو کر کہا جعفر! بخدا بتاؤ کہ کیا اس وقت مدینے میں کوئی مجھ سے بڑھ کر عالم ہے میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ تو اس نے کہا کہ پھر اچھی طرح سن لے میں نے اس ہاشمی بچے کو اپنی طرف سے کافی علم پڑھایا لیکن یہاں تو معاملہ ہی کچھ اُلٹا نکلا۔ کہ یہ بچہ مجھ سے پڑھنے کی بجائے مجھے وہ چیز لکھواتا تھا جس کی ان دنوں مجھے سخت ضرورت تھی لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں اسے پڑھا رہا ہوں خدا کی قسم۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ میں اس سے پڑھ رہا ہوں۔
اثباۃ الوصیۃ مسعودی ص ۲۲۳

- دسویں امام حضرت محمد تقی علیہ السلام کے بچپنے کا واقعہ شیعہ اور سنی دونوں مذاہب کی کتب میں موجود ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام اپنے بچپنے میں بچوں کے ساتھ کھڑے تھے کہ مامون کی سواری آئی اسے دیکھ کر باقی سارے بچے بھاگ گئے لیکن آپ وہیں کھڑے رہے۔ مامون نے پوچھا کہ اے بچے باقی تو سارے بچے بھاگ گئے لیکن تو کیوں نہیں بھاگا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارا کوئی جرم تو نہیں کیا جو خوف کے مارے بھاگ جاتا۔ اور نہ ہی راستہ اتنا تنگ تھا کہ آپ کو گذرنے کے لئے میرا راستہ چھوڑنا ضروری تھا۔ مامون نے پوچھا تو کون ہے۔ آپ نے فرمایا میں محمد بن علی رضا ہوں۔ مامون نے کہا کیا تیرے پاس کچھ علم بھی ہے؟ آپ نے فرمایا؛ بے شک مجھ سے زمین تو زمین آسمانوں کی خبریں پوچھ میں بتانے کے لئے تیار ہوں۔ مامون رشید جو ہاتھ میں باز اُٹھائے ہوئے شکار کے لئے جا رہا تھا۔ جب شکارگاہ

پہنچا تو باز کو ہاتھوں سے چھوڑ دیا باز دائیں بائیں اڑا لیکن اسے کوئی چیز نہ ملی۔ ناچار ایک چھوٹی سی مچھلی پکڑ لایا۔ مامون رشید نے واپسی پر امام کو وہاں بچوں میں پھر موجود پایا۔ بچے ایک دفعہ پھر بھاگ گئے لیکن آپ بدستور کھڑے رہے۔ بادشاہ وقت نے اس مچھلی کو مٹھی میں بند کیا اور محمد تقی سے پوچھا اے امام کے بیٹے بتاؤ اس مٹھی میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: خدائے ذوالجلال نے آسمان و فضا کے درمیان ایک متلاطم سمندر پیدا کیا ہے۔ بادشاہ اپنے بازوں کے ذریعے وہاں سے شکار کر کے علماء کا امتحان لیتے ہیں۔ یہ سن کر مامون نے کہا تو بھی سچا اور تیرے آباؤ اجداد بھی سچے۔
مناقب ابن شہر آشوب جلد ۵ ص۱۱۱ بحار الانوار جلد ۵ ص۵۹ صواعق محرقہ ص۲۰۶ مطالب السئول ص۸۸

- حضرت آصف بن برخیا کے پاس صرف ایک حرف تھا اس کی برکت کی وجہ سے ان کے اور تخت بلقیس کے درمیان زمین سمٹ گئی حتیٰ کہ انہوں نے تخت بلقیس کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیا اور زمین جیسے تھی ویسے ہوگی۔ جبکہ معصومین علیہم السلام کے فرمان کے مطابق معصومین علیہم السلام کے پاس اسماء الٰہی کے بہتر حروف ہیں۔ ایسے مفہوم کی روایات سے کتب خاصہ بھرپور ہیں۔
اصول کافی جلد ا ص۲۳۰ بصائر الدرجات ص۲۰۸ طوالع الانوار ص۱۰۱ منتخب البصائر ص۵۴

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث کے مطابق حضرت آدم کے پاس پچیس، حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پندرہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آٹھ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چار، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس صرف دو اسم اعظم کے حروف تھے۔ جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بہتر حروف اسماء اعظم میں سے تھے۔

- صادق آل محمد علیہ السلام نے حمران بن اعین سے فرمایا کہ امام کے نزدیک دنیا اور تمام ارض و سما ایسے ہے جیسے یہ ہتھیلی ہے۔ امام زمین اور آسمان کے ظاہر اور باطن، داخل و خارج اور اس کے خشک و تر کو جانتا ہے۔ بحار الانوار جلد ۷ ص۳۷۵۔ بحار الانوار جلد ۷ ص۲۷ مناقب ابن شہر آشوب جلد ۵ ص۳۹ اصول کافی جلد ا ص۲۲۱۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنا اور میں خدا کی کتاب کو جانتا ہوں۔ جس میں خلق کی ابتدا کا ذکر اور ہونے والے تمام واقعات کا بیان ہے۔ اور جو کچھ زمین و آسمان، جنت اور جہنم اور قیامت تک کے ہونے والے واقعات کا ذکر اس میں ہے اور ان کو میں ایسے جانتا ہوں جیسے میں یہ ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ بصائر الدرجات ص۵۳ البرہان ص۵۶۹

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مشرق و مغرب اور سمندر میں موجود تمام اشیاء کو

جانتا ہوں۔ بحار الانوار جلد ۱۴ صفحہ ۶۲۳ مدینتہ المعاجز صفحہ ۳۹۵

• حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: کہ میں وہ علی ہوں جس نے عالم کی ہر شئی کو باعتبار عدد شمار کیا ہے اور یہ میں نے خدا کے عطا کردہ علم سے جانا ہے۔ اور اس راز کی وجہ سے جو خدا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ علم مجھے عطا فرمایا ہے۔ میں وہ علی ہوں جسے رب ذوالجلال نے اپنا نام اور اپنا کلمہ اور اپنا علم وحکمت عطا فرمایا ہے۔

بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۲ مختصر البصائر صفحہ ۳۴ البرہان صفحہ ۴۴۷ طوالع الانوار صفحہ ۹۹ حق الیقین صفحہ ۳۸۹

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کے علم کے مقابلے میں انبیاء کا علم، ان کے رازوں کے مقابلے میں اوصیاء کے راز کی عزت کے مقابلے میں اولیاء کی عزت ایسے ہے جیسے سمندر میں ایک قطرہ اور صحرا میں ایک ذرہ

بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۲۲۳

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک مشہور ومعروف صحابی مفضل بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اے مفضل کیا تم نے حضرات محمد وعلی وحسن وحسین علیہم السلام کو ایسے پہچانا جیسے کہ ان کے پہچاننے کا حق ہے؟ میں نے عرض کی! اے مولا! ان کے پہچاننے کا کیا حق ہے؟ صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا کہ جو ان کی جس طرح پہچاننے کا حق ہے اس طرح پہچانے گا وہ اعلیٰ درجے کا مومن ہوگا۔ میں نے عرض کی! کہ اے امام حق! پھر ذرا مجھ کو پہچنوا دیں امام نے فرمایا۔ تم یہ جان لو کہ وہ اللہ کی تمام مخلوق کو جانتے ہیں اور تقویٰ کے کلمہ ہیں اور زمینوں اور آسمانوں، پہاڑوں، ریتوں، سمندروں، نہروں اور چشموں کے خازن ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ آسمان میں کتنے ستارے اور کتنے فرشتے ہیں، اور پہاڑوں کا وزن اور نہروں، سمندروں، چشموں کے پانیوں کا وزن جانتے ہیں اور کوئی پتہ نہیں گرتا جس کو وہ نہ جانتے ہوں اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ اور کوئی خشک وتر نہیں ہے جو کہ کتاب مبین میں نہ ہو اور یہ سب ان کے علم میں ہے۔

بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۳۰۳۔ البرہان صفحہ ۸۸۳ مدینۃ المعاجز صفحہ ۱۱۵ طوالع الانوار صفحہ ۲۶۴ صفحہ ۱۰۸ حقائق الاسرار صفحہ ۲۹۔ غایۃ المرام صفحہ ۵۱۶

• صادق آل محمد علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ جناب حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: کہ اللہ کے دو شہر ہیں۔ ایک مشرق میں واقع ہے تو دوسرا مغرب میں۔ ان دونوں شہروں کے ارد گرد لوہے کی مضبوط شہر پناہ ہے اور ان دونوں شہروں میں ہزار ہزار دروازے ہیں اور ان میں ستر ستر ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں اور ہر زبان ایک دوسرے سے مختلف ہے اور میں ان سب زبانوں کو جانتا ہوں۔ اصول کافی صفحہ ۴۶۲ جلد ۱

● صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ خدائے ذوالجلال اپنے اولیاء کی اطاعت تو بندوں پر فرض کر دے لیکن زمین و آسمان کے علوم اس سے مخفی رکھے اور انہیں وہ علوم عطا نہ فرمائے جس پر دین کی بقا ہے۔ بحار الانوار

● ابوحمزہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اکثر دیکھا کہ گیارہویں امام جناب حسن عسکری علیہ السلام ترکیوں رومیوں اور صقلابی لوگوں سے اُن اُن کی زبانوں میں باتیں کرتے۔ میں بڑا حیران ہوتا۔ کہ امام علیہ السلام پیدا بھی مدینے میں ہوئے اور اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد گھر سے کہیں باہر نہیں گئے اور نہ ہی کوئی ایسا آدمی ہے کہ ان زبانوں کی آپ کو تعلیم دے۔ تو پھر یہ اتنی زبانیں انہوں نے کہاں سے سیکھیں؟ ایک دن امام پاک میرے پاک میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابوحمزہ! خدائے ذوالجلال نے تمام مخلوقات پر اپنی حجت کو ظاہر فرمایا اور اسے علم لغات وانساب اور اجال وحوادث عطا فرمایا اگر خدا ایسا نہ کرتا تو حجت خدا اور عام لوگوں میں کیا فرق رہے گا۔ اصول کافی جلد ا ص ۵۰۹

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم نے زمین و آسمان میں سونے اور چاندی کے نہیں بلکہ علوم رب ذوالجلال کے خزینہ دار ہیں۔ آپ کے ایک صحابی جناب سدیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تمہارا مقام کیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم علوم رب ذوالجلال کے خازن ہیں۔ اور خدا کی وحی اور ارض وسما کے اوپر کے اور نیچے کی تمام مخلوق پر حجت کامل ہیں۔

بصائر الدرجات جلد ۲ ص ۱۰۴ اصول کافی جلد ا ص ۱۹۲

صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ہمارا علم غابر ہے مزبور ہے اور کانوں میں سنا ہوا اور دلوں میں ڈالا ہوا ہے۔ غابر وہ ہے جس کا تعلق ہمارے گذشتہ علم سے ہے اور مزبور وہ ہے جس کا تعلق آنے والے حالات سے ہے۔ الہام ہمارے دل میں اور فرشتے کی آواز کان میں آتی ہے۔
اصول کافی ص ۲۶۴ جلد ا

ابن جریر طبری دلائل الامامۃ کے ص ۱۲۸ اور بحرانی مدینۃ المعاجز کے ص ۳۹۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ یزید بن عبد الملک روایت کرتا ہے۔ کہ میرا ایک دوست تھا اور وہ اکثر لوگوں کی مخالفت کرتا تھا جو کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کے عالم الغیب ہونے کا اقرار کرتے تھے میں نے جا کر صادق آل محمد علیہ السلام کو عرض کیا۔ کہ فلاں آدمی ایسا کرتا ہے۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جا کر اسے کہو کہ میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ آسمانوں اور زمین کے اندر کیا کیا چیزیں ہیں۔ یا ان کے علاوہ میں ہر چیز کو جانتا ہوں۔

● ابن شہر آشوب مناقب کی جلد ا کے صد ۱۸۵ پر تحریر فرماتے ہیں ۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تمام خبریں حضرت علی علیہ السلام کو بتلادیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے اس آیت کے تحت بتلادیں ۔ عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ پ ۲۹ الجن ۲۶

کتب خاصہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمان بھی موجود ہے کہ ہمیں اولین وآخرین کا علم دیا گیا ہے ۔ کسی نے دریافت کیا ۔ کہ کیا آپ غیب کو بھی جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا : کہ میں مردوں کی اصلاب اور امہات کے ارحام تک کو جانتا ہوں کہ ان میں کیا ہے ۔ افسوس ہو تم پر ۔ خدا کے لئے اپنے سینوں کو کشادہ کرو اور اپنے دلوں سے تنگی دور کرو ۔ یاد رکھو ہم خدا کی حجت ہیں ۔ وہ مومن ہی ہمارے فضائل برداشت کر سکتا ہے جس کا دل کوہ تہامہ جیسے مضبوط ہو ۔ مناقب ابن شہر آشوب جلد ۵ صد ۲۹ طوالع الانوار صد ۱۸۶ ۔ بحار الانوار جلد ۷ صد ۲۸۱

اس حدیث سے واضح ہوا کہ معصومین علیہم السلام ارحام کا علم بھی رکھتے ہیں ۔

حضرت عمار ابن یاسر فرماتے ہیں کہ ۱۷ صفر کا دن تھا اور مولا علی مسجد کوفہ میں اس چبوترے پر تشریف فرما تھے جہاں آپ فیصلے فرماتے کہ اتنے میں دروازے پر ایک عورت کو دیکھا جو اونٹ پر سوار تھی اور یہ فریاد کر رہی تھی ۔ کہ اے فریادیوں کے فریاد رس ، طلب گاروں کی امید گاہ ، چاہنے والوں کے لئے کان ، زبردست طاقت والے یتیم کو کھانا کھلانے والے ، مفلس کو روزی دینے والے ، بوسیدہ ہڈی کو زندہ کرنے والے ، اس کے مددگار جس کا کوئی مددگار نہ ہو ، اس کے سہارا جس کا کوئی سہارا نہ ہو ، اس کے خزانہ جس کا کوئی خزانہ نہ ہو ۔ تمہاری خدمت میں حاضر ہوں ۔ آپ کا وسیلہ ڈھونڈا ہے ۔ مجھے سرخرو کرو ۔ میری مصیبت کو دور کرو ۔ یہ میرے والد کھڑے ہیں جو اپنے خاندان کے امیر ہیں ۔ یہ سات ہزار شاہسوار ہیں جو کہ یہ کہتے ہیں کہ میں کنواری ہونے کے ساتھ ساتھ حاملہ کیوں ہوں حالانکہ میں نے آج تک کسی انسان کے ساتھ صحبت نہیں کی ۔ حضرت علی علیہ السلام نے ایک دایہ کو منگوایا جس نے پردہ کرا کر دیکھ بھال اور کہا کہ یہ عورت حاملہ ہے ۔ آپ نے اعجاز امامت کے ذریعے شام سے برف منگوائی جو کہ اس عورت کے پاس رکھی گئی ۔ تھوڑی دیر گذرنے نہ پائی تھی کہ اس عورت کے پیٹ سے ایک جونک نکلی ۔ مولا نے اس بچی کے والد سے کہا کہ خدا کی قسم تیری بیٹی زانیہ نہیں ۔ بلکہ جس وقت اس کی عمر دس سال تھی ۔ اس کے اندر ایک جونک داخل ہو گئی ۔ جو کہ آج تک اس کے پیٹ میں بڑھتی رہی ۔ جس کی وجہ سے اس بچی کا پیٹ بڑھتا رہا یہاں تک کہ اس پر حاملہ ہونے

سا شبہ ہونے لگا۔ یہ سن کر اس سائلہ کے باپ نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ جو کچھ ارحام میں ہے۔ یا ضمائر میں ہے آپ سب کچھ جانتے ہیں۔

تلخیص عبارت عیون المعجزات طبع ملتان ص ۲۹ سطر ۹۔ طوالع الانوار ص ۱۹۵

اس واقعے سے ثابت ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام ارحام میں مخفی چیزوں کو جانتے تھے۔

کلینی اصول کافی کی جلد ا کے ص ۴۶۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت امام حسن علیہ السلام پا پیادہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کے پاؤں پیدل چلنے سے متورم ہو گئے۔ آپ کے غلام نے عرض کی کہ مولا اگر آپ سوار ہو جاتے تو اس ورم سے آپ کو سکون مل جاتا۔ فرمایا نہیں۔ اے میرے غلام جب اگلی منزل آئے گی تو تجھے ایک حبشی ملے گا۔ جس کے پاس تیل ہو گا۔ تم اس سے وہ تیل خرید لینا اور قیمت دینے میں تاخیر نہ کرنا۔ اس نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اس علاقے میں اور ایسا تیل بیچنے والا ہے یہاں تو کبھی بھی ایسا دوا فروش دیکھا نہیں گیا۔ آپ نے فرمایا تم صحیح کہتے ہو لیکن آج تم میری بات پر عمل کرو۔ آج وہ تمہیں ضرور ملے گا۔ پس امام پاک کا غلام اور امام ایک میل بھی نہ بڑھنے پائے تھے۔ دیکھا وہ حبشی بالکل سامنے تھا۔ حضرت نے غلام سے کہا کہ جاؤ اس سے تیل خرید لاؤ اور قیمت دے دو۔ چنانچہ وہ گیا۔ حبشی نے کہا اسے غلام یہ تیل کسے چاہیئے۔ اس نے کہا کہ امام حسن علیہ السلام کو۔ وہ حبشی بولا مجھے ان کے پاس لے چلو۔ وہ اسے امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں لے آیا۔ حبشی بولا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ تیل آپ کو چاہیے۔ میں اب اس کی قیمت نہ لوں گا۔ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں اپنی بیوی کو درد زہ میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے اولاد نرینہ عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا۔ جلدی اپنے گھر جاؤ۔ خدا نے تمہیں لائق فرزند عطا فرمایا ہے۔

● مامون رشید نے ایک دن عبد اللہ بن محمد ہاشمی سے کہا کہ ایک دن میں نے حضرت امام علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ کے بزرگوار علوم ما کان و ما یکون کے عالم تھے آپ ان کے علوم کے وارث ہیں میری ایک مشکل حل فرمائیے۔ کہ میری ایک لونڈی کا ہر بار حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ اب وہ پھر حاملہ ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں اب کی بار اس کا پھر حمل نہ ساقط ہو جائے۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اب کی بار تم فکر نہ کرو۔ اس دفعہ اس لونڈی کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہو گا جو بالکل اپنی ماں کی طرح ہو گا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں ایک انگلی زیادہ ہو گی اور اسی طرح اس کے بائیں پاؤں کی انگلی بھی زیادہ ہو گی۔ مامون نے عبد اللہ بن محمد ہاشمی سے کہا کہ ابھی چند ہی دن گذرے تھے کہ اس لونڈی سے بچہ پیدا ہوا جو امام کی خبر کے مطابق ہر لحاظ سے ماں کے مشابہ تھا۔

بحار جلد ۹ صـ ۳۰ ، عیون اخبار رضا جلد ۲ صـ ۲۴۵ ۔ مناقب ابن شہر آشوب صـ ۸۰ جلد ۵

● امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے خطبے میں فرمایا؛ کہ اے لوگو! خدا نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت کو اپنی کرامت کے ساتھ مشرف فرمایا۔ اور ان کو اپنی ہدایت کا اعزاز عطا فرمایا۔ اور اپنے دین کے ساتھ مخصوص فرمایا اور اپنے علم کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی اور ان کے اندر علم غیب ودیعت فرمایا اور اس پر ان کو محافظ فرمایا۔ (بحار الانوار جلد ۷ صـ ۲۳۵ سطر آخر)

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا؛ کہ میرے خدا نے مجھے علم اور کامیابی کے ساتھ برگزیدہ فرمایا اور میں بارہ مرتبہ اپنے خدا کی طرف گیا ہوں۔ اس خدا نے مجھے معرفت دلی اور علم غیب کی کنجیاں عطا فرمائیں۔ (بحار الانوار جلد ۹ صـ ۴۲۵ ۔ دمعۂ ساکبہ صـ ۹۴)

● حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے ام الفضل بنت مامون کو اس چیز کی خبر دی جو کہ عادۃً عورتوں کو عارض ہوتی ہے۔ تو اس نے کہا کہ آپ کو یہ کیسے علم ہو گیا غیب تو صرف اللہ جانتا ہے۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا؛ کہ میں غیب کو اللہ کی تعلیم کی وجہ سے جانتا ہوں۔ بحار الانوار جلد ۱۲ صـ ۱۲۹

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا؛ کہ رب ذوالجلال نے اپنی مخلوقات کو اپنے اولیاء اور اپنے سفراء اور اصفیاء علیہم السلام کی اس صفت کے ساتھ تعارف کرایا ہے۔ کہ ان حضرات کو علم غیب پر اقتدار حاصل ہے جو ان کے لئے رب ذوالجلال کا خاص عطیہ ہے۔ خدا کے قول سے ثابت ہے کہ عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (احتجاج طبرسی صـ ۱۲۷)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آیۂ قرآن عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ الخ سے مراد حضرت علی ہیں کہ جنہیں خدا نے پسند فرمایا ہے اور وہ اس لئے مرتضیٰ ہیں کہ وہ رسول سے ہیں۔ اور رب ذوالجلال نے ان کے دل میں علم پرو دیا ہے اور اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان کو علم بھرا دیا ہے جو بھرا دینے کا حق ہے۔ رب ذوالجلال کی طرف سے بھی علم بطور الہام حاصل ہے اور نبی کریمؐ نے بھی ان کو تمام علوم ودیعت فرما دیئے ہیں۔

تفسیر صافی میں ہے کہ امام علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام نے فرمایا؛ کہ خدا جسے پسند فرما لیتا ہے اسے علم غیب عطا فرما دیتا ہے۔ اور چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسندیدہ ہیں لہٰذا انہیں علم غیب عطا فرمایا گیا ہے۔ اور ہم ان کے وارث ہیں۔ لہٰذا ہم بھی علم غیب رکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علم غیب سے جو چاہتا تھا عطا کر دیا ہے۔ پس ہم قیامت تک کے ماکان ومایکون کے عالم ہیں۔ کیونکہ خدا جسے پسند فرما لیتا ہے اس کے آگے اور پیچھے بھی رصد علم پرو دیتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہشام بن عبد الملک نے ہمارے والد جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ علی غیب کے عالم ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ حالانکہ خدائے ذوالجلال نے غیب کے علم پر کسی کو بھی مطلع نہیں فرمایا۔ لیکن حضرت علی نے یہ دعویٰ کیوں کیا؟ امام محمد باقر علیہ السلام نے جواب دیا کہ خدائے ذوالجلال نے اپنے نبی پر قرآن نازل کیا جس میں قیامت تک کے ہونے والے واقعات کی وضاحت کر دی گئی ہے جس پر خدا کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے وانزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی اور یہ بھی خدا کا قول ہے وکل شئی احصیناہ فی امام مبین وفی قولہ ومافرطنا فی الکتاب من شئی پس خدا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی۔ کہ اپنے علم غیب، راز اور پوشیدہ علم میں سے کچھ باقی نہ رکھیں اور سب کچھ علی علیہ السلام کو بتلا دیں

بحار الانوار جلد ۱۱ ص ۸۸ جلد ۱۵ ص ۲۵، جلاء العیون جلد ۲ ص ۵۹۴، مدینۃ المعاجز ص ۳۳۴۔ دمعۂ ساکبہ ص ۴۱۸۔ کفایۃ الموحدین جلد ۲ ص ۶۰

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چار فضائل اور خصائل ایسے ہیں جو کہ مجھ سے پہلے کسی کو بھی نہیں دیئے گئے۔ مجھے مصیبتوں، موتوں، انساب اور قضایا کے فیصلے کرنے کا علم دیا گیا ہے۔ جو مجھ سے پہلے ہو چکا ہے وہ غائب نہیں۔ اور جو مجھ سے مخفی ہے وہ دور نہیں۔ میں خدائے ذوالجلال کے اذن سے لوگوں کو بشارت دیتا ہوں اور یہ سب کچھ مجھے خدا کی طرف سے عطا فرمایا گیا ہے اور اس خدا نے مجھے اپنے علم میں قدرت دی ہے۔ امام فرماتے ہیں کہ ایک علم میرے سینے میں ایسا مخفی ہے۔ اگر اسے ظاہر کر دوں تو تم اس طرح پیچ و خم کھانے لگو جس طرح گہرے کنویں میں رسیاں لرزتی ہیں۔ نہج البلاغہ شرح فیض الاسلام جلد ۱ ص ۵۸

حسن بن ظریف بیان فرماتے ہیں۔ کہ میرے دل میں ایک دو مسئلے پیدا ہو رہے تھے۔ میرے خیال میں آیا کہ میں خط لکھ کر امام زمانہ سے دریافت کروں۔ ایک دن میں اپنے زمانے کے امام جناب حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت اقدس میں ایک عریضہ لکھا جس میں یہ عریضہ لکھنا بھول گیا۔ کہ بخار بیماری کا علاج کیا ہے۔ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے سب سوالوں کے جوابات تحریر فرما کر آخر میں یہ تحریر فرمایا۔ کہ تمہارے دل میں۔ تو یہ سوال (کہ بخار کا علاج کیا ہے) ابھی کھٹک رہا تھا۔ سو ایک پرچے پر یا نار کونی برداً وسلاماً علی ابراھیم کی آیت لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں ڈالو انشاء اللہ شفا ہو جائے گی۔ حسن بن ظریف کہتا ہے

کہ میں نے امامؑ کے حکم کے مطابق کیا۔ مجھے شفا مل گئی۔ اصول کافی جلد ا ص ۵۰۹

داؤد بن قاسم جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ میرے پاس کسی کے تین خط تھے۔ جن کے شروع میں ان کا نام تحریر نہ تھا۔ میں شک میں پڑ گیا اور بہت افسردہ ہوا۔ امام پاکؑ نے فرمایا افسوس نہ کرو۔ خط میرے سامنے لاؤ۔ تو حضرتؑ نے ان میں سے ایک کو اٹھا کر فرمایا کہ یہ زیاد بن شبیب کا خط ہے۔ پھر دوسرا خط اٹھا کر فرمایا یہ فلاں کا خط ہے۔ یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ اور امام علیہ السلام مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ (اصول کافی جلد ا ص ۴۹۵)

داؤد بن قاسم جعفری ہی بیان فرماتے ہیں کہ امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں درخواست کروں کہ وہ اپنے لئے نوکر رکھ لیں۔ میں حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کہ ان سے اس بارے میں کوئی بات کروں۔ لیکن میں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ اور آپ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوتے ہیں۔ میں شرم کے مارے ان کے سامنے کچھ نہ کہہ سکا۔ مولا میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے ابو ہاشم کھانا کھاؤ۔ چنانچہ میرے سامنے کھانا رکھا گیا۔ آپؑ نے میرے کہے بغیر اپنے غلام سے کہا کہ جاؤ اس غلام کو لے کر اپنے پاس رکھ جسے ابو ہاشم لے کر آئے ہیں۔ اصول کافی جلد ا ص ۴۹۵

اعمش ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ ہم جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھے جب شامیوں نے لشکر کی دائیں جانب حملہ کر کے شکست دی تو یہ دیکھ کر امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے جنگی جرنیل مالک اشتر نے دفاعی طور پر تابڑ توڑ حملے کئے۔ اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے تین مرتبہ فرمایا: یا ابا مسلم خذ ھم۔ اے ابو مسلم شامیوں کو پکڑو۔ مالک اشتر نے عرض کی اے امیر المومنین لشکر میں ابو مسلم نامی شخص تو کوئی نہیں۔ امام نے فرمایا میری مراد وہ شخص ہے جو مشرق کی جانب سے اٹھ کر اہل شام کو ہلاک اور سلطنت بنی امیہ کو تباہ کر دے گا میری مراد ابو مسلم خراسانی ہے۔

مناقب ابن شہر آشوب جلد ا ص ۱۷۷۔ صحیفۃ الابرار جلد ۳ ص ۹۴

ایک دن حسین بن موسیٰ آٹھویں امام جناب علی رضا علیہ السلام کے ساتھ شہر سے باہر ان کی جاگیر کی طرف نکلے۔ مطلع صاف اور دن روشن تھا۔ مولا نے فرمایا کہ کیا تم اپنے ساتھ چھتری لائے ہو۔ میں نے درخواست کی مولا کیوں؟ ہمیں تو کوئی بارش کے آثار نظر نہیں آتے۔ تو آپ نے فرمایا: تم تو نہیں

لائے دیکھو میں تو ساتھ چھتری لایا ہوں۔ کیونکہ ابھی بارش ہوگی۔ حسین بن موسیٰ کہتے ہیں کہ ہم ا
تھوڑا ہی چلے تھے کہ بادل چھا گئے۔ فضاء ابر آلود ہوگئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہم سب لوگ
بارش سے شرابور ہوگئے۔ بحار الانوار جلد ۴۹ مطبوعہ لبنان عیون اخبار رضا ص ۲۳۸
اس سے ثابت ہوا کہ ائمہ بارش کا علم بھی رکھتے تھے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ تیری موت بہت قریب ہے ا پ
ورثاء کو وصیت کرلے چنانچہ وہ تین دن کے بعد فوت ہوگیا۔ عیون اخبار رضا جلد ۲ ص ۲۲۵

قارئین حضرات! بندۂ حقیر پُر تقصیر نے آیات قرآن، احادیث رسول اکرمؐ اور اقوا
اصحابؓ وعلماء سے ختمی مرتبت کا عالم الغیب ہونا ثابت کردیا ہے۔ اور نجدیوں کے ج
اعتراضات ملے تھے ان کے بھی احسن طریقے سے جوابات تحریر کردیئے ہیں۔ اُمید وا
ہے کہ کافی حضرات کو اس کتاب سے راہنمائی حاصل ہوگی۔

خدا میری اس حقیر پیشکش کو بطفیل چہاردہ معصومینؑ مقبول و منظور فرمائے۔ اس ک
کے سلسلے میں جناب معراجدین صاحب قبلہ نے پانچ ہزار روپے اور جناب میرزا حسین
صاحب قبلہ نے دوہزار روپے کی اعانت فرمائی۔ میں ان کے خلوص اور محبت کا کیسے
کروں اور کہاں سے وہ مجموعۂ الفاظ ڈھونڈ کر لاؤں جن کے ذریعے سے اپنے دلی جذ
کا اظہار کرسکوں۔ میری دلی دُعا ہے کہ خدا ان کو ہر میدان میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فر

آمین ثم آمین

طالب حسین کرپالوی

۱۸۔ ذوالحجہ ۱۴۰۸ھ بروز عید غدیر

جعفریہ دار التبلیغ

خدائے ذوالجلال کے فضل اور آئمہ علیہم السلام کی نوازش سے یہ ادارہ اب تک سات معلوماتی و تبلیغی چارٹ صدیق اکبر، فاروق اعظم، جعفری نماز، اسلامی نماز، کلمہ ولایت، علیؑ ولی اللہ اور القرآن مع علیؑ

- بچوں کے لیے نماز اہلِ بیت، جعفری نماز رنگین اور جعفری یسرنا القرآن
- تعقیبات میں تحفہ ماہِ رمضان اور تحقیقی میدان میں خیر البریہ

مسئلہ تحریف القرآن اور عظمتِ حضورِ اکرمؐ میں عالم الغیب اور

عصرِ حاضر کی تحقیقی پیش کش انسائیکلوپیڈیا حضرت علیؑ (براہین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب) کی جلد ۱ خلقتِ نورانیہ، جلد ۲ وسیلہ انبیا، جلد ۳ نورٌ علیٰ نور، جلد ۴ مسلم اوّل اور جلد ۵ مومن کامل زیورِ طباعت سے آراستہ کرا کر آپ کی خدمتِ اقدس میں پیش کر چکا ہے جبکہ مناقبِ علیؑ کی مزید پینتیس ۳۵ جلدیں ابھی طبع ہونا باقی ہیں۔

آپ سے درخواست ہے کہ آپ ان کی طباعت میں ادارہ ھذا کی خصوصی مالی اعانت فرما کر ممنون و محسون فرمائیں۔

طالب معین | سیونگ اکاؤنٹ نمبر 8-2697 حبیب بنک لمیٹڈ، سانده کلاں ۰ لاہور

ناظمِ اعلیٰ: جعفریہ دار التبلیغ افضال روڈ ۰ سانده کلاں ۰ لاہور

مولانا طالب حسین کرپالوی کی دیگر تالیفات

خلقتِ نورانیہ
اس کتاب میں آیاتِ قرآن، احادیثِ معصومین اور کتبِ عالمِ اسلام کی سینکڑوں عبارات سے ثابت کیا گیا ہے کہ خدائے ذوالجلال نے ساری مخلوق سے پہلے حضورِ اکرم اور حضرت علیؑ کے نور کو خلق فرمایا اور اس کتاب میں ابنِ تیمیہ کی منہاج السنۃ اور شاہ عبدالعزیز دھلوی کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ کا بھی جواب دیا گیا ہے

ھدیہ : ساٹھ روپے

وسیلۂ انبیاءؑ
اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ تمام انبیاءِ کرام نے اپنی حاجات میں حضرت علی علیہ السّلام کو خدا کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا۔ ھدیہ : ساٹھ روپے

نورٌ علیٰ نور
اس کتاب میں حضرت علیؑ کے نور ہونے پر دلالت کرنے والی تمام آیات مع تفسیری روایات تحریر کی گئی ہیں۔ نیز یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ ان کا ظاہر بشری تھا اور باطن لاہوتی۔

ھدیہ : ساٹھ روپے

وجہ اللہ در بیت اللہ
اس کتاب میں عالمِ اسلام کی سینکڑوں معتبر کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت علیؑ خدا کے گھر میں تشریف لائے اور آپ کے سوا یہ اعزاز کسی اور کو حاصل نہ ہوا۔ ھدیہ : ساٹھ روپے

مسلمِ اوّل
اس کتاب میں عربی، فارسی، انگلش، اردو، پنجابی، سندھی، پشتو اور سرائیکی کی سینکڑوں کتب کی عبارات سے حضرت علیؑ کا مسلمِ اوّل ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ ھدیہ : ساٹھ روپے

مومنِ کامل
اس جلد میں حضرت علیؑ کا امیر المومنین اور ایمانِ کل ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

ھدیہ : ساٹھ روپے

عالم الغیب
اس کتاب میں براھینِ قاطعہ اور دلائلِ ساطعہ کے ساتھ حضورِ اکرم کا عالم الغیب ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ ھدیہ : ۵۰ روپے

مسئلہ تحریف القرآن
اس کتاب میں آیاتِ قرآن، احادیثِ معصومینؑ، ارشاداتِ اصحابِ نبیؐ اور اقوالِ علماء اسلام سے ثابت کیا گیا ہے کہ شیعوں کے نزدیک موجودہ قرآن کمی و بیشی سے مبرّہ و منزّہ ہے اور وہابی، دیوبندی اور بریلوی مناظرین کے سینکڑوں اعتراضات کے تحقیقی جوابات بھی تحریر کیے گئے ہیں۔

ھدیہ : تیس روپے

نوٹ مستقل خریداروں کے لیے خصوصی رعایت ہے اور اگر ڈاک کے ذریعے منگوائیں گے تو ڈاک خرچ آپ کے ذمے ہوگا۔

ملنے کا پتہ : **جعفریہ دار التبلیغ** ○ امام بارگاہ افضال روڈ ○ ساندہ کلاں ○ لاہور

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

وہ غیب دان ہے اور اپنی غیب کی بات کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس
پیغمبر کو پسند فرماتے۔ الجن ۲۷

مصباح الہدیٰ فی علم المصطفیٰ

عالم الغیب

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف: جناب مولانا طالب حسین کرپالوی

الناشر: جعفریہ دار التبلیغ ○ افضال روڈ ○ سانده کلاں ○ لاہور